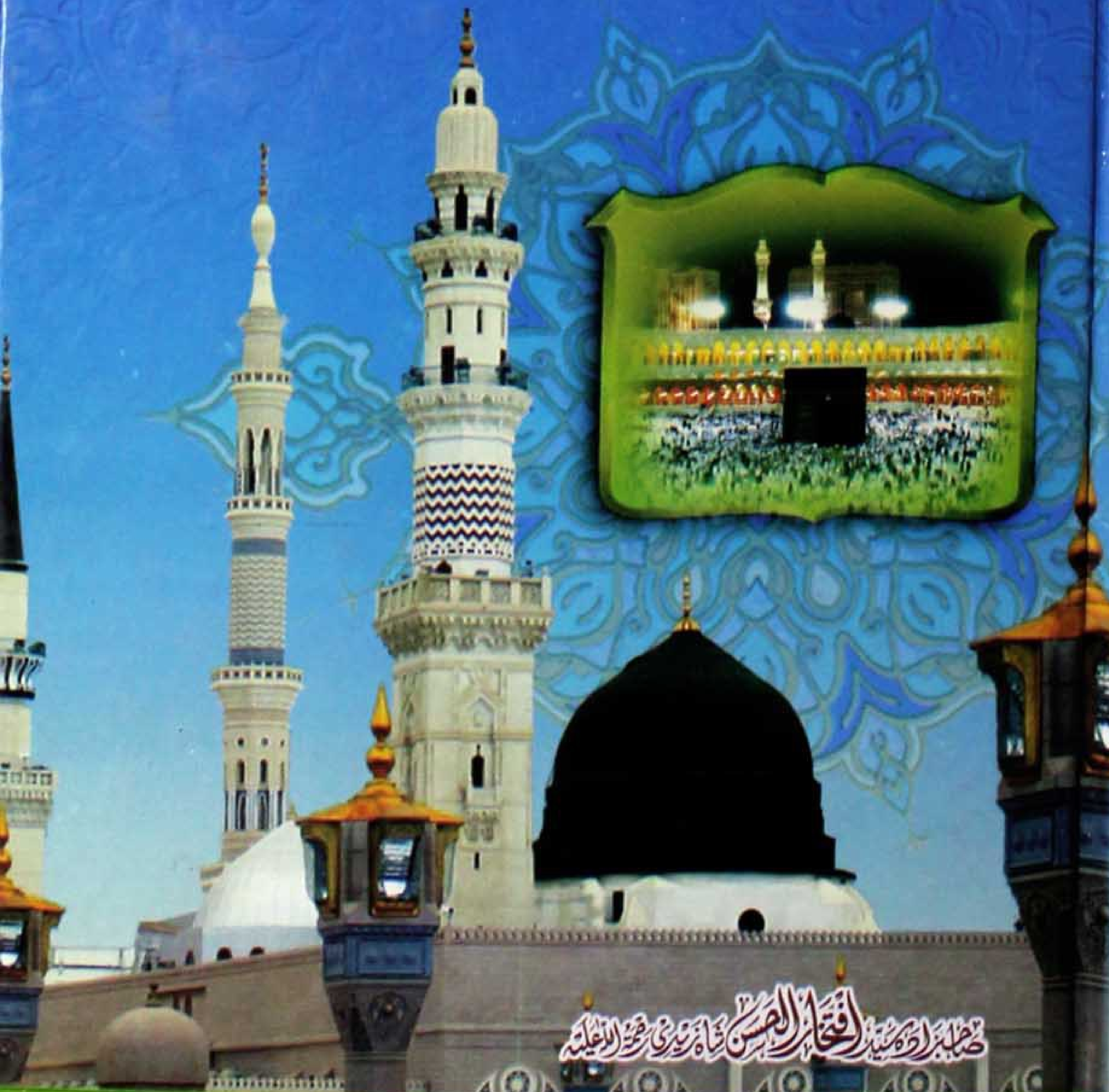
نسبت باعثِ جنّت



صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ زیدی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

نسبت باعثِ جنت

مُصنّف

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد
041-2626046

نام کتاب ـــــــ نسبت باعث جنّت
مؤلف ـــــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ
طابع ـــــــ سیّد حمایت رسول قادری
کتابت ـــــــ نذیر احمد
ایڈیشن ـــــــ
تعداد ـــــــ ایک ہزار
مطبع ـــــــ
سنِ اشاعت ـــــــ
پروف ریڈنگ ـــــــ قاری محمد عمر باسط۔ ایم اے عربی
ہدیہ ـــــــ

ـــــ ملنے کا پتہ ـــــ

مکتبۂ نوریہ رضویہ ۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور
فون ـ

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

○

سلسلہ ہائے طریقت

کے

اولیاءِ کرام کے نام

○

سید افتخار الحسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز

ایمان لانے کے بعد پھر اسلام کے پاکیزہ ارکان اور دین کے رنگین اور مہذب احکامِ خداوندی بجالانے ـــــ قرآنِ حکیم کے بتائے ہوئے سنہری اصولوں پر کاربند رہنے اور اعمالِ صالحہ پر عمل پیرا ہونے پر اللہ تعالےٰ اپنی رحمت اور اپنی شانِ کریمی ورحیمی کے باعث ایسے مردِ مومن پر اپنی جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔

مثلاً ـــــ قرآنِ حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ـــــ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا۔

"اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور پھر اعمالِ صالح کیے، ان لوگوں کو ہم جنت میں داخل کریں گے۔ بہتی ہوئی نہروں کے ساتھ ـــــ اور وہ لوگ ہمیشہ کے لیے جنت میں رہیں گے۔ اللہ کریم کا یہ وعدہ حق ہے!"

یا

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ٥ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۷۲)

کہ " اللہ تعالیٰ نے صاحب ایمان مردوں اور عورتوں سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ انہیں بہتی ہوئی نہروں والی جنت عطا کرے گا اور اس کرم نوازی کے ساتھ ساتھ جنت میں پاک ــــ ستھرا اور پاکیزہ مکان بھی دے گا۔
ایک خوبصورت جنّت میں اور ان عطیّات کے علاوہ اللہ کریم کی طرف سے ان پر بڑی رضا بھی دی جائے گی ــــ

یا

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ــــ (پارہ ۱۵ سورۃ الکہف آیت ۳۱)

بلیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم ان کے نیک کاموں کا اجر ضائع نہیں کرتے ــــ

ان کے لیے بسنے کے باغ ہیں اور ان باغوں کے نیچے بہتی ندیاں ہیں ــــ وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ جنت میں سبز رنگ کے گلرنگ اور چمکیلے کپڑے پہنائے جائیں گے اور وہ جنّت میں خوبصورت تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ــــ

یا ــــ وہ جو ایمان لائے اور پھر ہجرت کی اور پھر اللہ کی راہ میں

مال و جان سے لڑے جہاد کیا ___ اللہ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہے - اور پھر اللہ کی راہ میں مال و جان سے لڑے جہاد کیا اللہ کے نزدیک ان کا بڑا درجہ ہے اور انہیں کے لیے جنت کے مہکتے ہوئے باغات اور دائمی نعمت ہے!
(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیات ۲۲)

اور ___ یا ___

پھر قرآن پاک اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے ___

جیسا کہ ___ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :___

اِنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّھَاتِکُمْ ___ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۱)

اور یا ___ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :___

اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ ___ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲-۴۴)

کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے ___

حفیظ جالندھری مرحوم نے اس حدیث پاک کا کیا ہی ایمان افروز اور روح پرور ترجمہ کیا ہے کہ ___ ع

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر توحید و اسلام کی روشنی میں آنے والوں اور الحاد و باطل کی تاریکیوں میں حق و صداقت کے چراغ حاصل کرنے والوں اور ضلالت و گمراہی کی ظلمتوں میں نیکی و شرافت کی نورانی قندیل سے سرفراز ہونے والوں کے دین و ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد ان کے اعمالِ صالح کا اجرِ عظیم، ثوابِ بے بہا اور جزائے کامل اللہ تعالیٰ کی طرف سے

اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کرم نوازی — بندہ پروری اور رحمت و بخشش کے بھرپور خزانوں سے کم نہیں ہے ———

جنت میں ٹھکانہ —— فردوس بریں میں مکان —— باغ عدن میں رہائش اور حوروں سے دل بہلانا کوئی معمولی عنایات نہیں ہیں ——

ریشمی وفاخرہ لباس —— سنہری اور خوبصورت پلنگ — صاف ستھرے اور پاکیزہ بستر —— تروتازہ پھل —— بہترین وخوشبودار میوے اور حوروں کی خدمت گزاری یہ انعام واکرام ہیں ایک مرد مومن کے لئے ——

لیکن ان کے علاوہ جناب ابوالحامد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مرد مومن کے علاوہ سات آٹھ اللہ تعالےٰ کی ایسی مخلوقات بھی ہیں جو آدمی کی جنس کے علاوہ بھی جنت میں داخل ہوں گی —— ایک ————

جیساکہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب احسن القصص صفحہ ۵۰ میں لکھا ہے : ————

یَکُوْنُ فِی الْجَنَّۃِ سَبْعًا اَشْیَاءٍ مِنْ غَیْرِ جِنْسِ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْلُ[۱] اَصْحَابِ الْفِیْلِ —— وَکَلْبُ[۲] —— اَصْحَابِ کَہْفٍ —— وَذِئْبُ[۳] یَعْقُوْبَ —— وَدُلْدُلُ[۴] عَلِیٍّ —— وَنَاقَۃُ[۵] صَالِحٍ[۶] وَحِمَارُ[۷] عِیْسٰی یَا عُزَیْرٍ وَبَغْلَۃُ[۸] نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

نزہت المجالس جلد ۱ صفحہ ۵۸ میں جناب علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں اضافہ فرمایا ہے ———— یعنی ——

وَحُوْتُ[۵] یُوْنُسَ —— وَکَبْشُ[۹] اِسْمٰعِیْلَ —— وَنَمْلَۃُ[۱۰] سُلَیْمَانَ

وَهُدهُدُ بلقیس ٥

" اصحاب فیل کا ہاتھی ــــ اصحاب کہف کا کُتا ــــ ذئب یعقوبؑ ــــ حضرت یعقوبؑ کا بھیڑیا ــ اور حضرت علی علیہ السلام کا دُلدُل ــ اور حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی ــ اور حضرت عُزیر علیہ کا گدھا اور حضرت یُونس علیہ السلام کی مچھلی اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا دُنبہ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اور شہزادی بلقیس کا ہُدہُد اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُونٹنی

حضراتِ گرامی ! ــ یاد رہے کہ مندرجہ ذیل حقائق کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہوئے صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن نے اس کتاب کا نام بھی اسلئے یہ رکھا ہے کہ نسبت اچھی ہو تو جنّت کا ملنا مشکل نہیں ہے ــــ

کیونکہ مندرجہ ذیل آدمی کی جنس کے علاوہ ان جانوروں میں سے نہ کوئی نمازی ہے اور نہ کوئی حاجی ، نہ کوئی زکواتی ہے اور نہ ہی کوئی نوافلی ــــ

بس پھر میرے نزدیک اس حقیقت کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ جانور کسی اچھی نسبت کے باعث جنّت میں جائیں گے ۔ اپنے نیک اعمال کی بدولت نہیں ۔ ــــ اور ان سب کا تعلق قرآن مجید و حدیث پاکؐ سے ہے ۔

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ اچھی نسبت کے باعث یہ جانور تو جنت میں جائیں گے ۔ مگر کسی نبی یا کسی ولی سے اچھی نسبت نہ رکھنے والے بدعقیدہ انسان اور کسی رسول اور کسی ولی اللہ کے بے ادب اور گستاخ لوگ جنّت کی ہوا تک نہ پا سکیں گے چاہے کوئی شیخ القرآن کہلوائے یا اپنے آپ کو شیخ الحدیث کہلوانا پسند کرتا ہو ــــ

مثلاً ــــ پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۶۱-۶۲ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ

یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّکُمْ ۔

اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں یعنی کافر و مشرک جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ کو ایذا دیتے ہیں —— دکھ پہنچاتے ہیں اور ستاتے ہیں یہ کہکر کہ وہ تو کان ہیں، یعنی کان کے کچے ہیں کہ ہر ایک کی بات سن کر یقین کر لیتے ہیں ——

اور اے میرے محبوب علیہ السلام تم فرما دو کہ کان تمہارے بھلے کیلئے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔

اور وہ لوگ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں اور بے ادبی و گستاخی کے طور پہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو کان کے کچے ہیں، ان کے لئے درد ناک عذاب ہے ——

اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْهَا ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ۔

یعنی —— کیا ان بے ادب اور گستاخ لوگوں کو خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اسی کے لئے جہنم کی آگ ہے، ہمیشہ اس میں رہیں اور ان کے لئے یہی بڑی رسوائی ہے ——

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی بے ادبی و گستاخی تو ایک طرف رہنے دو ان کے تو بال مبارک کی توہین بھی کفر ہے اور ایذائے رسول ہے —— مثلاً ——

حاکم مستدرک کی حدیث صحیح ——

فتح الکبیر جلد ۳ صفہ ۱۹۶ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: —— کہ —— نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ——

مَنْ اٰذٰی شَعْرَۃً مِنِّیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَ مَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ

وَ زَادَ اَبُوْ نُعَیْمٍ وَالدَّیْلَمِیُّ فَلَہٗ لَعْنَتُ اللّٰہِ مِلْ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ۔

کہ جس نے میرے بال شریف کی توہین کی اس نے مجھے دکھ پہنچایا اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی ۔

فیض القدیر جلد ۶ صفحہ ۱۹

قال ص وآخذ بشعر

کہ نبی کریم علیہ السلام نے جب یہ فرمایا تو بال مبارک ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے !

کنز الاعمال جلد ۲ صفحہ ۷۸ حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں :

سمعت رسول اللہ وھو آخذ شعرۃ یقول من اذی شعرۃ منی شعری فالجنۃ علیہ حرام

کہ جس نے میرے ایک بال کی بھی توہین کی اس پر جنت حرام ہے

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آئید جنید و بایزید ایں جا

اور

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچا باجھ ادب دے کوئی

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ کتنے خوش نصیب ہیں وہ جانور اور کتنے خوش قسمت ہیں وہ حیوان جو نمازی نہ ہونے ۔ حاجی نہ ہونے اور تہجد گزار نہ ہونے اور لمبی لمبی تسبیح نہ پھیرنے کے باوجود اور کسی مذہب سے تعلق نہ جوڑنے ۔

اور کسی دین سے رشتہ نہ رکھنے اور اسلام کی پابندیوں سے آزاد ہونے کے باوجود محض **اچھی نسبت** کے باعث جنت کے حسین وجمیل اور سدابہار گلشن اور ہمیشہ مہکتے ہوئے باغات میں جائیں گے اور پھر تعجب اور کمال کی بات تو یہ ہوگی کہ قیامت کے دن جبکہ ہر انسان سے حساب لیا جائے گا لیکن یہ حیوانات جن کا تعلق نہ آدمی کی نسل اور نہ انسانی برادری سے ہوگا، کسی اچھی نسبت کی بدولت فردوس بریں کی خوشنما سیرگاہوں میں رقص کناں ہونگے ——

"مجھکو نہ دیکھیئے میری نسبت کو دیکھیئے"

—— اور ——

نیازی مجھ کو اب کیا ڈر

میری نسبت ہے لاثانی

یعنی حضرت شہنشاہِ ولایت —— شہباز لامکانی —— حضرت پیر سید —— مرشدِ کامل جماعت علیشاہ صاحب لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے روضۂ اقدس کا سنہری گنبد آج بھی بھٹکے ہوئے انسانوں کے لئے نشانِ منزل ہے اور ان کے بعد حضرت پیر سید علی حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پاک جبینِ نیاز جھکانے والوں کا فیوض و برکات سے دامن بھرپور کر دیتا ہے اور اب نقشِ لاثانی کا نقشِ ولایت و طریقت اور عکسِ فقر و درویشی حضرت پیر سید صاحبزادہ محمد اسماعیل شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف ہیں جن کے لبوں کی ایک مسکراہٹ سے دلوں کے گلشن میں تازہ بہار آجاتی ہے اور مرجھائے ہوئے دماغ کھل اٹھتے ہیں —— اور جن کی صورت و سیرت میں جلوۂ لاثانی نظر آتا ہے ——

اور آئے بھی کیوں نہ جبکہ والدِ گرامی حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ

علیہ نے حج مبارک کے موقع پر سرزمینِ مدینہ منورہ میں جہاں صبح و شام رحمت کے فرشتوں کی آمد و رفت رہتی ہے اور جس سرزمین کا مقدس خطہ عرش اعلیٰ سے بھی افضل ہے، اس کی جنّت کی کیاری میں نہایت ہی شفقت و الفت سے انہیں بیعت فرما کر ساتھ ہی کشف و کرامات کا خزانہ دامن میں اُلٹ دیا اور پھر سارے مدینہ پاک میں اس خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی ——— "ریاض الجنّتہ"

اسلیئے ——— اے قارئینِ کرام !

افتخار الحسن کو نہ دیکھیئے ——— اُس کی نسبت کو دیکھیئے !

اور ——— پھر والدِ گرامی بلند پایہ عالمِ دین ——— مناظرِ اسلام اور ——— عظیم خلیفہ مجاز سرکارِ لاثانی ———

اور والدہ ماجدہ فقیہاء ——— شب بیدار ——— اور تہجّد گزار ———

اور ——— استاذِ گرامی حضرت پیر سیّد علاّمہ محمد نعیم الدّین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ المعروف ——— **صدر الافاضل** ———

اسلیئے ——— میں پھر کہتا ہوں ——— کہ

" مجھ کو نہ دیکھیئے میری نسبت کو دیکھیئے "

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

خانہ کعبہ کے فضائل و برکات

حضرات محترم ــــــ آؤ اب قرآن حکیم کی روشنی میں ان نسبتوں کو تفصیل سے دیکھیں ــــ پڑھیں ـ اور ـ غور کریں جن کے باعث حیوانات ، جنّتِ عدن کے مستحق بن گئے ــــــ

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ـ فِیْہِ آیٰتٌ بَیِّنٰتٌ ـ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ــــ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا

کہ ــــ " مکہ مکرمہ میں اس خطہ ارضی اور مرکز زمین پر نسلِ انسانی کی ہدایت کے لئے پہلا گھر بنایا گیا " ــــــ

دُنیا کے بُتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

سب سے پہلے خانہ کعبہ کی تعمیر فرشتوں نے کی ــــــ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے ــــ پھر حضرت شیث علیہ السلام نے ، ان کے بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ــــــ

اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ[1]
یعنی ـ"حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے معماروں کا کام کیا، اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے مزدوری کی ـــــ اینٹیں، گارا اور مٹی دیتے رہے"ـــــ
اور پھر جب یہ اللہ کا گھر تیار ہوگیا تو ندا آئی ـــــ
"اے میرے پیارے خلیل ؑ اور ذبیح ؑ! تم نے میرا گھر بنایا ہے کچھ مزدوری طلب کرلو"ـــــ
عرض کیا! ـــــ
"یا اللہ! تُو نے نبوّت عطا کی ـــــ نسلِ انسانی کا امام بنایا ـ اور آتشِ نمرود کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو گلِ داؤدی کے مہکتے ہوئے پھولوں کی گلزار بنادیا۔ اور تجھ سے کیا طلب کریں!"
پھر حکم ہوا ـــ یہ کچھ نہ کچھ ضرور طلب کرنا پڑے گا! ـــــ
تو پھر حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے دربارِ خداوندی اور خزانہِ قدرت سے یہ کیا۔
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا ـــــ
"کہ اے ہمارے ربّ کعبہ ہم نے بنایا ہے ـ رسُول تو بھیج دے ـــ تیرا گھر ہم نے تعمیر کیا ہے، اپنے محبُوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مبعوث فرما دے ـــ بیت اللہ شریف ہم نے تیار کیا ہے اب اسے آباد کرنے کے لئے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بھیج دے ـــ"
دعا قبول ہوئی ـــ تو کائینات کا والی رحمتِ دو عالم بن کر امام الانبیاء ـــ تشریف لے آئے ـــــ

[1] ـ تاریخ الحرمین ص۹۶ حصہ اوّل ـ الحاج عباس کرارہ مکتہ المکرمہ

٢٠ کتابوں کے حوالہ سے کہ اصحاب رسول نے آپ کا تعارف پوچھا تو ــــــ خاتم الانبیاء علیہ السلام نے فرمایا :ــــــ

اَنَا دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ !

کہ جس رسول کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی وہ رسول میں ہی ہوں !ــــــ

پھر تعمیر کعبہ کے بعد ارشاد ہوا ــــــ خلیل ؑ ــــــ

حج کا اعلان بھی کردو ــــــ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ

تفسیر کبیر جلد ۶ صـ ۱۵۶ ــــــ تاریخ الحرمین حصہ ا صـ ۱۱۸ ارشادِ باری تعالیٰ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی :ــــــ

یَا رَبِّ وَمَا يَبْلُغُ صَوْتِی ــــــ

کہ ــــــ "اے ربِّ کریم پوری کائنات میں میری آواز کیسے پہنچے گی ؟"

تو جواب آیا ــــــ

عَلَیْكَ الْنِدَا وَعَلَیَّ الْبَلَاغ ــــــ

کہ ــــــ آواز دینا تیرا کام ہے اور ساری دنیا میں تیری آواز کو پہنچانا میرا ذمہ ہے ــــــ

یہ مژدۂ جانفزا سنکر خلیل اللہ علیہ السلام نے کوہ بوقبیس پر چڑھکر آواز دی اور بلند آواز سے پکارا ــــــ

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ ــــــ

کہ ــ اے دنیا میں رہنے والے انسانو ! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔

فَسَمِعَهٗ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ــــــ

تو زمین و آسمان کی ہر چیز نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس آواز اور اس اذان کو سُنا ـــــ یہاں تک کہ

وَاَجَابَہٗ یَوْمَئِذٍ مَنْ کَانَ فِیْ اَصْلَابِ الرِّجَالِ وَاَرْحَامِ النِّسَاءِ ـــــ

وہ ارواح جو ابھی والد کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں تھے انہوں نے بھی جواب دیا ـــــ

لَبَّیْکَ یَا اِبْرَاھِیْمُ ـــــ

کہ ہم حاضر ہیں اے ابراہیم علیہ السلام!

وَکُلُّ مَنْ وَصَلَ اِلَیْہِ صَوْتُہٗ مِنْ حَجَرٍ وَشَجَرٍ

اور حجر و شجر تک یہ آواز پہنچی اور حاضر ہونے کا وعدہ فرمایا ـــــ

غلافِ کعبہ ـــــ سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف تبّع حمیری نے چڑھایا جیسا کہ ـــــ

تاریخ الحرمین حصہ اوّل صـ ۴۷ ـــــ

اَوَّلُ مَنْ کَسَا الْکَعْبَۃَ کِسْوَۃً کَامِلَۃً تُبَّعٌ کَسَاھَا الْعَصَبَ وَ جَعَلَ بَابًا یُغْلَقُ ـــــ

پہلے چمڑے کا اور پھر دھاری دار کپڑے کا ـــــ

اسی نے مندرجہ ذیل اشعار بھی کہے ـــــ

وَکَسَوْنَا الْبَیْتَ الَّذِیْ حَرَّمَ اللہُ

مُلَاءً مُعَضَّدًا وَبُرُوْدًا

وَاَقَمْنَا مِنَ الشَّھْرِ عَشَرًا

وَ جَعَلْنَا لَہٗ بَابًا اِقْلِیْدًا

کہ ہم نے عزت واحترام والے بیت اللہ شریف چادروں سے ملبوس کیا ـــــ اور اس کا دروازہ کواڑ والا بنایا ـــــ

اور ہم وہاں صرف دس دن تک ٹھہرے اور ہم نے دروازہ کی چابی بھی بنالی ـ اور پھر ہم پرچم کو بلند کرتے ہوئے وہاں سے نکل گئے ـــــ

حضرات محترم ـــــ یہ بھی یاد رہے کہ پہلے کعبہ کا غلاف سفید رنگ کا تھا ـ پھر خضرا وصفرا ـــــ سبز اور پھر پیلا بنا اور اب سیاہ ہے ! ـــــ

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ شاید محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کالی کملی پہنی ہو تو اللہ کریم نے فرشتوں کو حکم دیا ہو کہ میرے کعبہ کے غلاف کو بھی سیاہ رنگ کا کردو ـــــ تاکہ اندر کی شے باہر نظر نہ آئے اور باہر کی چیز اندر دکھائی نہ دے ـــــ

قارئین کرام ! ـــــ تبع حمیری اسعد کا ذکر قرآن پاک میں دوبار آیا ہے ـــــ سورۃ الدخان میں اور سورۃ ق میں ـــــ

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ـ اور اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ

یہ یمن کا بادشاہ تھا ـــــ حمیری اور اسعد اس کے القاب تھے ـــــ

تفسیر قادری حسینی ـــــ تفسیر نسفی جلالہ ص ۹۹ ـــــ تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۴۵۵ ـــــ تفسیر روح البیان جلد ۴ ص ۶۰۸ ـــــ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ـــــ کہ

كَانَ تُبَّعُ رَجُلًا صَالِحًا ـــــ کہ

"تبع ایک نیک آدمی تھا ـ" ـــــ اسعد الحمیری مرد مومن و صالح بود و بعیسٰی علیہ السلام ایمان آوردہ و چون حدیث و صفت رسول شنید از اھل

کتاب بر رسالت وے ایمان آوردہ گفت ــــــــ

کہ ــــ اسعد الحمیری ایک مرد مومن اور نیک آدمی تھا اور حضرت عیسیٰ ع
پر ایمان رکھتا تھا لیکن جب اس نے اہل کتاب سے ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ
کی صفات اور حضور اکرم علیہ السلام کے کمالات و معجزات سُنے تو آپ پر ایمان لے
آیا ــــ اور یہ نعت پاک کہیں ــــــ

شَهِدْتُ عَلَى اَحْمَدَ اِنَّهُ رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰهِ بَارِیَ النِّسَمِ
فَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلٰی عُمْرِهٖ لَكُنْتُ وَزِيْرًا لَّهٗ وَابْنَ عَمٍّ

علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی فرمایا : ــــــــ

اَوَّلُ مَنْ کَسَاءَ الْکَعْبَۃَ اَسْعَدُ الْحُمَیْرِیُّ ــــــ

یہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے نو سو سال پہلے
کی بات ہے ــــــــ

نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا : ــــــــ

لَا تَسُبُّوْا تُبَّعًا فَاِنَّهٗ قَدْ کَانَ اَسْلَمَ ــــــ کہ

تبع کو گالی نہ دو، وہ اسلام لے آیا تھا ـ

اصل میں یہ تبع الحمیری اسعد چار حکماء اور علماء لے کر اور ایک بھاری لشکر
کی صورت میں مکہ مکرمہ آیا لیکن کسی نے اس کی عزت نہ کی اور نہ کوئی تکریم دی ۔
اس نے اپنے وزیروں سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہوا ـ ؟

انہوں نے جواب دیا !

ایشاں را خانہ خدا است کہ آں را کعبہ گویند ـ

کہ ــــ یہاں کے لوگوں کے لئے ایک خانہ خدا ہے جسے کعبہ کہتے ہیں اسکی موجودگی

میں یہ لوگ کسی اور کی عزت و تکریم نہیں کرتے ——

تبع نے خانہ کعبہ ڈھانے کی نیّت کرلی ——

و مردمانِ شہر را بکشد و زناں را اسیر کند ——

اور شہر کے لوگوں مردوں کو قتل کرنے لگا اور عورتوں کو قیدی بنالیا — لیکن

ربّ العزّت بدردِ سر مبتلاء کرد —— لیکن

ربّ العالمین نے اسے دردِ سر میں مبتلاء کردیا ——

پھر اس نے توبہ کی —— اور شفاء ہوگئی —— پس ——

کعبہ را جامہ پوشد —— اور کعبہ پر غلاف چڑھایا

پھر مکّہ سے مدینہ پہنچا —— وہاں نہ کوئی آبادی اور نہ کوئی شہر —

چشمۂ آب بود — —— صرف ایک پانی کا چشمہ تھا ——

علمائے در کتب خوانده بودند که آں زمینِ یثرب طیبہ مقدس مہاجر رسول خدا

آخر الزّماں است ——

ان علماء نے پہلی کتابوں میں پڑھا ہُوا تھا کہ یہ زمینِ مقدس آخری نبیؐ کی

جائے ہجرت ہے ——

براُمید دیدارِ رسولِ عربی —— علماء کرام نے سیّد المرسلین

صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کی اُمید پر فیصلہ کرلیا کہ یہاں سے

ہم نہیں جائیں گے ——

انہوں نے تبّع کو بھی یہ صلاح دی پھر وہ بھی ایک سال تک اس خاکِ طیبہ

پر ڈیرا لگائے بیٹھا رہا — پھر اس نے چار سو مکانات بنوائے۔ لونڈیاں

خرید کر آزاد کیں اور محبوبِ خُدا صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط لکھا — اور

ایک عالم کو دیا کہ جب رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہو تو انہیں دے دینا خط کا مضمون حسب ذیل دیا جا رہا ہے

"اے پیغمبر آخر الزماں ——— اے برگزیدۂ خداوندِ جہاں ——— اے روز شمار شفیع مجرماں ——— من کہ تبعم بتو ایمان آوردہ ام و بر ملتِ توام و بر ملتِ پدرِ تو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مرا فراموش نکنی ——— در روزِ قیامت مرا شفیع باشی" ———

کہ اے آخری زمانہ کے آخری پیغمبر ——— اور اے خداوندِ جہاں کے برگزیدہ رسول ——— اور اے قیامت کے دن مجرموں کی شفاعت کرنے والے نبیؐ، مَیں تبع آپؐ پر لایا ہوں ایمان ——— آپؐ کی اور آپؐ کے جدّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مِلّت پر ہوں ———

روزِ محشر مجھے بھول نہ جانا اور قیامت کے دن میری شفاعت کر دینا۔

پھر ان علماء کی نسل در نسل میں سے ابو لیلیٰ ایک آدمی تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت ابو ایوبؓ انصاری کے گھر جلوہ افروز ہوئے تو ابو لیلیٰ نے تبع حمیری کا خط پیش کیا ———

جذب القلوب ——— حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اردو ترجمہ ص ۵۵

نزہت المجالس جلد ۲ ص ۹۲ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ و کتب کثیرہ ———

"یا مُحَمَّدُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَبِّكَ ——— وَاَنَا عَلٰی دِيْنِكَ۔ فَاشْفَعْ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" ———

کہ ——— اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مَیں آپؐ پر اور آپ کے ربّ پر ایمان لے آیا ہوں ——— اور مَیں آپؐ کے دین پر ہوں ——— قیامت کے دن میری

شفاعت کردینا ـــــ

قارئین کرام! ـــــ ذرا غور فرمائیں تبع حمیری کی اس کتابی اور قرآن مجید کی پاکیزہ کہانی پر کہ وہ نبیٔ کریم علیہ السلام کی ولادت باسعادت سے نوسو سال پہلے اور حضور علیہ السلام کو دیکھے بغیر آپ پر ایمان لارہا ہے اور پھر ساتھ ہی اعلان کرتا ہے کہ آپؐ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسُولؐ ہیں اور ساتھ ہی اس آرزو کا اظہار بھی کرتا ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت کردینا! ـــــ

۱ ـــ حرم پاک میں داخل ہوتے وقت نگاہیں نیچی رکھنی چاہئیں ـــ بہت دُور جاکر نظر اٹھانی چاہیئے ـــــ

۲ ـــ اور بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی جو دُعا آنکھ جھپکنے سے پہلے مانگی جائے گی وہ قبول ہوگی! ـــــ

۳ ـــ عِنْدَ اَوَّلِ نَظْرَةٍ لِلْكَعْبَةِ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابًا ـــــ

۴ ـــ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جو کہ مکہ مکرمہ کی طرف ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔

باب۱ الی الکعبۃ ـــ و باب۲ الی المیزاب ـــ و باب۳ الی الحجر الاسود و باب۴ الی الرکن الیمانی ـــ و باب۵ الی مقام ابراہیمؑ ـــ و باب۶ الی الزمزم و باب۷ الی الصفاء ـــ و باب۸ الی المروۃ ـــ

تاریخ الحرمین شریف حصہ اوّل ص۶۰

نزہت المجالس حصہ اوّل ص۱۸۲

فتاویٰ رضویہ حصہ دوم ص۳۷۵، ص۳۷۶ ـ

اِنَّ حَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلٰثَمِائَةٍ مَائَةِ نبی مِنْهُمْ بَيْنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ

وَرکن الیمانی ــــ وَقَبْرُ اِسْمَاعِیْلَ وَاُمِّہٖ فِی الْحِجْرِ تَحْتَ الْمِیْزَابِ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کعبہ شریف کے اردگرد تین سو انبیاء کرام کی قبریں ہیں، حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیانی اور میزاب رحمت کے ایک پتھر کے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کی قبریں ہیں

اَلَا یُرَایٰ اِنَّ مَرْقَدُ اِسْمٰعِیْلَ فِی الْحِجْرِ الْاَسْوَدِ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِنَّ فِی الْحَطِیْمِ بَیْنَ الْحَجْرِ الْاَسْوَدِ وَزَمْزَمِ قَبْرُ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا۔

ستر انبیاء کی قبریں ہیں ــــــــ

حضرات محترم! صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کرشمہ سازی اور اسکی قدرت کا تماشا تو دیکھو کہ کس بہانے سے کس طریقہ اور کس انداز سے اپنے کعبہ کے طواف کے ساتھ ساتھ قبروں کا طواف بھی کروا رہا ہے ــــ

قبروں پر جانے والوں کو بدعتی اور مشرک کہنے والے مولوی حضرات کے لئے کتنا سبق ہے اسمیں ــــ الحجر الاسود ــــ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ساتھ لائے اور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم اسے بوسہ دیتے رہے ہیں اور چومتے رہے ہیں ــــــــ

مسلم شریف جلد ۲ صہ ۲۴۵ ــــ ترمذی شریف جلد ۲ صہ ۳۰۳ ــــ
مشکوٰۃ شریف صہ ۵۲۴ ــــ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس پتھر یعنی حجر اسود کو پہچانتا ہوں ــــــ

پوچھا گیا حضورؐ وہ کیسے؟

ارشاد ہوا: ــــــ

کَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ ــــــ کہ میرے مبعوث ہونے

سے پہلے یہ پتھر مجھے سلام کیا کرتا تھا ـــــــ

تعجب ہے کہ یہاں بدعقیدہ مولوی کسی بزرگ ـــ درویش اور ولی کامل کے ہاتھ چومنے نہیں دیتے مگر حج کے دوران سیاہ پتھر کو چومتے ہیں ـــ

تفسیر روح البیان جلد۴ صـ۱۶ ـــــــ

وَفِی الْحَدِیْثِ اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ یَمِیْنُ اللّٰہِ فِی اَرْضِہٖ فَمَنْ لَمْ یُدْرِکْ بِبَیْعَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَمَسَحَ الْحَجَرَ فَقَدْ بَایَعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ـــ

کہ حجر اسود زمین پر اللہ کا دستِ قدرت ہے کہ جو رسولِ اکرم علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت نہیں کر سکا وہ اس پتھر کو چھولے تو گویا اس نے اللہ و رسول کی بیعت کرلی ـــــــ

فَکَانَتِ الْکَعْبَۃُ صُوْرَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَالْحَجَرُ الْاَسْوَدُ صُوْرَۃُ یَدِہِ الْکَرِیْمَۃِ ـــــ

کہ ـــ کعبۃ اللہ، رسولِ معظم کی صورتِ پاک کی مانند ہے اور حجر اسود آپ کا دستِ مبارک ـــــ

وَمِنْ ھٰھُنَا نَعْرِفُ اِنَّ الْاِنْسَانَ کَامِلَ اَفْضَلُ مِنَ الْکَعْبَۃِ ـ

اور اسی وجہ سے ثابت ہوا کہ انسان کامل کعبہ سے افضل ہے ـ

۱۹۷۹ء کو جب میں امیر الحجاج بن کر حج مبارک کرنے گیا تو مولینا محمد حسین صاحب خطیب مرالی والا کے ہمراہ مجھے صاحبزادہ پیر فضل رسول صاحب نے رات ایک بجے حجر اسود کا بوسہ دلوایا ـ حیدر تخلص ہے اور محدثِ اعظم پاکستان کے مزار اقدس فیصل آباد کے سجادہ نشین ہیں ـ

اتنے کمالات اور فضائل ہیں کعبۃ اللہ شریف کے جنہیں مختصر طور پر لکھا گیا ـ

ورنہ ان کے لئے تو ایک مستقل کتاب چاہیئے ـــــــــــ

بیتُ اللہ کی اہمیّت

مسجد الحرام میں ایک دن کی پانچ، نمازیں باجماعت ادا کرنے کا ثواب ایک کروڑ اور ۲۵ لاکھ نمازوں کا اجر بنتا ہے ۔

ایک نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب ۲۷ گنا زیادہ ہوتا ہے اور مسجدِ حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کا ثواب ! ـــــــــــ

حطیم ـــــــ بیت اللہ شریف کا اندرونی حصّہ جہاں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات وضو فرمایا تھا اور پھر اسکی دیوار پر پائے مبارک رکھ کر براق پر سوار ہوئے تھے ! ـــــــــــ

گرامئِ قدر حضرات ! ـــــــ ہر انسان کے دل و دماغ میں یہ سوال بار بار ابھر کر سامنے آتا ہے کہ جب اللہ کریم کے پاس عرشِ عظیم کا تقدّس ـــــ بیت المعمور کی پاکیزگی اور لوح و قلم کی وسعت موجود تھی تو پھر اسے خطۂ ارض پر خانۂ کعبہ بنوانے کی کیا ضرورت پیش آئی ! ـــــــــــ

اور اس مرکزِ زمین پر بیت اللہ شریف اور اپنا گھر تعمیر کروانے کی خواہش کیوں پیدا ہوئی ؟ ـــــــــــ

جواب : ـــــــ تاریخ الحرمین الشریفین حصّہ اوّل ص ۶۹ مصنّف الحاج عباس کرارہ ـــ مکّہ مکرّمہ ـــــــــــ

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمَّا قَالَ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً !

کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ زمین پر اپنا خلیفہ ـــ اپنا جانشین اور اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں ۔ تو فرشتوں نے کہا کہ یا اللہ تو ہمارے سوا کوئی اور مخلوق

بھی پیدا کرنا چاہتا ہے جو خون ریزی کرے اور زمین پر فساد پھیلائے۔ جبکہ صبح و شام ہم تیری حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں اور تیری تسبیح و تہلیل ہمارا ہر وقت وظیفہ وظیفہ رہتا ہے۔ پھر فسادی۔ خون ریزی اور گناہ و معصیت کے دریا میں غرق رہنے والی مخلوق پیدا کرنے کی کیوں خواہش پیدا ہوئی

غَضَبَ عَلَیْھِمْ ——— تو فرشتوں کا یہ جواب سنکر ان پر ناراض ہو گیا۔

فعاذوا بعرشہٖ ——— تو فرشتوں نے عرش کے نیچے پناہ لی ———

فَطَافُوْا حَوْلَہٗ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ۔

پھر فرشتوں نے عرش عظیم کے اردگرد سات پھیرے لیکر طواف کیا۔

حَتّٰی رَضِیَ عَنْھُمْ

یہاں تک کہ اللہ کریم فرشتوں پر راضی ہو گیا ———

اور پھر فرشتوں سے فرمایا: ———

اِبْنُوْا لِیْ بَیْتًا فِی الْاَرْضِ

کہ زمین پر بھی میرے لیئے ایک گھر بناؤ ! ———

یَتَعَوَّذُ بِہٖ مَنْ سَخِطْتُّ عَلَیْہِ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ !۔

کہ بنی آدم پر جب میں اسکے گناہوں اور بداعمالیوں کے سبب اس پر ناراض ہوؤں تو وہ اس گھر میں پناہ لے سکے ———

فَطَافُوْا حَوْلَہٗ سَبْعَۃَ اَشْوَاطٍ۔

پھر وہ گنہگار اس گھر کی پناہ لے اور اس کا طواف کرے۔

کَمَا طُفْتُمْ ———

جس طرح کہ تم نے کیا ہے ———

فَارْضٰى عَنْهُ كَمَا رَضِيْتُ عَنْكُمْ ـــــــ

پھر میں اس پر راضی ہو جاؤں گا جس طرح تم پر راضی ہو گیا ہوں ـــ

فَبَنَوْا هٰذَا الْبَيْتَ ـــــــ

پس پھر فرشتوں نے اللہ کے اس گھر یعنی بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا!

حضراتِ گرامی ـــــــ جناب عباس کرارہ کی اس ایمان افروز حقیقت کی تائید و تصدیق کے لیئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل احادیثِ مبارکہ پر بھی غور کیا جائے تو پھر یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

کہ اللہ کریم اپنے بندوں کی پر کتنا رحیم و کریم ہے ـــــــ

کہ ـــ اپنے گنہگار بندوں کی بخشش کے لیئے کون کون سے راستے تیار کر رکھے ہیں۔

کہ ـــ بندہ ایک دفعہ سچے دل سے توبہ کر کے کہہ دے ـــ

کہ ـــ یا اللہ! میں گنہگار ہوں۔

تو ـــ آواز آتی ہے ـــ گھبراؤ نہیں

میں غفار ہوں ـــ

مشکوٰۃ شریف صـ ۲۲۲-۲۲۳

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ـــــــ

اَلْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ ـــــــ

کہ حج مبارک اور عمرہ شریف کرنے والے اللہ کے مہمان ہوتے ہیں ـــ

اور جو بھی وہ سوال کریں، اللہ انہیں عطا کرتا ہے ـــ

وَيَسْتَجِيْبُ لَهُمْ مَا دَعَوْا ـــــــ

اور جو بھی وہ دعا کریں وہ قبول کرتا ہے: ـــــــ

وَاِنِ اسْتَغْفَرَ ہٗ غَفَرَ لَهُمْ ——

اور اگر وہ بخشش طلب کریں تو وہ انہیں بخش دیتا ہے —— اور

وَاِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ ——

کہ جب تم کسی بھی حاجی سے ملو تو اُسے سلام کہو اور مصافحہ کرو اور اسے کہو کہ

اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ ۔

کہ میرے لئے گھر میں داخل ہونے سے قبل بخشش کی دعا کرے کیونکہ وہ گناہوں

سے پاک ہو کر واپس آتا ہے ——

نزہت المجالس جلد اوّل صـ ۱۸۱ ——

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں اور حضرت سعید بن مسیبؓ نے فرمایا کہ:۔

مَنْ نَظَرَ اِلَى الْكَعْبَةِ اِيْمَانًا وَّتَصْدِيْقًا خَرَجَ مِنَ الْخَطَايَا

كَيَوْمٍ وُلِدَتْ اُمُّهٗ ——

کہ جس نے بھی کعبہ شریف کی طرف ایمان اور تصدیق کی نگاہ سے دیکھا وہ

گناہ و خطاسے ایسے پاک ہو گیا جیسے کہ اسکی ماں نے اُسے آج ہی جنا ہے

لکھاں ہین پہاڑ زمین اُتّے پر رُتبہ کسے دائیں کوہِ طور جیہا ؎

وارث شاہ جیہا گنہگار کوئی نئیں بخشنہار نئیں کوئی غفور جیہا

میاں صاحب مرحوم ؎

جے ویکھاں میں عملاں وَلّے کجھ نئیں میرے پلّے

تے جے ویکھاں تیری رحمت وَلّے بلّے بلّے بلّے !

کِنّی وار مَیں توبہ بھنّی ، ہاں میں بے اعتبارا

دَر تیرے تُوں بخشش منگاں تو ہی بخشنہارا

۵ رحمت ربّ دی جوش بئی مار دی اے
اَج کون ایڈا گنہگار آیا
رَولا پئے گیا حشر میدان اندر
او اِفتخار آیا افتخار آیا

حضراتِ محترم! —— خانۂ کعبہ کے فضائل اس سے بڑھ کر اور کیا ہوں گے کہ انسان تو انسان رہے، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بھی چالیس دن بیت اللہ شریف کا طواف کرتی رہی ——

"تاریخ الحرمین الشریفین حصہ اوّل صـ۳ ——— حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا رُخ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی طرف پھیر دیا ——

فَدَارَتْ بِالْبَيْتِ اَرْبَعِيْنَ يَوْماً ——
تو چالیس دِن تک بیت اللہ کا طواف کرتی رہی! ——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصحاب الفیل

سورۃ الفیل ——— اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

اے میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے نے اصحاب فیل یعنی ہاتھیوں والوں سے کیا کیا ———

اللہ تعالےٰ عجیب اسلوب انداز ہے۔ اس آیت کے ان الفاظ کا ——— کہ کیا تو نے نہیں دیکھا! ———

دیکھے تو وہ جو پیدا ہو چکا ہو لیکن وہ ذاتِ اقدس جو ابھی شکمِ مادر میں جلوہ گر ہے اسے کہنا کہ کیا تو نے نہیں دیکھا عجیب طرزِ بیان ہے! ———

مطلب ——— یہی کہ ہمارے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ شکمِ مادر میں ہونے کے باوجود بھی کائنات کی ہر شے کو دیکھتے رہتے ہیں

اور سنتے رہتے ہیں ـــ کیا شکمِ مادر میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوحِ محفوظ پر چلنے والی قلم کی آواز نہیں سن لی تھی ـ[1]

ہاں سن لی تھی ـــــــ تو اصحابِ فیل کے ساتھ ربِ دو جہاں نے جو کیا۔ وہ سب کچھ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، شکمِ مادر میں دیکھ رہے تھے۔ ورنہ "الم تر" کا کیا مطلب !ـــــ

ابرہہ ــــــ نامی یمن کا ایک ظالم و جابر حکمران تھا جس کے پاس انسانوں کے عظیم لشکر کے ساتھ خونی ہاتھیوں کا بھی ایک خطرناک گروہ تھا۔ اور اپنی سواری کے لیے ایک سفید ہاتھی رکھا ہوا تھا ـــ

اور اس ابرھہ نے خانہ کعبہ کے مقابلہ میں ایک خوبصورت "کلیسا" بنا رکھا تھا تاکہ لوگ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کی پرستش کریں تاکہ خانہ کعبہ کی عزت و تکریم کم ہو جائے ـــــ مگر اسے اس گھناؤنی چال میں کوئی کامیابی نہ ہوئی ـــــ نہ کلیسا میں عوام کا ہجوم ـــــ نہ پرستش کرنے والوں کی رونق اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کی طرف رغبت ـــ یہ بے رونقی اور عوام کی جانب سے یہ بے رخی دیکھ کر اسے شیطان نے یہ پٹی پڑھا دی کہ مکہ مکرمہ میں جو خانہ کعبہ ہے اسے جب تک نہ ڈھاؤ گے اور جب تک وہاں سے سنگ اسود کو یہاں نہ لاؤ گے اور جب ابراہیمؑ کی تعمیر کردہ عبادت گاہ کو مسمار نہ کرو گے اس وقت تک تمہارے اس خوبصورت کلیسا میں کوئی نہیں آئے گا ـــ کوئی رونق نہیں ہوگی۔ اور کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر کو لفٹ نہیں دے گا ـــ

بس پھر کیا تھا ـ شیطان کے بہکانے ـــ عوام کے بھڑکانے اور مکار و عیار لوگوں کے زور دکھانے پر ابرہہ نے فیصلہ کر لیا کہ بیت اللہ شریف کو گرا کر

ح ۱ : خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۵۲ ـ نزہت المجالس جلد ۲ ص ۱۰۸

اور ابراہیمی علیہ السلام عبادت گاہ کو مسمار کر کے ہی دم لوں گا - اور پھر وہ اپنے بہادر فوجیوں اور خونی ہاتھیوں کے لشکر پہ ناز کرتا تھا ، جنگ کا طبل بجاتا ہُوا اور شادیانے بجاتا اور رقص کرتا ہُوا ، اللہ تعالےٰ کے گھر کو مسمار کرنے کے لئے یمن سے چل پڑا ———— اور

ادھر حضرت عبد المطلب یعنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدّ امجد کے اونٹ مکہ کی چراگاہ میں چر رہے تھے اور خود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ابھی شکمِ مادر میں ہی رونق افروز تھے -

ابرہہ ظالم کے لشکریوں نے اور بہت سی خرمستیاں کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت عبد المطلب کے اونٹ بھی پکڑ لیئے -

مگر آج کل کی سعودی عرب کی حکومت کی طرح عرب کے مشہور قبیلہ قریش کے بہادر جوانوں نے کسی غیر ملکی کو امداد کے لئے نہیں پکارا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ابرہہ خونی ہاتھیوں کا لشکر لے کر آیا ہے -

حضرت عبد المطلب کو پتہ چلا تو چند قریشی نوجوان اپنے ساتھ لیکر ابرہہ کے پاس گئے -

ابرہہ نے حضرت عبد المطلب کے چہرہ پر جاہ وجلال کو رقص کرتے دیکھا تو درباریوں سے پوچھا ———— یہ کون شخصیت ہے ؟

اسے بتایا گیا کہ یہی مکہ مکرمہ کا سردار ، کعبۃ اللہ کا متولّی اور قبیلہ قریش کا سربراہ ہے اور ان کا نام عبد المطّلب ہے -

ابرہہ نے بڑے احترام سے حضرت عبد المطلب کو اپنے پاس تخت پر بٹھا کر پوچھا !

کیوں آئے ہو ؟

فرمایا ـــــ میرے اونٹ واپس کردو !

ابرہہ نے حیران ہوکر کہا کہ مَیں تو تمہارا خانہ کعبہ گرانے اور ابراہیمی عبادتگاہ کو مسمار کرنے آیا ہوں، مگر تم عجیب آدمی ہو کر کعبہ کی تمہیں کوئی فکر نہیں اور چلے آئے ہو اپنے اونٹ مانگنے ! ـــ

تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

اَنَا رَبُّ الْاِبِلِ وَھُوَ رَبُّ الْبَیْتِ یَحْفَظُہٗ ۔

کہ اونٹوں کا مالک مَیں ہوں اور بیت اللہ کا مالک ربّ تعالیٰ ہے ـــ

بیتُ اللہ کا محافظ وہ اللہ ہے وہی اپنے گھر کی حفاظت کریگا۔

حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ـــــــ کہ

کریگا حفاظت اپنے گھر کی جو اس گھر کا مالک ہے
کہ جو اس گھر کا مالک ہے وہ بحر و بر کا مالک ہے

ابرہہ نے اونٹ واپس کردیئے اور اگلے دن جنگ کا نقارہ بجا کر مکہ والوں کے خلاف اعلان جنگ کردیا ـــــــ

تفسیر روح البیان جلد ۴ صـ۷۲ ـ تفسیر کبیر جلد ۸ صـ ۴۸۲

اَسْنَی المطلب فی نجاۃِ ابی طالب رضی اللہ عنہ صـ۱۹۰ از حضرت احمد بن دحلان مکی ـــ مفتیِ مکہ مکرمہ رحمۃ اللہ علیہ جو اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے استاذِ گرامی بھی ہیں ـــــــــــــــ

اور ـــــ اور بہت سی کتابوں کے حوالوں کے علاوہ دیوبندی مسلک کے مشہور و ممتاز عالم دین اور دیوبندی حضرات کے پیر و مرشد اور مذہبی راہنما

حضرت مولینا اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی اپنی کتاب "نشر الطیب کے صـ۱۶ پر اس واقعہ کو نہایت ہی ادب و احترام اور عقیدت و محبّت سے لکھا ہے کہ ـــــــ

" حضرت عبد المطلب نے جب ابرہہ کی طرف جنگ کے نقارہ کی آواز سُنی تو سجدہ میں گر گئے اور بارگاہِ ربّ العزّت میں دعا کی ـــ اس دعا کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ۔ "

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ يَمْنَعُ رِحْلَهٗ
فَامْنَعْ رِحَالَكَ

کہ اے اللہ ہر انسان و بندہ اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے ـــ تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر ـــــ

وَانْصُرْ عَلٰى اٰلِ صَلِيْبِ
عَابِدِيْهِ الْيَوْمَ اٰلَكَ

اور اہل صلیب پر غالب آنے کے لئے اپنے بندوں کی مدد فرما ـــــ

يَا رَبِّ لَا اَرْجُوْ لَهُمْ سِوَاكَ
يَا رَبِّ فَامْنَعْ عَنْهُمْ حِمَاكَ

اور اے میرے ربّ میں تیرے گھر کے دشمنوں کے بارے میں تیری ذاتِ اقدس کے سوا اور کسی دوسرے سے کوئی اُمید نہیں رکھتا ـــــ

یا ربّ اپنے گھر کی حفاظت فرما ۔ ـــــ

يَا رَبِّ اَنْتَ الْمَلِكُ الْمَحْمُوْدُ
وَاَنْتَ رَبِّيْ الْمَلِكُ الْمَعْبُوْدُ

اور ـــ تو ہی مالکِ دو جہاں ہے اور محمود ہے اور تو ہی معبودِ برحق ہے ؛

دعا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی اور آمین حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہی ـــــ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ـــــ جدِ امجد اور یہ محبوبِ خدا علیہ السلام کی والدہ گرامی پھر دُعا قبول کیوں نہ ہوتی۔ دعا کرنے کے بعد حضرت عبدالمطلب چند قریشی جوان کر جبل ثبیر پر چڑھ گئے پھر اسی وقت نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالمطلب کی پیشانی **گول بطورِ ہلال** کے نمودار ہوا

نورِ محمدی آگیا

چودھویں کے چاند کی طرح

اور خوب درخشاں ہوا ـــــ یہاں تک کہ شعاع اس کی خانہ کعبہ پر پڑی ـــــ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ پھر چلو ـــــ

کیونکہ کعبہ کو بچانے والا نورِ محمدی آگیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انشاء اللہ ہم غالب رہیں گے ـــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے اعجازِ نبوّت کو دیکھئے کہ ابھی شکمِ مادر میں جلوہ افروز ہے اور چمکتا دادا کی پیشانی میں ہے اور روشن کرتا ہے دیواریں کعبہ ـــــ پھر وہ حاضر و ناظر نہیں تو اور کیا ہے؟ ـــــ

اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی دعا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خاندانِ نبوت میں سے کوئی بھی کافر و مشرک نہیں تھا ـــــ نہ ماں ـــــ نہ باپ ـــــ نہ دادا ـــــ نہ ہاشم اور نہ ہی ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ـــــ

اس ایمان افروز واقعہ کو حفیظ جالندھری مرحوم نے اپنی مشہور کتاب

نشر الطیب صـ ۱۶ مولانا اشرف علی تھانوی۔

شاھنامۂ اسلام" میں نہایت ہی دلچسپ اور دلکش انداز میں یوں پیش کیا ہے ———
کہ حضرت عبدالمطلب نے کوہِ ثبیر پر سے دیکھا کہ ابرہہ ظالم، بہادر انسانوں کے لشکر کے ساتھ خونی ہاتھیوں کی فوج بھی کعبہ شریف کو گرانے اور تباہ کرنے کے لئے ایک سفید ہاتھی پہ سوار حملہ کرنے آرہا ہے۔ جس کی نس نس میں تکبّر و غرور کے آثار ——— چہرہ پر قہر و غضب کی بجلیاں ——— پیشانی پہ غم و غصّہ کی لکیریں اور ہاتھوں میں فولادی تلوار ———

قارئین کرام ! ——— بڑے ہاتھی کا نام محمود تھا [1]

ع
اٹھائی تیغ اب غصّے میں عبدالمطّلب اُٹھے
فدائے کعبہ ہو جانے کو با غیظ و غضب اُٹھے
مگر اُٹھتے ہی ان کو اور ہی نقشہ نظر آیا
جلال ربّ کعبہ کا عجب جلوہ نظر آیا
حرم کی حد میں آیا ابرہہ تو رُک گیا ہاتھی
پئے تعظیم کعبہ عاجزی سے رُک گیا ہاتھی

کہ ——— کعبہ شریف کو ٹکر مار کر ڈھانے والا ہاتھی، کعبۃ اللہ کے جاہ و جلال کے آگے سجدہ ریز ہے اور بیت اللہ شریف کے رُعب و دبدبہ کو دیکھکر ابرہہ کا خونی ہاتھی بے بس ہو گیا ہے اور اللہ کے گھر کو ٹکر مار کر گرانے والا ہاتھی، اللہ کے گھر کی عظمت و ہیبت دیکھ کر خود سجدہ میں گر گیا ہے ———

حضرت عبدالمطّلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ قدرتِ الٰہی کا کرشمہ اور اپنے مظہرِ الٰہی پوتے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجازِ نبوّت دیکھا تو کوہِ ثبیر پر سے بلند آواز سے پکار اٹھے ——— اَللّٰہُ اَکْبَر ——— اَنْتَ الْمَلِکُ الْمَحْمُوْدُ

---

[1] تفسیر روح البیان جلد ۴ تفسیر نسفی مجمع ۴ صـ ۲۸۰ - ۲۸۱

وَاَنْتَ الْمَلِكُ الْمَعْبُوْدُ ــــ

اور ابرہہ کے خونی ہاتھی نے جب رسولِ معظم علیہ السلام کی یہ غیر فانی اور روح پرور آواز سُنی تو ــــــــ

نَظَرَ اِلَى الْفِيْلِ الْاَبْيَضِ الْعَظِيْمِ اِلٰى وَجْهِهٖ فَبَرَكَ وَخَرَّ سَاجِدًا وَاَنْطَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْفِيْلَ ــــــــ

اس ہاتھی نے حضرت عبدالمطلب کے چہرۂ مبارک کو دیکھا تو چنگھاڑ کر سجدہ میں گر گیا ــــ اور اللہ تعالیٰ نے اس عظیم اور سفید ہاتھی کو زبان عطا فرمادی۔ تو وہ پکار اٹھا ــــــ

اَلسَّلَامُ عَلَى النُّوْرِ الَّذِىْ فِىْ ظَهْرِكَ يَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ ــ

کہ ــ اے عبدالمطلب تیری پُشت یا پیشانی پر جو نور چمک رہا ہے میرا سلام ہو اس نورِ مبارک پر ــــــــ

تو قارئینِ کرام! ــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کے نزدیک ــ یہ ہے ــ ایسی نسبت جس کی بدولت ابرہہ کا سفید ہاتھی جنّت میں جائیگا۔ کہ اس نے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور تسلیم کیا ــــ سلام کہا اور سجدہ ریز ہوا ــــــ

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا کہ جنگل کا بڑا حیوان ہاتھی اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مان کر ــــ سلام کہے اور سجدہ کرکے جنّتی ہوسکتا ہے تو ایک مُسلمان اور وہ بھی نبی پاک علیہ السلام کا وفادار اُمتّی اگر ان تینوں اوصاف کو تسلیم کرلے تو کیوں جنتی نہیں ہوسکتا؟ ۔۔ جیسے کہ اہلسنت وجماعت بریلوی حضرات ہیں!

تو قارئینِ کرام ــــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کے نزدیک ــ یہ

المواہب الدنیہ صفحہ ۱۸ ــ ۱۹ علامہ یوسف بنھانی

ہے اچھی نسبت جس کی بدولت ابراہہ کا سفید ہاتھی جنت میں جائے گا ـــــــ
کہ اس نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم کو نور تسلیم کیا ـــــــ سلام کہا اور
سجدہ ریز ہُوا ـــــــ

سیّد افتخار الحسن زیدی سے کہتا ہے کہ جنگل کا ایک بہت بڑا اور جسیم
جانور ہاتھی اگر رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو نور مان کر ـــــــ سلام کہہ کر اور سجدہ
کر کے جنتی ہو سکتا ہے تو ایک مسلمان اور وہ بھی نبیٔ پاک علیہ السلام کا وفادار اُمّتی اگر
ان تینوں اوصاف کو تسلیم کرے کیوں جنّتی نہیں بن سکتا ، جیسے کہ اہلسُنّت وجماعت
بریلوی حضرات ہیں ! ـــــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابابیلوں کا لشکر

حضرات گرامی ــــــــــ فضائے آسمانی پر ابابیلوں کے لشکر کا سیاہ بادلوں کی طرح اور بہادر پائیلٹوں کی مانند چھا جانا کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا بلکہ اس خدائی فوج کا دشمن کے مقابلہ کے لئے حاضر ہونا حضرت عبدالمطلب کی دعا کے سبب تھا جو انہوں نے خانہ کعبہ کے دروازہ کے کنڈے کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر مانگی تھی اور جس کے مستجاب ہونے کا انہیں پورا ایمان و ایقان تھا۔

حضرات محترم! ــــــــــ یہ بھی یاد رہے کہ اگر حضرت عبدالمطلب نعوذ باللہ کافر ہوتے تو نہ دعا میں اثر ہوتا ــــــــــ اور نہ ہی فطرت الٰہی جوش میں آتی اور نہ ہی قدرت خداوندی کا ظہور ہوتا اور نہ ہی خونی ہاتھیوں کے مقابلہ میں ابابیلوں کا لشکر آتا اور نہ ہی ننھی منی چڑیوں کی فوج خدا تعالیٰ کا دفاعی مورچہ بن کر ابرہہ کے خونی ہاتھیوں کے لشکر پہ چھا جاتی ــــــــــ

تفسیر نسفی جلد ۴ صفحہ ۲۸۰-۲۸۱ ـ تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۹۲ ـ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۰۷ ـ تفسیر حسینی مع ترجمہ تفسیر قادری جلد ۲ صفحہ ۶۵۰ ـ مع کل طائر حجر فی منقارہ و حجران فی رجلیہ ــــــــــ

اور ہر پرندہ کے پاس تین کنکر تھے ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں —
وعلیٰ کُلِ حجرٍ اسمُ مَنْ یقعُ علیہِ ——
اور ہر پتھر پر اُس ہاتھی کا یا ابرہہ کے اس فوجی کا نام لکھا تھا جس پر ابابیلوں نے مارنا تھا! ——

فَکَانَ الحجرُ یقعُ علیٰ رأسِ الرّجلِ فیخرجُ مِنْ دُبرِہٖ —
اور پتھر آدمی کے سر پر پڑتا اور پیٹھ سے نکلتا تھا —— یا اللہ یہ کنکر تھے یا کلاشن کوف کی گولیاں یا بم کے گولے ——

اَسقطَ اَنامِلَہٗ وَ اَعضاءَہٗ ——
کہ — ابرہہ کی کٹی انگلیاں، ان کنکروں کے پڑنے سے گر گئی تھیں اور اسکے بدن کے اعضاء کٹ گئے تھے ——

جب ابرہہ کے خونی ہاتھیوں کا لشکر ننھی مُنّی چڑیوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور اس کے لشکری جب ابابیلوں سے شکست کھا گئے تو ابرہہ فرار ہو کر حبشہ کی طرف بھاگا، لیکن ——

وَطَائِرٌ یُحَلِّقُ خوقہ حتّیٰ بلغ النجاشی ——
ایک پرندہ اُس کے سر پر اڑتا جا رہا تھا — یہانتک کہ وہ حبشہ کے بادشاہ کے دربار میں پہنچا —— اور سارا قصّہ اس کو سُنایا ——

نجاشی ازوے تعجّب پرسیّد کہ چگونہ مُرغاں بودند ——
نجاشی نے بڑے ہی تعجّب سے اور حیران ہو کر ابرہہ سے پوچھا کہ وہ پرندے کیسے تھے؟

ابرہہ نے بتایا کہ یہ ہے — ان میں سے ایک پرندہ جو میرے سر پہ منڈلا رہا ہے ——

نَقَصَّصَ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ ـــــ فَلَمَّا اَتَمَّهَا وَقَعَ عَلَيْهِ الْحَجَرُ فَرمیتا بَیْنَ یَدَیْهِ ـــــــ

ابرہہ نے قصّہ بیان کیا اور جب اُس نے قصّہ ختم کیا تو پرندہ نے اسکے سر پہ پتھر مار دیا جس سے ابرہہ شاہِ حبشہ کے سامنے ہلاک ہو گیا! ۔

خُدا تعالیٰ کا دفاعی مورچہ ـــــــ ہاں ہاں دفاعی مورچہ نہیں تو اور کیا کہیئے کہ ایک طرف ہاتھیوں کا لشکر اور دوسری طرف ابابیلوں کی فوج اور چھوٹی چھوٹی اور معصوم چڑیوں کی یلغار اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کا نتیجہ ـــــــ

ایسے ہی اللہ کریم کا **دفاعی مورچہ** اس وقت بھی کام آیا جب کہ امام الانبیاءؑ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکّہ مکرّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ جاتے ہوئے راستہ میں جب اندھیری **غارِ ثور** میں آرام فرما تھے، تو ایک طرف کفّار و مشرکین مکّہ کی فولادی تلواریں ـــــ آہنی برچھے زہر میں بجھے ہوئے تیر اور سراقہ کا جنگی گھوڑا ـــــ اور دوسری طرف **مکڑی کا جالا اور کبوتری کے انڈے** ـــــ اور کسے کہتے ہیں دفاعی مورچہ؟ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو بچانے کی خاطر ابابیلوں کو بمبار طیارے ـــ ننھی مُنّی چڑیوں کو خطرناک راکٹ اور چنے کے برابر کنکریوں کو دشمنوں کے خونی اور پہاڑ جیسے ہاتھیوں کے لشکر پہ حملہ آور ہونے کے لئے ٹینکوں سے برسنے والے گولے بنا دیا ـــــ اور اس طرح ـــــ اَنَا رَبُّ الْاِبِلِ وَلِلْبَیْتِ رَبٌّ یَحْفَظُهٗ سچ ثابت ہو گیا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانِ پاک سے نکلی ہوئی بات ایک حقیقت بن گئی ـــــــ اور ـــ

اذن فی الناس بحج کی ندائے ابراہیمیؑ کی لاج رہ گئی ـــــــــ

ارشادِ نبوی ہے کہ الکفر ملتہ واحدۃ ـــــــــ کہ

کفر ایک ہی جماعت ـــــ ایک ہی ٹولہ اور ایک ہی گروہ ہے ـــ مگر افسوس کہ جس مسلمان قوم کو قرآن ـ خدا اور رسول نے بھائی بھائی کے مقدس رشتہ سے منسلک کیا ہے وہ ایک المسلم ملتہ واحدۃ نہ بن سکے ـــــ ایک تسبیح کے دانے نہ بن سکے اور ایک جماعت ـــ ایک تنظیم اور ایک گروہ کا روپ نہ دھار سکے اور مصر کے جمال الدین افغانی کے ایک مسلم بلاک کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ کر سکے ـــــــ

اگر جمال الدین افغانی کے نظریہ کے پیشِ نظر اور اقبالؔ مرحوم کے نقشہ کے مطابق عربی و عجمی ریاستوں کا ایک بلاک بن گیا ہوتا تو آج بیت اللہ شریف کی رکھوالی کے لئے اور حجازِ مقدس کی حفاظت اور سعودی عرب کی حکومت کو بچانے کے لئے نہ امریکی عیسائیوں کے ناپاک قدم عرب کی خاکِ مقدس کو پامال کرتے ـــــ نہ اسرائیل کے یہودی بیت المقدس میں گھوڑے باندھتے اور نہ ہی مسجدِ اقصیٰ کو آگ لگانے کی جسارت کرتے اور نہ ہی **یاسر عرفات** کی کمزور حکمتِ عملی اور بزدلانہ سیاست اور نا اہل قیادت کے باعث فلسطینی مسلمانوں کا قتلِ عام ہوتا ـ اور نہ ہی آج امریکہ اسلام دشمنی کے پیشِ نظر عراق پر حملہ آور ہوتا اور اس کو تباہ و برباد کرتا ـ

اقبال مرحوم نے کہا تھا ـــــــــ کہ ؏

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

مطلب یہ کہ اگر عرب ریاستیں مل کر ایک بلاک اور المسلم ملتہ واحدۃ کی عملی تصویر بن

جاتیں تو آج خانہ کعبہ کی پاسبانی کے لئے شاہ فہد کو امریکہ - برطانیہ - اٹلی - فرانس اور دوسری کافر حکومتوں سے امداد طلب نہ کرنا پڑتی ـــــ غرضیکہ سعودی - شارجہ مسقط - بحرین - کویت اور دوسرے اسلامی ممالک مصر سے لیکر درۂ خیبر تک آپس میں بھائیوں کی طرح ایک تسبیح کے دانے بن جاتے تو آج دنیا کے نقشہ پر اسلامی ملک کے سوا کسی کافر اور غیر مسلم حکومت کا پرچم نہ لہراتا ـــــ

اقبال مرحوم پھر کہتا ہے - ؏

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

تبصرہ بھی ملاحظہ فرمائیں :ـــــ

آج سے پندرہ روز پیشتر عراق کے صدر جناب **صدام حسین** نے کویت پر قبضہ کر لیا، یہ سمجھ کر اور یہ کہہ کر کہ کویت عراق کا حصّہ ہے - یا یہ سوچ کر کہ کویت نے تیل کے تمام کنوئیں اور سارے چشمے امریکہ کے پاس گروی رکھ دیئے ہیں اور اگر امریکہ کویت کے تیل پر قابض ہو گیا تو پھر میرے لئے یہ دردِ سر بن جائے گا - مَیں پہلے ہی کیوں نہ اس آنے والی بیماری کا علاج کر لوں ـــــ

ابھی ایران کے خلاف سات سالہ ہولناک جنگ سے فارغ ہُوا ہی تھا کہ صدر صدام حسین کو ایک اور خوفناک جنگ میں کودنا پڑ گیا ـــــ

اور یہ جنگ اب اتحادیوں اور عراق کے درمیان ہو رہی ہے ـــــ

اتحادیوں میں برطانیہ - اٹلی - سعودی عرب - اسرائیل - فرانس، شام و مصر

اور دنیا کی سُپر پاور امریکہ بھی شامل ہے ـــــــ مگر جس بہادری ـ جرأت ثابت قدمی اور حوصلہ سے صدر صدام، دنیا کی ۲۸ ترقی یافتہ ملکوں کی افواج سے وہ اکیلا لڑ رہا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان کو اسلام کا مضبوط قلعہ بنانے والے جھوٹ کہتے ہیں، حقیقت میں اسلام کا مضبوط قلعہ عراق ہے جس کے محافظ بہادر اور سرفروش صدر صدام ہیں ـــــــ

عقل حیران ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا اور یہ کفر کی اتحادی طاقتیں اسلام کے ایک چھوٹے سے خطہ پر قبضہ کرنے کیلئے کیوں اکٹھی ہو گئی ہیں ـــــــ

تو احبابِ کرام ـــــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کے نزدیک اس جنگ کی بنیاد سعودی عرب کے اس خدشہ کے پیش نظر رکھی گئی ہے کہ کہیں عراق سعودی عرب پر کویت کے بعد حملہ نہ کر دے۔

بس صدام حسین جونہی کویت پر قبضہ کر لیا تو غیر اللہ سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں نے غیر اللہ کو مدد کے لیئے پکارا اور وہ بھی کافروں کو ـــــــ

بس پھر کیا تھا رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے نکلی ہوئی بات حقیقت بن کر دُنیا کے سامنے آگئی ـــــــ کہ

الکفر ملة واحدہ ـــــــ کہ

کُفر ایک جماعت، ایک ہی ٹولہ اور ایک ہی گروہ ہے ـــــــ

مگر افسوس کہ جس مسلمان قوم کے متعلق قرآن و حدیث نے آپسمیں بھائی بھائی فرما دیا ہے وہ قوم اسطرح بکھری ہوئی ہے جیسے تسبیح ٹوٹ جانے پر اسکے دانے۔ اور اَلمُسْلِمُ مِلّتہِ وَاحِدہ نہ بن سکے ـ عراق اور امریکہ کے درمیان

محض جنگ ہی نہیں ۔ کفر و اسلام کے درمیان ایک جہاد ہے اور ساری دنیا کے مسلمان خصوصاً پاکستانی عوام کا صدام حسین کے حق میں جلسے ۔ جلوس اور قربانی کے جذبہ سے سرشار پیشکش قابل تحسین و آفرین ہے ۔

دُنیا کے بڑے فوجی جرنیلوں کی عقل حیران ہے کہ امریکہ کی طرف سے ایک ایک دن اور رات میں دو ہزار فضائی حملے بھی ابھی تک عراق کا کچھ نہیں بگاڑ سکے اور نہ ہی صدر صدام حسین کی جنگی حکمت عملی پر اپنی فوجی برتری حاصل کر سکے ہیں ۔ اور نہ ہی اتحادی فوجیں عراق کے فوجی ٹھکانوں کو تباہ کر سکے ہیں ــــ شہری آبادیوں پر وحشیانہ بمباری تو کوئی بہادری نہیں ہے ! ـــــــــــــــ

اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ عرب و حجاز کے عیاش حکمران اور ان کی امداد کے لئے اپنی فوجیں بھیجنے والے پاکستان کے نااہل کارندوں نے قرآن حکیم کی سورۃ الفیل کی تفسیر کو بھول چکے ہیں اور اس کے تاریخ کے رموز و اسرار کو نظر انداز کر چکے ہیں کہ خدا وند کریم نے بیت اللہ شریف خانہ کعبہ کو بچانے کیخاطر ابرہہ کے خونی ہاتھیوں کے لشکر کو ابابیلوں اور ننھی منی چڑیوں سے مروا دیا تھا اور وہ چنے کے برابر چھوٹی سی کنکریوں کو بندوق کی گولیاں اور خطرناک بم بنا کر انہیں تباہ کروا سکتا ہے ـــــــــــــــ

سعودیہ کے حکمرانوں اور پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم سے کوئی پوچھے کہ کیا اب کوئی اور خدا ہے جسے تمہاری امداد اور دُنیا کی بلیسٹک سے زیادہ کافر بادشاہوں کے بمبار طیاروں ــــ خوفناک ٹینکوں اور خطرناک توپوں کے گولوں کی ضرورت ہے کہ جن سے اپنے گھر کی حفاظت کر سکے ـــــــــــــــ

اور بیشک عرب کی سرزمین بیت اللہ شریف اور گنبد خضرا کے فیض و برکات

کے دریا بہہ رہے ہیں تو کیا سرزمین عراق میں مقامات مقدسہ نہیں ہیں ——— کیا بغداد شریف میں پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ پاک نہیں ہے اور کیا نجف اشرف میں شیر خدا حضرت علی علیہ السلام کا مزار مقدس نہیں ہے ——— اور کیا امام موسیٰ رضا اور کربلائے معلیٰ کی خاک پاک نہیں ہے۔ ؟

ہمارے ہر دلعزیز وزیر اعظم نے اپنی نشری تقریر میں کئی بار عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ عراق نے کبھی پاکستان کی مدد نہیں اور اس کے مقابلہ میں سعودی عرب ہماری کئی بار امداد کر چکا ہے ———

اللہ جانے وہ کون سی امداد تھی اور کس طریقہ سے اس امداد کی عملی صورت سامنے آئی۔ اس لئے کہ ارض حجاز کے پاس سونے چاندی کے پہاڑ اور تیل کے جو دریا بہہ رہے ہیں، ان کی آمدنی تو عرب کے شہزادوں کی عیاشی پر خرچ ہوتی چلی آرہی ہے یہی وجہ ہے کہ پورے خطۂ عرب میں کوئی کارخانہ — کوئی اسلحہ کی فیکٹری — کوئی گولی بنانے کا سامان اور کوئی بمبار طیاروں اور موجودہ طرز جنگ کا کوئی گولہ و بارود کا نام و نشان نہیں ملتا ———

جنگی بیڑے — جنگی ہوائی جہازوں — جنگی ساز و سامان اور کیمیاوی ہتھیار بنانا تو درکنار پورے سعودی عرب میں تو ٹافیاں بسکٹ بنانے والی فیکٹری تک موجود نہیں ہے ———

آج اگر شاہ فہد اور اس کی حکومت کے مدہوش اور بیس بیس بیگمات رکھنے والے وزراء کے پاس کوئی اسلحہ ساز اور طیارہ شکن توپوں کا کوئی کارخانہ ہوتا تو غیر اللہ سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں کو غیر اللہ سے مدد مانگنے کی ہرگز ضرورت پیش نہ آتی یعنی امریکہ — برطانیہ — فرانس — اٹلی

اسرائیل اور پورا کفرستان ــــــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ مندرجہ بالا طاغوتی طاقتوں کے مقابلہ میں اسلام کا ایک شیر دل جرنیل اور دین کا ایک سرفروش سپاہی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ انور کا جانثار رکھوالا اور حضرت علی علیہ السلام کے مزار پُر انوار کا نڈر محافظ پورے کفر کے مقابلہ میں ڈٹا ہوا ہے ۔ اور دس گھنٹوں میں عراق کو تباہ کر دینے کا دعویٰ کرنے والوں کو صدر صدام حسین نے اپنی جنگی حکمتِ عملی کو بروئے کار لاتے ہوئے انہیں حیرت میں ڈال دیا ہے ــــــــ

شاباش اور زندہ باد ۔ صدر صدام حسین ! ــــــــ

اسلیئے کہ ــــــــ ع

لاکھ تنکے ہوں مگر ان کو بہانے کے لئے
موجِ طوفان کا اک ریلا ہی بہت ہوتا ہے

اپنی کثرتِ تعداد کو تم نے سمجھا ہے کیا
شیر جنگل میں اکیلا ہی بہت ہوتا ہے

ہمارے ہر دلعزیز اور بے نظیر کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے وزیرِ اعظم جناب نواز شریف صاحب پچھلے دنوں امن مشن لے کر کئی اسلامی ریاستوں کے سربراہوں سے ملے تاکہ کسی صورت جنگ بند ہو جائے اور پتہ چلا ہے کہ کل یعنی ۹ ۲/۹۱ کو دوبارہ دورہ پر جا رہے ہیں ! ــــــــ

اپنی بہادر مسلح افواج کے جوانوں کو پہلے ہی سعودی عرب یہ کہکر بھیج چکے ہیں تاکہ حرمین الشریفین کی حفاظت ہو سکے اور بعد میں خود امن مشن کی تجاویز لے کر نکل کھڑے ہوئے ــــــــ مگر سیّد افتخار الحسن کو یہ سب کچھ پسند نہیں ہے اسلیئے

آج سے پندرہ سال پہلے جب اسرائیل کے ظالم سپاہی بیت المقدس پر گولے برسا رہے تھے اور مسجد اقصےٰ کو آگ لگا رہے تھے اور فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے تو اس وقت ہماری حکومت کو نہ تو بیت المقدس کی حفاظت کا خیال آیا اور نہ ہی اس وقت کی ہماری حکومت کو اسکی رکھوالی کا خیال گزرا۔ نہ ہی فلسطین کے مسلمانوں کے قتل عام بند کروانے کی کوئی کوشش کی اور نہ ہی پاکستان کے شیر دل فوجی ان مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے بھیجے گئے۔

وہاں آج بھی بیت المقدس جو انبیاء کرام کا کعبہ ہے اور وہ مسجد اقصیٰ جہاں شب معراج کو تمام انبیاء کرام صلی اللہ علیہم الصلوٰۃ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تھی، گھوڑے باندھے جاتے ہیں اور وہاں آذان دینی تو درکنار ادھر سے گزرنا بھی موت کو آواز دینے کے مترادف ہے۔

جناب نواز شریف امن مشن کا پہلا دور اسی لئے ناکام ہو گیا کہ ہر اسلامی مملکت کے سربراہ نے یہی کہا کہ صدام کو کویت خالی کر دینا چاہیئے اور اپنی فوجیں وہاں نکال لینی چاہئیں۔ مگر جناب وزیر اعظم صاحب کسی بھی اسلامی سلطنت کے سربراہ سے اتنا نہ کہلوا سکے کہ ــــــــ

اسرائیل۔ بیت المقدس ــ مسجد اقصےٰ اور فلسطین کے مقبوضہ علاقے خالی کر دے اور وہ اپنی فوجیں وہاں سے واپس بلا لے ــــــــ

یہی بات صدر صدام حسین کہہ رہے کہ اسرائیل ــ بیت المقدس۔ مسجد اقصیٰ اور مقبوضہ علاقے خالی کر دے تو میں اپنے فوجی کویت سے نکال لوں گا اور جنگ بند کرنے کا اعلان بھی کر دوں گا! ــــــــ

قارئین کرام !ــــ اب آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث

پاک سُنیے اور فیصلہ کیجئے کہ حق پر کون ہے! ——

مشکوٰت شریف ص۳۵۵ بحوالہ مسلم شریف و بخاری شریف باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب ——

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ——

نحن فی المسجد خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ——

کہ ہم مسجدِ نبوی میں بیٹھے تھے کہ اچانک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

فقال انطلقوا الی الیھود —— اور فرمایا کہ

میرے ساتھ یہودیوں کے پاس چلو ——

ہم گئے تو ایک مدرسہ میں بہت سے یہودی جمع تھے انہیں مخاطب کر کے رسُولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——

یا معشر یھود اسلموا تسلموا —— کہ

اے یہود کے گروہ اسلام لے آؤ تو سلامتی پا جاؤ گے ——

اعلموا ان الارض للہ و رسولہ

اور جان لو کہ یہ زمینِ عرب کا جزیرہ اللہ اور اس کے رسُول کیلئے ہے اور اپنا اپنا سامان لے جانے کی تم کو اجازت ہے ——

۲:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ——

اخبرنی عمر ابن الخطاب —— کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی —— کہ

انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم —— کہ

انہوں نے رسولِ اکرم علیہ السلام سے سنا —— یقول

فرماتے ہیں ــــــ ــــــ

لاخرجن الیھود والنصارٰی من جزیرۃ العرب حتی لاادع

فیھا الا مسلماً ـــــــــــ (رواہ مسلم)

کہ انشاء اللہ میں یہود و نصارٰی کو عرب کے جزیرہ سے نکال کردم لوں گا اور اس مقدس خطہ میں سوائے مسلمانوں کے اور کسی غیر مسلم کو نہیں رہنے دوں گا!

عرب کے شہزادو ـــــــ اور بحرین ـ شارجہ ـ مسقط ـ ایران ـ مصر ـ اردن اور دوسری اسلامی ریاستوں کے شیوخ، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان مذکورہ بالا احادیث پر غور کر کے آنکھوں سے بغض و عناد کی پٹی اتار کر اور دوسرے نفرت و عداوت کے گرد و غبار کو اپنے دل و دماغ سے جھاڑ کر سمجھنے کوشش کرو، اور اس زندہ حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اسپر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرو اور جو درس رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اسے سینہ سے لگا کر سوچو کہ ہمارا نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو یہود و نصرای کو عرب کے جزیرہ سے نکالنے کا خواہشمند دکھائی دیتا ہے اور سوائے مسلمانوں کو اس مقدس خطہ کو کافروں کے ناپاک قدموں سے پاک رکھنا چاہتا ہے ۔ اور تم اسلام کے دشمنوں ــ دین کے مخالفوں اور حق و صداقت کے باغیوں یعنی یہودیوں اور نصرانیوں کو امداد کے لیئے دعوت دیکر بلا رہے ہو ـ خدا کے لئے ایک ہو جاؤ ـــ اور صدام سے ہی نہ کہو کہ کویت خالی کردے آپ سب شیوخ مل کر اسرائیل پر دباؤ ڈالو کہ وہ بیت المقدس کو خالی کردے ـ اور امریکہ پر بھی زور دو کہ اسرائیل سے کہے کہ مسجد اقصیٰ سے اپنی فوجیں نکال لے ـ صدام پر ہی زور نہ دو ـــ اسلیئے کہ ـــ ع

سب مجھ کو ہی کہتے کہ تو نے اسے کیوں تاکا
کوئی اس سے نہیں کہتا کہ تو بام پہ کیوں آیا

وزیر اعظم پاکستان صاحب ــ آپ دوبارہ امن لے کر جا رہے ہو اللہ کرے آپ کا یہ امن مشن اور جنگ بندی کی کوشش کامیاب ہو اور اس کا سہرا آپ کے سر پر ہی سجے ـ لیکن اپنے عوام کو یہ بتلاکے جاناکہ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران سعودی عرب کے کتنے فوجی دستے ـ کتنے ٹینک اور کتنے جنگی طیارے پاکستان کی مدد کے لئے آئے تھے ـ

اور یہ بھی شور مچا تھا کہ امریکہ کا بحری بیڑا ہماری مدد کو آرہا ہے لیکن افسوس کہ ۱۹۶۵ء سے لے کر آج تک وہ بیڑا ابھی تک واہگہ نہیں پہنچا بلکہ ہمارا بیڑا ضرور غرق ہو گیا کیونکہ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا کر ہم سے الگ کیا جا چکا ہے ـ

ہاں البتہ ـــ پاکستان میں کبھی زلزلہ یا سیلاب آئے تو دوسرے ملکوں کی طرح سعودی عرب کی حکومت بھی صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ فنڈ میں سے پاکستان کے گداگروں کو بھی کچھ نہ کچھ ان کے دامن میں ڈال دیتی ہے ! ـــ

ہڑتالوں اور سفارتی مذاکرات سے نہ کشمیر بنے گا پاکستان اور نہ ہی امریکہ اور عراق کی جنگ بندی ہو گی ـــــ

ہاں البتہ ـــ بھارت اور اتحادیوں کے خلاف حکومت کی طرف عام جہاد کا اعلان کیا جائے اور ساری ملت اسلامیہ طاغوتی طاقتوں کے خلاف ٹکرا جانے کا عزم لے کر میدان عمل میں نکل آئے اور اس خطۂ ارض پر ایک بار پھر صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع کر دے تو ہماری ہر مشکل آسان ہو سکتی ہے ــ ہر مصیبت ٹل سکتی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے نہ دیکھ سکے گی ـ اور جس طرح ـــ الکفر ملتہ واحدہ ـــ کہ کفر ایک جماعت ہے ـ اسی طرح

مسلمان ـــــ المسلم ملتہ واحدۃ ـــــ کی زندہ اور عملی تفسیر بن کر علامہ اقبال مرحوم کے نظریہ پر عمل پیرا ہو جائیں تو آسمانوں سے جنگِ بدر و حنین کی طرح فرشتے آج بھی ہماری مدد کو آسکتے ہیں ـــــ کہ

شعر
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر

اور پھر یہ کتنی ستم ظریفی ہے اور دنیائے عیسائیت کے لئے کتنے شرم کی بات اور ڈوب مرنے کا مقام کہ قرآن حکیم نے جس یہودی قوم کے متعلق فرمایا ہے کہ ـــــ ویقتلون النبیین بغیر الحق

کہ یہودی ایسی ظالم و جابر اور احمق و جاہل قوم ہے کہ جو گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کو ناحق قتل کر دیا کرتی تھی اور آج بھی دنیائے عیسائیت اس بات پر متفق ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا تھا تو پھر کیا امریکہ جیسی سپر پاور کے لیئے یہ سب کچھ باعث لعنت نہیں ہے کہ جس قوم نے ان کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلا وجہ ـ بلا قصور اور ناحق پھانسی کے تختہ پر لٹکایا تھا ـ اور ان کی معصوم والدہ ، پاکیزہ اور صدیقہ ماں حضرت مریم علیہا السلام پر کئی قسم کے فحش الزامات لگائے تھے ـ اس قوم یعنی اسرائیل کی حمایت کر رہی ہے اور ایسی ظالم قوم کو دنیا کی عظیم طاقت بنانے کی کوشش کر رہی ہے ! ـــ

امریکہ کے صدر بش صاحب عراق کی شہری آبادی پر وحشیانہ بمباری کرنا اور بے گناہ و نہتے لوگوں پر اندھا دھند فضائی حملے کر کے انہیں موت کی نیند سلا دینا کوئی بہادری نہیں ہے ـــ اگر تم میں اور تمہارے فوجیوں میں کوئی عیسائیت کی قدر و قیمت ہے تو پھر عراق کے مسلمانوں پر ایک رات میں دو دو ہزار

حملے کر کے وہاں کے **مقامات مقدسہ** پر گولے برسانے کی بجائے ظالم و جابر اور انسانیت کی باغی قوم اسرائیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خون کا بدلہ لے کر دنیائے عیسائیت کی لاج رکھ لو اور عیسائی مذہب کی عزت و آبرو کو قائم رکھنے کیلئے بخاطر عراق کی طرف سے منہ موڑ کر اسرائیل پر فضائی حملوں ۔ راکٹوں اور ٹینکوں سے حملہ کر کے اسرائیل کا دنیا کے نقشہ سے نام و نشان تک مٹا دو ۔ اور پھر برطانیہ ــــ فرانس اور دوسری عیسائی حکومتوں کو بھی ساتھ ملا کر اسرائیل کو نیست و نابود کر دو ــــــــــ

ہمارے ہردلعزیز وزیر اعظم کو بھی برطانیہ ۔ فرانس اور امریکہ کے ساتھ مذاکرات میں ان عیسائی حکومتوں کی توجہ اسطرف بھی مبذول کروانی چاہیئے تاکہ شاید ان میں مذہبی غیرت اور عیسائیت کے احترام و وقار کی لگن پیدا ہو جائے اور یہ بھی عراق کے صدر صدام حسین کے نظریہ کو قبول کرتے ہوئے اسرائیل کے خلاف اتحادی بن کر اس وحشی قوم سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت گاہ یعنی بیت المقدس اور بیت اللحم کو اسرائیل کے خونخوار درندہ صفت اسرائیلوں سے آزاد کروا کر اپنے صاحب معجزات نبیؑ ۔ کوڑھیوں کو شفا بخشنے ــــ مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کرنے اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنے اور غیب کی خبریں دینے والے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دادِ تحسین حاصل کریں کہ اے عیسائیو تم نے اچھا کیا کہ ایک مدت کے بعد مجھے قتل کرنے کی سازش کرنے والوں اور میری ماں مریم پر گندے الزامات لگانے والوں سے انتقام لے لیا ــــــــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وکلبُ اصحابِ کہف

پہلے یہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ آدمی کی جنس کے علاوہ کئی جانور وحیوانات اچھی نسبت کے لحاظ سے جنت میں جائیں گے جیسے کہ ابرہہ کا سفید ہاتھی جس نے حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ پاک کو دیکھ سلام کہا تھا اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہو گیا تھا اور ان تین نسبتوں کے باعث وہ ہاتھی جنت میں جائے گا ــــــــــ

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمتہ اللہ علیہ کے تحقیقی نظریہ کے پیشِ نظر اب قرآن و حدیث ہی کی روشنی میں اور مستند تفاسیر کے مطابق یہ ثابت کیا جائے گا کہ اصحابِ کہف کا کُتا بھی اچھی نسبت کے لحاظ جنّت میں جائے گا۔

قرآن پاک میں اس قصہ کو یوں بیان کیا ہے :ــــــــ

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ــــــــ

کہ غار اور جنگل کے کنارے والے اصحاب ہماری عجیب وغریب نشانیوں

میں سے ہیں!

تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۴۷۶ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:-

کانوا سبعۃ ـ ـ ـ ـ ـ ـ کہ وہ سات اصحاب تھے جن

کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں: ـــــــ

یملیخا ـ مکسلمین ـ کشفوطط ـ یوانس ـ یونس ـ

تیونس ـــ والسابع الراعی ـــ اور ساتویں کا نام راعی تھا ـــ

اصل اور پورا قصہ یوں ہے کہ ساتوں اصحاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

کے ماننے والے صاحب ایمان حضرات تھے ــــــ

اس زمانہ میں دقیانوس بادشاہ حکمران تھا جو خود بھی بُت پرست تھا اور

لوگوں کو بھی جبراً بُت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ لیکن یہ ساتوں اصحاب چونکہ اولیاء اللہ

تھے اس لیے بادشاہ کے ظلم و ستم سے نجات پانے ــ بت پرستی سے بچنے

اور اپنے ایمان کی دولت کی حفاظت کیخاطر ــــــــ

وَهَرَبُوا لَيْلاً مِنْ مُلْكِهِمْ وَمَعَهُ كَلْبٌ۔

وہ ایک رات اپنے ملک سے اور اپنے شہر سے نکل پڑے۔ راعی کے

پاس ایک وفادار کتا تھا، وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیا! ـــ اور وہ سات چونکہ

اللہ کریم کے اولیاء اللہ تھے اسی لئے انہیں عجیب نشانیاں فرمایا گیا ہے۔

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ اگر خداوند کریم مکہ مکرمہ کی دو پہاڑیوں

صفا اور مروہ کو شعار اللہ یعنی اللہ کی نشانیاں فرما سکتا ہے تو یہ سات اصحاب

تو آدمی تھے اور اولیاء اللہ بھی تھے اگر انہیں ان کی ولایت اور فقر و درویشی

کا لحاظ رکھتے ہوئے عجیب نشانیاں فرما دیا تو اسمیں حیران ہونے اور پیچ و تاب

کھلانے کی کیا ضرورت ہے۔
انہوں نے یعنی ان اللہ کے سات اولیاء کرام نے اپنے ساتھ کتّے کو جاتے دیکھا تو اسکو مارنے اور دھتکارنے لگے کہ یہ بھونکے گا تو ہم پکڑے جائینگے۔
مگر۔ کتّے کو خدا نے زبان عطا کر دی ــــــــ تو
فَقَالَ لَهُمُ الْكَلْبُ مَا تُرِيْدُوْنَ مِنِّيْ وَلَا تَخْشَوْا مِنِّيْ اَنَا اُحِبُّ اَحِبَّاءَ اللّٰهِ ــــــــ
کتّے نے ان اولیائے کرام سے کہا کہ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں اور مجھ سے ڈریں کیونکہ میں اللہ سے محبّت کرنے والوں سے محبّت کرتا ہوں ــــ اور
فَنَامُوْا وَاَنَا اَحْرُسُكُمْ ــــــ
اور ــــــــ تم سو جایا کروگے تو میں پہرہ دیا کروں گا ــــــ
اور اگرچہ میں کتا ہوں ــــــ ناپاک اور نجس ہوں ــــ مگر چونکہ آپ اولیاء اللہ ہیں اسلیئے میں آپ پر نہیں بھونکوں گا ــــ
دیکھیئے حضرات محترم وہ کتّا ہو کر کہتا ہے کہ میں اولیاء اللہ پر نہیں بھونکوں گا۔ لیکن آج کل کے ضلالت و گمراہی کے زمانہ میں بدعقیدہ اور بدمذہب مولوی اولیاء اللہ پر کس طرح بھونکتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ــ افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایسے لوگ کتّوں سے بھی بدتر ہیں ــــ
قارئین کرام ــــــ دیکھو اور قرآن کریم کے اس ایمان افروز قصّہ مبارک پر غور کرو کہ ایک کتّا جو ناپاک اور نجس ہے، اور نہ نمازی ہے نہ حاجی نہ لمبی لمبی تسبیح پھیرنے والا کوئی فقیر اور نہ رات کو نوافل پڑھنے والا کوئی درویش مگر پھر بھی جنّتی ہے، اسلیئے کہ نسبت اچھی رکھتا تھا۔ پہلی نسبت کہ اللہ کے

ولیوں سے محبت کرتا تھا اور دوسری اولیاء اللہ کا پہرہ دار تھا ! ——

اور پھر قرآن مجید نے اس کتے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے ——

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ط

کہ وہ اولیاء اللہ جب دقیانوس بادشاہ کے ظلم و ستم سے بچنے اور بت پرستی کی لعنت سے دور رہنے اور اپنے دین و ایمان کی دولت کی حفاظت کی خاطر شہر سے رات کو نکل کر پہاڑ کی ایک اندھیری غار میں جا کر چھپ گئے تو ان کا وفادار کتا اپنے پنجے کھلار کر غار کے منہ پر بیٹھ گیا اور ان اولیاء اللہ کا پہرہ دیتا رہا — اور تین سو نو سال تک بیٹھا رہا —— قرآن پاک کے اس نورانی قصہ میں جہاں اولیاء اللہ کی شان بیان کی گئی ہے وہاں ان کے وفادار کتے اور بے زبان پہرے دار کی بھی بڑی تعریف کی گئی ہے ! —

کیوں —— اسلئے کہ ابولہب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا ہونے کے باوجود ان کا بے ادب اور گستاخ تھا اور وہ کتا اولیاء کرام کا وفادار اور پہرے دار تھا اور ان سے محبت کرنے والا تھا —— ——

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایک نجس اور ناپاک کتا اگر اولیاء اللہ سے محبت کر کے جنتی بن سکتا ہے تو ایک انسان کیوں نہیں —— ؟

وَاسْمُهُ قِطْمِيْرُ —— اسی کتے کا نام قطمیر تھا ۔ !

آج بھی بڑے بڑے لوگ اپنی کوٹھیوں اور بنگلوں کی چوکیداری کیلئے آدمیوں کے ساتھ ساتھ کتے کو بھی رکھتے ہیں —

اسلئے کہ کتے میں وفا، و خدمت گذاری کا جذبہ ہونے کے ساتھ ساتھ دشمن اور دوست کی پہچان کا خاص وصف بھی بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے —

اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے کہ :۔

"میں نے ایک کُتّے کو دیکھا جو اپنے مرے ہوئے مالک کی لاش پر بیٹھا رو رہا ہے تو مَیں نے کُتّے سے کہا:" ——— ؏

کیوں لاش پہ آقا کی روتا ہے
ہوٹل کی طرف جا کہ غذا بھی ہے کوئی چیز

تو کُتّے نے میری طرف نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور جواب دیا۔

؏ کہ ——— جو تو نے کہا مجھے تسلیم ہے اے دوست
لیکن میرے نزدیک وفا بھی ہے کوئی چیز

مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "امداد المشتاق" صـ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن جامع مسجد میں رونق افروز تھے اور اردگرد مریدوں اور عقیدت مندوں کا ہجوم تھا کہ ایک کتّا مسجد کے دروازہ کے سامنے سے گزرا تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فقر و درویشی کی نگاہ اور ولایت و ہدایت کی نظر اِس کُتّے پر ڈالی تو اس کُتّے کو بستی کے کتوں کا پیر بنا دیا۔ اور پھر ساری بستی کے سارے کُتّے اس کُتّے کے ساتھ چلنے لگے اور جہاں وہ کتّا بیٹھتا تھا تمام کُتّے حلقہ باندھ کر بڑے ہی ادب و احترام سے اس کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے ——— اس لیے کہ بستی کے سارے کُتّے جان گئے تھے کہ یہ کتّا ہمارا پیر ہے۔

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کُتّے تو اپنے پیر کو پہچانتے ہیں لیکن آجکل کے بدعقیدہ مولوی پیرانِ پیر کو نہیں پہچانتے اور ان اولیائے اللہ کو غار کا راستہ خدا تعالیٰ نے خود بتایا تھا اور اللہ کریم نے پھر ان کی اس انداز سے حفاظت کی کہ سورج کے طلوع و غروب کے وقت ان کے دائیں اور بائیں

جانب سے گذر جاتا ہے تاکہ وہ گرمی اور سردی سے محفوظ رہیں ـــــ

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ -

اور جب وہ ایک طرف لیٹے لیٹے تھک جاتے تو خداوند کریم خود اُن کی کروٹیں بدلتا رہتا ـــــ

اعلیحضرت جناب شاہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں استاذی المکرم حضرت سیّد محمد نعیم الدین صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کنز الایمان میں لکھا ہے۔ کہ اصحاب کہف کے اسمائے گرامی کا تعویز بنا کر اپنے پاس رکھا جائے تو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوں گے ـــــ

(۱) ـــ سفر میں مال و جان کی حفاظت ـــ

(۲) ـــ قیدیوں کی رہائی ـــ

(۳) ـــ کہیں آگ لگی ہو تو کپڑے پر لکھ کر آگ میں ڈالدیں تو آگ بجھ جائے گی -

(۴) ـــ دریا میں کشتی غرق نہیں ہوگی -

(۵) ـــ بھاگا ہُوا شخص واپس آجائے گا ـــ

(۶) ـــ مکان میں رکھا جائے تو اسمیں چوری نہیں ہوگی -

حضرات محترم ـــ دیکھو اور دل و دماغ سے بدعقیدگی کے گرد و غبار کو جھاڑ کر غور کرو اور آنکھوں سے اولیاء اللہ کے خلاف نفرت و عداوت کی پٹی اتار کر سوچو کہ ـــ اولیائے کرام کے اسمائے گرامی میں کتنے فیوض و برکات چھپے ہوئے ہیں اور کس کس مشکل میں اور مصیبت میں کام آتے ہیں ـــــ

اور انہی اولیائے کرام کی برکت اور شان ولائیت کے پیش نظر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مشکوٰۃ شریف صـ ۱۸۹ ـ قرآن پاک کے فضائل

یں سورۂ الکہف سے متعلق فرمایا : ــــ

مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْکَہْفِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ اَضَآءَ لَہُ النُّوْرُ مَا بَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ ــــــــــــ کہ

جو بھی سورۂ کہف کو جُمعہ کے دن پڑھے گا اگلے جمعتہ تک اس کے لئے نور ہی نور ہوگا جس کی نورانی چادر تنی رہتی ہے ۔

للہ کی رحمت کی چادر ــــ خُدا کی بخشش کی چادر
نورِ ایمان کی چادر ــــ دین واسلام کی چادر
حق پرستی۔ حق گوئی اور حق بینی کی چادر ــــــــ

تفسیر روح البیان جلد۴ ص۲۷ عُمدۃ التحقیق ص۱۸۶ ــــ حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابراہیم العبیدی المالکی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ : ــــــــ

قُربِ قیامت میں جب حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے ــــ تو ــــــــ

فَیَکُوْنُ حَوَارِیْہِ اَصْحَابُ الْکَہْفِ ــــــــــ تو ــ

یہی اصحاب کہف یعنی اولیائے کرام ان کے حواری ہوں گے ۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ ان دونوں مستند روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کہف یعنی وہ اولیائے کرام قیامت تک زندہ رہینگے!

اور ــــ اِنَّ الْمَہْدِیَ اِذَا خَرَجَ یَسْتَصْحِبُ ۔

اصحاب الکہف ــــ کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام جب ظاہر ہوں گے تو اصحاب کہف بھی اُن کے ساتھ ہوں گے ــــــــ

اب میں مرزائی قادیانی جھوٹے ــــ کذاب اور مرتد انسان سے پوچھتا ہوں کہ تو کہتا ہے کہ مَیں مہدی اور عیسیٰ ہوں ــــ تو پھر بتا کہ تیرے حواری اور مصاحب کون ہیں ؟ ــــ

عمدۃ التحقیق ــــــــ ان النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم سَاَلَ رَبَّہٗ اَنْ یُّرَاہُ اَصْحَابَ الْکَہْفِ ــ

کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں سوال کیا کہ مجھے اصحاب کہف دکھلائے جائیں ــــــــــــ

تو جواب آیا ــــــــــــ

اِنَّکَ لَنْ تَرَاھُمْ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا ـ

کہ آپؐ اس دُنیا میں انہیں نہیں دیکھ سکتے ــ

ہاں البتہ ــــ جس غار میں وہ آرام فرما رہے تھے، اپنے چار اصحابہ کرام کو وہاں بھیج کر ان کی اطلاع پالو ــــــــ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ـ حضرت عمر فاروق ـ حضرت علی اور حضرت ابوذر غفاری رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس سلسلے میں تیار کیا گیا ــــــــ اور ــــــــــــ

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عرض کی یا اللہ پاک میرے اصحابہ کرام کو تو اس پہاڑ کی غار تک جانے کا راستہ نہیں معلوم ــــــــ

تو جواب آیا ــــــــ

فَامُرْ رِیْحَ سُلَیْمَانَ ــــــــ کہ حضرت سلیمان کی ہوا کو حکم دیں کہ وہ انہیں غار تک پہنچا دے ــــــــــــ

اُدھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا کو حکم فرمایا ــ تو ادھر اللہ تعالیٰ نے ہوا سے فرمایا ــــــــ

اَنْ تُطِیْعَکَ ـــــ کہ میرے محبوب علیہ السلام کی اطاعت کر اور محبوب کے اصحابہؓ کرام کو غار تک پہنچا دے ـــــ

تو ہوا نے اپنی دوش پر انہیں اٹھایا اور ـــــ

فَانْطَلَقَتْ اِلٰی بَابِ الْکَھْفِ ـــــ

غار کے دروازہ تک پہنچا دیا ـــــ

فَلَمَّا دَنَوْا مِنَ الْبَابِ قَلَعُوْا مِنْہُ حَجَرًا ـــــ

جب اصحابہ کرام غار کے دروازہ پر پہنچے تو انہوں نے غار کے منہ کے آگے سے اس پتھر کو ہٹایا جو دقیانوس ظالم و جابر بادشاہ نے غار کے منہ پر رکھوا دیا ہوا تھا کہ یہیں بھوکے پیاسے اور سانس گھٹنے سے مر جائیں گے مگر وہ ظالم نہیں جانتا تھا کہ اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم اور نہ یہ کھانے پینے کے محتاج ہیں اور نہ ہی دم گھٹنے کے وہ مرنے کی فکر سے بھی آزاد ہیں کیونکہ ان کا نگہبان اللہ خود ہوتا ہے اور ان کی حفاظت بھی خود کرتا ہے ـ

امداد المشتاق ص ۱۱۳ ـــــ مولینا اشرف علی تھانوی ـ

"فقیر مرتا نہیں بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتا ہے" ـ

فَقَامَ الْکَلْبُ یَنْبَحُ عَلَیْھِمْ ـــــ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھ کر کتا کھڑا ہو گیا اور بھونکنے لگا ـــــ

ایک چوکیدار یا کسی پہرہ دار کو یہ پورا حق حاصل ہے کہ رات کو کسی مشکوک اور اجنبی آدمی کو دیکھکر شور مچائے اور اس آدمی سے پوچھے کہ وہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے اور کس کے پاس جانا ہے اور رات کو ادھر ادھر کیوں پھر رہا ہے! اگر کوئی چوکیدار کو معقول جواب دے دے تو بہتر ورنہ پولیس کے حوالے ـــــ

یہ اصحاب کرام ؓ اس پہرے دار کُتّے کے لئے اجنبی تھے اس لئے وہ بھونکا اور جب کُتّے کو پتہ چلا کہ یہ تو آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی اور صحابہ ؓ کرام ہیں تو اُس نے گردن جھکا دی اور دم ہلا ہلا کر عقیدت کا اظہار کرنے لگا۔ اور پھر کُتّے نے اشارہ کیا کہ غار کے اندر چلے جاؤ تو پھر اصحاب رسول ؐ غار کے اندر چلے گئے ـــــــ

فَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ـــــ انہیں سلام کہی ـ!

فَقَامُوْا ـــ اصحاب کہف نے بھی تعظیم کی اور کھڑے ہو گئے۔

وَقَالُوْا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَعَلٰی مُحَمَّدٍ ـ

اور کہا تم پہ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ ہمارا بھی سلام ہو۔

ثُمَّ جَلَسُوْا وَیَتَحَدَّثُوْنَ ـــــ پھر بیٹھ گئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے ـــ

فَاٰمَنُوْا بِمُحَمَّدٍ وَقَبِلُوْا دِیْنَھُمْ ـــ

پھر وہ اصحاب کہف یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی اُمّت کے اولیاء کرام ، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور آپؐ کے دین کو قبول کر لیا ـــــــ

ثُمَّ قَالُوْا اَبْلِغُوْا مِنَّا السَّلَامَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ـــ

پھر کہنے لگے کہ ہمارا سلام بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دینا ـــــــ

اب آخر میں اولیائے کرام کے وفادار اور پہرہ دار کُتّے کو جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اچھی **نسبت** کے باعث جو انعام ملا وہ یہ ہے ـــ کہ وہ کُتّا

جس کا نام قرآن پاک میں قطمیر ہے ـــــ فَاِذَا صَارَ عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ فَمَنَعَهٗ رِضْوَانُ الْجَنَّةِ ـــــ

اور جب وہ کتّا جنت کے دروازہ تک ان اولیائے کرام کے ساتھ پہنچے گا تو جنت کا دربان اسے روک لے گا ـــــ

فَيُخْرِجُ النِّدَاءُ دَعْهُ يَدْخُلْ مَعَهُمْ وَيَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ رَوْضَةً فِي الْجَنَّةِ ـــــ

تو ہاتفِ غیبی سے یعنی اللہ کریم کی طرف سے آواز آئیگی کہ اس کتّے کو اصحابِ کہف یعنی اولیائے کرام کے ساتھ جنّت میں جانے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتّے کے لئے جنّت میں ایک خوبصورت اور ہمیشہ مہکنے والا ایک باغ تیار کر رکھا ہے

عرض کی گئی یا اللہ ـــــ کتا ـــ نہ نمازی ـــ نہ حاجی ـــ نہ کوئی نیکی نہ کوئی اچھا عمل ـــ نجس اور ناپاک پھر اس کے لئے جنّت میں باغ ؟

جواب آیا ـــــ ہاں ـــــ اسلئے کہ اسے نہ دیکھئے، اس کی نسبت دیکھئے ! ـــــ

اس مسلمہ حقیقت کے پیشِ نظر صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی سچ کہتا ہے کہ :ـــ

نسبت اچھی ہو تو جنّت کا ملنا مشکل نہیں ہے !

دُنیا کے تمام مشروبات مشرقی ہوں یا مغربی یعنی کوکا کولا سے لیکر پیپسی کولا سیون اپ ـ جام شیریں ـ روح افزاء اور حافظ شفاخانہ کا شربتِ مفرح، ان کے لئے حکم یہ ہے کہ بیٹھ کر پیئے جائیں یہاں تک کہ عام پانی بھی ـــــ

لیکن آبِ زمزم کے لئے حکم یہ ہے کہ اسے کھڑا ہو کر اور قبلہ کی

طرف منہ کرکے پینا چاہیئے حالانکہ سب مشروبات ایک ہی جیسے ہوتے ہیں لیکن آب زمزم کے لیئے یہ انوکھا اور نرالہ حکم کیوں ہے-؟ اسلیئے کہ اس کی نسبت حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں مبارک سے ہے کہ جب بچپن میں اسماعیلؑ اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کو مکّہ مکرمہ کے صحرائے بے آب وگیاہ ریگستان اور صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے دامن میں ابراہیم علیہ السلام اکیلے چھوڑ کر چلے گئے تھے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے شدّتِ پیاس میں تڑپتے ہوئے اپنی ایڑیاں پتھر پر رگڑیں تو نیچے سے آبِ زمزم کا چشمہ نکل آیا تھا ____________

بس اسی نسبت کے لحاظ سے آبِ زمزم کو کھڑے ہو کر اور قبلہ کی طرف منہ کرکے پینے کا حکم ہے -

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ :-

نسبت اچھی ہو تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے !

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَذِئبِ یعقوبؑ علیہ السلام

لیعنی ـــــ حضرت یعقوبؑ علیہ السلام کا بھیڑیا بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گا ـــــ اور اس بھیڑیئے کا ذکر بھی قرآن مجید میں ایمان افروز اور دلکش انداز میں موجود ہے ـــــ جس کی تفصیل اور تفسیر کچھ اسطرح ہے کہ ـــــ

حضرت یوسف علیہ السلام کو سنہری خواب میں چاند۔ سورج اور ستاروں نے سجدہ کیا جب ان کا پتہ اس کے بھائیوں کو لگا تو وہ نفرت و عداوت کی آگ میں جل اٹھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف حسد و بغض کا ایک طوفان کھڑا ہوگیا ـــــ اور حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا کر منت وسماجت کر کے اور کئی طرح کے حیلوں بہانوں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت کا یقین دلا کر سیر کرانے کے بہانے کندھوں پر اٹھا کر جنگل میں لے گئے پھر ظلم وستم پر اتر آئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو مارنا پیٹنا شروع کردیا۔ مگر یہودا کے سمجھانے پر حضرت یوسف علیہ السلام کو اندھیرے کنوئیں میں پھینک کر

ایک بکری ذبح کر کے اس کے خون میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض مبارک ڈبو کر اور رنگین کر کے عشاء کے وقت روتے پیٹتے باپ کے پاس آ گئے ۔ میری مشہور زمانہ کتاب "ماہ کنعان" میں پوری تفسیر کے ساتھ یہ ذکر موجود ہے، یہاں مختصر طور پر یہ بتانا مقصود ہے کہ جنگل کا ایک خونخوار درندہ کونسی اچھی نسبت کے باعث جنتی بن گیا ــــــــ

بیٹے قریب آئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو جب اپنا محبوب بیٹا ــ نور نظر بیٹا ــ لخت جگر ــ دل کا قرار اور ضعیفی کا سہارا بیٹا یوسف علیہ السلام نظر نہ آیا تو پوچھا ــــــــ

ابیٔ یوسف ــــ کہ میرا بیٹا یوسف کہاں ہے ؟

مولوی غلام رسول مرحوم اپنے الفاظ میں یوں لکھتے ہیں کہ ــــــــ

ع یوسف کتھے دسدے نائیں میرا نور خزانہ
وچہ تساں او شمع نہ دسدی دل جس دا پروانہ

تو ــ بیٹوں نے اپنے والد کے کئی سوالوں کا ایک ہی جواب دیا ــ

فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ــــــــ

کہ ــــ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے ــــــــ (القرآن)

بیٹوں نے کہا کہ ہمارے پاس یوسفؑ کی قمیض خون میں ڈوبی ہوئی ہمارے پاس موجود ہے ! ــــــــ

فَقَالَ اَيْنَ الْقَمِيْصُ ــ

فرمایا ــــ وہ قمیض کہاں ہے ــ ؟

بیٹوں نے وہ پیش کر دی ــــــــ

حضرت یعقوب علیہ السلام نے وہ خون آلود قمیض پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھی اور رو دیئے یہانتک کہ ان کا چہرہ مبارک قمیض پہ لگے خون سے رنگین ہو گیا۔ اور وہ بول اُٹھے ——

کہ اللہ کی قسم ہے میں نے آج سے پہلے کوئی ایسا رحیم بھیڑیا نہیں دیکھا کہ جس نے میرے بیٹے یوسف کو کھا لیا مگر قمیض نہیں پھاڑی ——

ان درد بھرے الفاظ کو جناب دائم اقبال صاحب مرحوم نے اسطرح بیان کیا ہے —— کہ ع

ہتھ پکڑ قمیض برنگ دار خونی نبیؑ سیچ دا قول پکاردا اے
خون اپنا خون پچھان لیندا ایہہ خون میں یوسفؑ دلدار دا اے
اوہ گرگ دی کیڈا رحیم ہیسی جامہ نال پیار اتار دا اے
کھا گیا یوسفؑ سر پیر تائیں اے پر کُرتے نوں دند نہ ماردا اے
چیرے بدن نوں لوے بچا کُرتہ ایہہ کم نئیں گرگ خونخوار دا اے
مینوں مکر سازی نظر آوندی اے نئے فریب کیسے فریب کار دا اے

قَالُوۡا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا نَاۡتِیۡ بِذٰلِكَ الذِّئۡبِ۔

بیٹوں نے جواب دیا —— ابا جان ہم اس بھیڑیئے کو پکڑ کر لے آتے ہیں ——

قال نعم —— فرمایا۔ ہاں! وہ بھیڑیا پکڑ کر ضرور لاؤ —— اور بیٹے جنگل سے ایک بوڑھا سا بھیڑیا پکڑ لائے —— اور اس کے دانت توڑ ڈالے تاکہ باپ کو یقین ہو جائے کہ اس بھیڑیئے نے ضرور میرے یوسفؑ کو کھایا ہو گا —— !

حضرت یعقوبؑ علیہ السلام اور بھیڑیئے کی گفتگو۔ تفسیر کنز الایمان۔ نزہت المجالس جلد ا صہ ۱۵۱۔ علامہ عبدالرحمٰن صفوریؒ۔ احسن القصص صہ ۴۹ امام غزالیؒ۔ تفسیر مظہری جلد ۵ صہ ۱۴۲۔

بیٹوں نے جب زنجیروں سے باندھکر بھیڑیئے کو باپ کے سامنے پیش کیا تو باپ نے اس سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

یَا اَیُّھَا الذِّئْبُ بِئْسَمَا مَا فَعَلْتَ جِئْتَ اَکَلْتَ وَجْھًا کَالْبَدْرِ الْمُنِیْرِ ـــــ کہ

اے بھیڑیئے تو نے میرے چودھویں رات جیسے چہرہ والے یوسفؑ کو کھا بہت بُرا کیا ـــ

مَا رَحِمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ الصَّغِیْرِ۔

تجھے اس معصوم بچے پر رحم نہ آیا ؟ ـــ

وَمَا اَشْفَقْتَ عَلَی الشَّیْخِ الْکَبِیْرِ ـــ

اور تجھے میرے بڑھاپے کا بھی خیال نہ آیا ؟

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس بھیڑیئے کو قوت گویائی عطا ہوگئی !

قَالَ اَکَلْتَ اَنْتَ یُوْسُفَ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے سے کہا ـــ کیا تُو نے میرے بیٹے یوسفؑ کو کھایا ہے ؟

قَالَ لَا۔

بھیڑیئے نے جواب دیا ـــ نہیں، یعنی میں نے نہیں کھایا !

قَالَ فَاخبرنی اولادی ـــــ

فرمایا میری اولاد نے مجھے خبر دی ہے !

قَالَ ـــ لَا ـ بھیڑیئے نے پھر زبان کھولی اور جواب دیا ۔ نہیں آپ کی اولاد جھوٹ بولتی ہے ۔ !

قَالَ ـــ وَلِمَ قَالَ ـــــ

فرمایا تیرے کرنہ کھانے کی دلیل ؟

بھیڑیئے نے جواب دیا کہ بھیڑیئے کا کلام کرنا کرامت ہے ـــ اور کسی درندے کا کسی انسان کے بچے کے بدن کو کھانا ظلم اور گناہ ہے اور ظالم اور گنہگار سے کرامت ظاہر نہیں ہوتی ـــــ

اور اگر میں نے یوسف کھایا ہوتا تو میں کلام نہ کرتا اور مجھ سے یہ کرامت ظاہر نہ ہوتی !ـــــ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لُحُوْمُ الْاَنْبِيَاءِ حَرَامٌ عَلَيْنَا ۔

اور بھیڑیئے نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو سلام کہی اور پھر حتمی جواب دیا کہ ہم پر انبیاء کے بدن مبارک کو کھانا حرام ہے !

حضرت یعقوب علیہ السلام نے پھر پوچھا !

مِنْ اَيْنَ اَنْتَ !

کہ تو کہاں سے آیا ہے ـــ یا تو کہاں رہتا ہے ؟

بھیڑیئے نے جواب دیا کہ میں مصر سے آرہا ہوں اور سرزمین شام جا رہا ہوں ! ـــ

اُطْلُبُ اَخَانِیْ بِاَرْضِ الشَّامِ ـ اپنے بھائی کی تلاش میں ـ !

اور مجھے سترہ دن ہو گئے ہیں بھائی کی رہائی کے لئے سفر کر رہا ہوں اور اتنے دنوں سے مَیں نے کچھ نہیں کھایا -! ——

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے سے پھر پوچھا؟ —

اے بھیڑیئے تجھ کو میرے بیٹے یوسف ؑ کی خبر ہے؟ —

جواب دیا —————— ہاں!

قَالَ اَخْبِرْنِی بِہٖ —— کہ مجھے اس کی خبر دے -

قَالَ - النَّمَّامُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ -

جواب دیا کہ چغلخور جنّت میں داخل نہیں ہوگا -!

اور مجھے بھیڑیوں نے خبر دی ہے کہ وہاں کے بادشاہ نے میرے بھائی کو پکڑ لیا ہے اور کل اسے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے! -

قَالَ - اَنَا اَشْفَعُ فِی اَخِیْكَ عِنْدَ الْمَلِكِ -

فرمایا کہ مَیں تیرے بھائی کی رہائی کے لئے وہاں کے بادشاہ سے سفارش کروں گا! —

قَالَ - اَنَا اَسْاَلُ رَبَّكَ اَنْ یَّجْمَعُ بَیْنَكَ بَیْنَ یُوْسُفَ -

بھیڑیئے نے عرض کی کہ مَیں بھی ربّ سے سوال کروں گا کہ آپ کا اور آپ کے بیٹے یوسف ؑ کا ملاپ ہو جائے -!

اور اللہ تعالیٰ کی قسم ———— مَارَاَیْتُ وَجْہَ اِبْنِكَ قَطُّ -

مَیں نے آجتک آپ کے بیٹے کی صورتِ پاک نہیں دیکھی ——

قارئینِ کرام! —— صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ ——

بھیڑیئے نے تین جواب دیئے اور تینوں ہی حقائق پر مبنی ہیں - ————

پہلا :۔۔۔۔۔ لُحُوْمُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْنَا حَرَامٌ۔
کہ ہم پر انبیاء کرام علیہم السّلام کا بدن مبارک کھانا حرام ہے!
مولوی غلام رسول مرحوم نے پنجابی کا رنگ دے کر اسے اور بھی رنگین بنا دیا ہے کہ

ع۔ آتش، آب، درندیاں ہر شے مُڈھوں حکم ربانا
پیغمبراں دا بدن مبارک روا نئیں اساں کھانا

حضرات گرامی ۔۔۔۔۔ غور کرو تو مولوی غلام رسُول نے بھیڑیئے کی خوب ترجمانی کی ہے کیونکہ اگر آگ پر کسی نبی کے بدن مبارک کو جلانا جائز و حلال ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نمرود کی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے خوبصورت اور گُل داؤدی کے پھولوں کی گلزار نہ بن جاتے! ۔۔۔ اور اگر پانی پر کسی نبی کے بدن مبارک کو ڈبونا حلال ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں ہی دریائے نیل کی طوفانی لہروں سے نکل کر فرعون کے شاہی محلّات میں نہ پہنچ جاتے!
اور اگر جنگل کے درندوں پر کسی نبی کے بدن مبارک کو کھانا درست اور جائز ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے تخت و تاج کے وارث نہ بنتے!
اور آتش ۔۔۔۔۔ آب اور درندے تو رہے ایک طرف انبیاء کرام تو جس مٹی میں دفن ہوں وہ مٹی انہیں نہیں کھاتی جیسا کہ سید المرسلین علیہ السلام نے فرمایا۔۔۔۔
مشکوٰت شریف ص ۔۔۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ ۔۔۔۔۔
کہ اللہ کریم نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم مبارک کو کھائے ہر نبی اپنی قبر شریف میں زندہ ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے!
دوسرا :۔۔۔۔۔ میں اپنے بھائی کی رہائی کے لیئے مصر سے شام جا رہا ہوں۔

قارئینِ کرام! ـــــ جنگل کے ایک خونخوار بھیڑیئے کے یہ کہنے میں اور ان الفاظ میں کتنا درد اور کتنا سوز ہے کہ میں اپنے بھائی کی رہائی کے لئے، مصر سے شام جا رہا ہوں اور ان سترہ دنوں کے سفر کے دوران کچھ بھی نہیں کھایا ہے۔

دیکھو ـــــ کہ ایک درندہ بھیڑیا اپنی نسل کے دوسرے بھیڑیئے کو بھائی کہہ رہا ہے لیکن یہ کتنے دُکھ اور افسوس کی بات ہے کہ جنگل کے درندے تو آپس میں بھائی بھائی ہیں مگر جنہیں قرآن و حدیث نے بھائی بھائی کہا ہے۔ یعنی

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ـــــ یہ ایک دوسرے کے دشمن اور جنگل کے درندے یعنی خونخوار بھیڑیئے بن چکے ہیں ـــــ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی پر گولیاں برسا رہا ہے کسی کے سینے میں خنجر پیوست کیا جا رہا ہے ـــ کسی کے مکان کو آگ لگائی جا رہی ہے اور کسی مسلمان کے معصوم بچوں کو زندہ جلایا جا رہا ہے ـــ

کیا سعودی عرب کی حکومت اور عراق کی حکومت آپس میں مسلمان نہیں ہیں اور کیا شاہ فہد اور صدر صدام حسین اسلام کے رشتہ میں منسلک نہیں ہیں اور ایک دوسرے کیلئے مسلمان نہیں ہیں؟ ـــــ

ہیں ـــــ اور ہیں ـــــ لیکن دونوں کے دِل پتھر ہو چکے ہیں۔ اور سینے سیاہ ہو چکے ہیں ـــ محبت و اُلفت کی چادر تار تار ہو چکی ہے اور نفرت و عداوت کی آگ بھڑک اُٹھی ہے۔

ایک دوسرے کا خون خرابہ ـــ قتل و غارت ـــ فضائی حملے اور ٹینکوں سے گولے برسائے جا رہے ہیں ـــــ فرق صرف اتنا ہے کہ صدر صدام کو اللہ و رسول پر بھروسہ ہے اور شاہ فہد کو امریکہ، برطانیہ

فرانس اور اسرائیل کا سہارا ہے ۔

صدر صدام حسین نے اپنی مدد کے لئے خُدا و رسُول کو پکارا ہے اور فہد نے امریکہ کو آواز دی اور اب اس کے نتیجہ میں دو اسلامی عرب ممالک تباہی اور بربادی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں ـــــــ

اللہ کرے ہمارے وزیر اعظم کا **امن مشن** کامیاب ہو جائے "تاکہ دونوں مسلمان ریاستیں جنگ بندی کر کے امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں ـــــــ اسرائیل، بیت المقدس اور فلسطین کے مقبوضہ علاقے خالی کر دے اور امریکہ اپنی فوجیں واپس لیجائے اور شاہ فہد اور صدر صدام حسین اور دوسری مسلمان ریاستیں یعنی شارجہ ۔ کویت ۔ بحرین ۔ مسقط ۔ ابوظہبی ۔ لیبیا ۔ مصر شام اور اردن کے حکمران اکھٹے بیٹھ کر ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھ کر اور اسلام کے رشتہ میں منسلک جان کر کوئی فیصلہ کر لیں کہ جھگڑا کس بات کا ہے اور اس تصادم کا حل کیا ہے ۔

حضرات گرامی ـــــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ چونکہ جنگل کے اس بھیڑیئے نے حق اور سچ بیان کرنے کے ساتھ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا مکر و فریب اور ان کے جھوٹے خون کی نشاندھی کرنے کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ آپکا فرزند یوسفؑ زندہ ہے اور بھیڑیئے نے حضرت یعقوبؑ کو سلام کرتے ہوئے کہا تھا السلام علیک یا نبی اللہ تو مذکورہ بالا کئی نسبتوں کے باعث اس بھیڑیئے کو جنّت کا مستحق بنا دیا گیا ۔

امام غزالیؒ ۔ علامہ صفوریؒ اور افتخار الحسن سچ کہتے ہیں کہ ـــــــ

نسبّت اچھی ہو تو جنّت کا ملنا کوئی مشکل نہیں !

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

وحوت یونس علیہ السلام

جناب امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اور ان دونوں متبحر علمائے کرام کی تحقیق کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی بھی اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائے گی اور یاد رہے کہ اس مچھلی کا ذکر بھی اللہ کریم نے کئی بار کیا ہے اور قرآن مجید اور فرقان حمید میں فرمایا ہے!

مثلاً ــــ پارہ ۲۳ ــــ سورۃ الصّٰفّٰت ــــ آیت ۱۳۹-۱۴۰ اور آگے

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۔ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۔ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ــــ

ترجمہ اعلیٰحضرت ــــ بیشک یونسؑ پیغمبروں میں سے ہیں ــــ جبکہ بھری کشتی کی طرف نکل گیا!۔ تو قرعہ ڈالا تو ڈھکیلے ہوؤں میں سے ہوا! ــــ

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ

پھر اسے مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا!

تفسیر کبیر ــــ جلد ۵ صفحہ ۲۹ ۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۱۹ ــــ

ترجمہ اعلیٰحضرت صفحہ ۲۱۶ ــــ تفسیر خزائن العرفان ــــ صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ

موصل شہر کے قریب ایک بستی کا نام تھا نینوا - لوگوں کی آبادی ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہوگی

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ؁

وہ لوگ بتوں کی پرستش کرنے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی گمراہی وضلالت میں بری طرح لتھڑے ہوئے تھے، کفر وشرک کے اندھیروں میں گم تھے - اور جب ان لوگوں کی بت پرستی حد سے بڑھ گئی اور ان کی عیاشیوں اور فحاشیوں کی انتہا ہوگئی اور ان کے کفر وشرک کے اندھیرے اور زیادہ گہرے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو انہیں کفر وشرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید اور اسلام کی روشنی کی طرف لانے اور ان کی بت پرستی کے جال کو توڑنے اور ایک خدا تعالیٰ کی عبادت کا درس دینے اور انہیں عیاشی وفحاشی اور ضلالت وگمراہی کی ظلمتوں سے نکال کر نیکی وشرافت اور رشد وہدایت کے نور کی طرف لانے کے لئے بھیجا -

حضرت یونس علیہ السلام نے ان لوگوں کو دن رات توحید واسلام کی دعوت دی -

دَعَاهُمْ اِلَی التَّوْحِيْدِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ؁

اور انہیں چالیس سال تک توحید واسلام کی دعوت، نیکی وشرافت، کا درس اور حق وشرافت کا پیغام دیتے رہے ---- اور کفر وشرک کی دیواروں کو پاش پاش کرتے - ایمان کی چار دیواری میں پناہ گزیں ہوجانے پر زور دیتے رہے - مگر ان لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کی کسی بھی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور آپ کی تکذیب ہی کرتے رہے اور آپ کی تبلیغ کو رد کرتے رہے -

آخرکار حضرت یونس علیہ السلام نے تنگ آکر انہیں اللہ کے دردناک عذاب کی علامات بھی بتا دیں ـــــ کہ

پہلے سیاہ بادل چھا جائیں گے اور پھر کالا دھواں چھا جائے گا ـــــ اور پھر تم دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

ان بُت پرستوں اور دن رات عیاشی و فحاشی کی لعنت میں گرفتار لوگوں میں سے چند ایک نے کہا کہ یونسؑ کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی۔ یہ بھی بات ضرور سچ ثابت ہوگی۔ صبح دیکھیں گے۔ انہوں نے کہا، اگر وہ شہر میں موجود ہوئے تو عذاب نہیں آئے گا اور اگر حضرت یونسؑ شہر سے نکل گئے تو عذاب ضرور آئے گا۔

جب صبح ہوئی تو انہوں حضرت یونس علیہ السلام کو غائب پایا ـــــ پھر انہیں خوب اچھی طرح انہیں تلاش کیا مگر وہ نہ ملے۔

بات یہ ہوئی کہ حضرت یونس علیہ السلام اپنی گمراہ قوم کو خدا کے عذاب اور اس کی علامتیں بتانے کے بعد عذاب الٰہی کا انتظار کرتے رہے اور جب عذابِ الٰہی کی علامت ظاہر نہ ہوئی تو وہ ایک رات شہر نینوا سے نکل کر بحرِ قلزم کو عبور کرنے کیلئے ایک کشتی پر سوار ہو گئے ـــــ

مگر جونہی کشتی دریا کے درمیان میں گئی تو چلنے سے رک گئی ملاحوں نے اپنے طور پر بڑی کوشش کی مگر کشتی آگے نہ چلی۔ تو ملاحوں نے کہا کہ آج اس کشتی میں کسی آقا کا غلام جو کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس کشتی میں سوار ہو گیا ہے اور ایسی صورت میں ہماری کشتی نہیں چلا کرتی ـــــ

چونکہ ایسے غلام کا بھی ظاہری طور پر پتہ کرنا مشکل تھا اسلیئے ملاحوں نے تین بار قرعہ اندازی کی تو تینوں بار حضرت یونس علیہ السلام کا نام ہی نکلا ـــــ

اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے عوام کی دزدیدہ نگاہوں سے بچنے کے لئے بحرِ قلزم میں خود چھلانگ لگا دی یا ملاحوں نے انہیں غرق کرنے کی غرض سے دریا میں پھینک دیا۔!

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کنزالایمان میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت یونس علیہ السلام نے اقرار کیا کہ وہ اپنے آقا سے بھاگا ہوا غلام ہے تو انہیں دریا میں ڈال دیا گیا، کیونکہ اس زمانہ کا یہی دستور تھا کہ ایسے بھاگے ہوئے انسان کو کشتی چلانے کے لئے دریا میں غرق کر دیا جاتا تھا۔

قارئین کرام! —— اب ذرا حضرت یونس علیہ السلام کے اعجازِ نبوت اور اللہ کریم کی قدرت کا تماشا دیکھو کہ یمن کے کسی دریا کی مچھلی کو حکم ہوا کہ فوراً اور ایک آنِ واحد میں بحرِ قلزم میں جا کر میرے پیارے اور مخلص پیغمبر کو اپنے منہ میں نگل لو —— اور اپنے پیٹ میں اسے محفوظ رکھو۔

اور ہاں —— یاد رکھنا۔

اِنِّی لَمْ اَجْعَلْہُ لَکَ رِزْقاً وَّلٰکِنْ جَعَلْتُ بَطْنَکَ لَہٗ دِعَاءً

کہ میں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تیرے لیے خوراک نہیں بنایا۔ لیکن تیرے پیٹ کو ان کے لیے پناہ گاہ بنا دیا ہے۔

فَلَا تَکْسِرِیْ مِنْہُ عَظْماً ۔ وَلَا تَقْطَعِیْ مِنْہُ وَصْلاً ۔

اور میرے پیغمبر علیہ السلام کی ہڈی اور کوئی ناڑ تک نہ کٹنے پائے۔
اور پھر اسطرح حضرت یونس علیہ السلام چالیس روز تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔

و آں ماہی ہفت دریا را بگذشت!

اور پھر وہ مچھلی ساتوں دریاؤں میں پھرتی اور تیرتی رہی — اور اللہ کریم نے مچھلی

کو ایک صاف و شفّاف آئینہ بنا دیا تاکہ حضرت یونس علیہ السلام دریاؤں کے عجیب و غریب نظاروں سے لطف اندوز ہو سکیں ——

اور اگر حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں دن رات اللہ کا ذکر پاک خدا کی حمد و ثنا اور صبح و شام باری تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ تسبیح کے کلمات طیّبات یہ تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

اور پھر قرآن پاک میں اللہ کریم نے حضرت یونس علیہ السلام کو ذَا النُّوْن بھی فرمایا ہے یعنی مچھلی والا! اور پھر خداوند قدوس نے اس مچھلی کی قسم بھی کھائی۔

ن —— والقلم

قسم ہے مجھے مچھلی کی! ——

تفسیر کبیر جلد ۸ صـ ۱۸۳ —— النون هو السمكة ومنه ذكر يونس مثلاً —— وَذَا النُّوْن!

کہ مچھلی سے وہ مچھلی مراد ہے جس سے حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر وابستہ ہے!

وَاِنَّهٗ قَسَمُ اللّٰهِ بِالْحُوْتِ الَّذِیْ اُحْتُبِسَ یُوْنُسُ عٰ فِیْ بَطْنِهٖ۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کی قسم کھائی ہے جس نے اپنے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کو رکھا اور پھر کمال اور اس مچھلی کی عظمت ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس انعام کے بدلہ مچھلی کو بغیر ذبحہ کئے حلال قرار دے دیا!——

تفسیر روح البیان جلد ۴ صـ ۴۲۸ —— فَاَكْرَمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْحُوْتَ بِاَنْ اَقْسَمَ بِهٖ وَاَحَلَّ جِنْسَهٗ مِنْ غَیْرِ ذَكَاةٍ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کی والدہ ماجدہ کو نعوذ باللہ کافرہ اور جہنمی کہنے والے بے ادب و گستاخ لوگو! جس مچھلی کے پیٹ میں اللہ کا ایک پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام چالیس دن رہیں وہ مچھلی تو قیامت تک کے لیئے چھری کے عذاب سے محفوظ رہے اور جس بطن مادر مبارک میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نو مہینے تک رہیں وہ ماں جہنم کی آگ سے کیوں محفوظ نہیں رہ سکتی ———

مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۰ ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے تین سوالات ایسے کرنا چاہتا ہوں جن کے جوابات نبی کے سوائے اور کوئی بھی آدمی نہیں جانتا ——— کہ

۱ : ۔ قیامت کی پہلی نشانی کونسی ہے ؟ ——— اور

۲ : ۔ وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ ——— اور

۳ : ۔ کبھی کوئی بچہ باپ پر ہوتا ہے اور کوئی ماں پر ——— ؟

قَالَ فَاَخْبَرَنِیْ بِھِنَّ جِبْرَئِیْلُ اٰنِفًا ———

مجھے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی وقت مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی ہے ۔

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اسلیئے نہیں کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب آتے نہیں تھے بلکہ اسلیئے کہ اگر کوئی سوال کرے تو جواب خدا تعالیٰ یا حضرت جبرئیل علیہ السلام دیں گے ———

قارئین کرام ! ——— کتاب کے موضوع کے اعتبار سے کہ ——— " نسبت اچھی ہو تو جنّت کا ملنا مشکل نہیں ! ——— اور پھر ابو الحامد

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کے پیشِ نظر جو آدمیوں کی جنس کے علاوہ اللہ کی مخلوق جنّت میں جائے گی، ان میں حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی بھی شامل ہوگی ——— اسلئے میں نے حضرت یونس علیہ السلام اور مچھلی کے واقعات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ذرا، تفصیل سے بیان کرنے کے ساتھ خدا تعالیٰ کی کرشمہ سازیاں بیان کردی ہیں۔ یعنی مچھلی کو حکم ہوا کہ میرے برگزیدہ پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں نگل لے ـــ مگر اس کی ہڈی اور پسلی نہ ٹوٹنے پائے ۔ اور میں نے اسے تیرے لیئے خوراک نہیں بنایا بلکہ آبگینہ بنایا ہے تاکہ میرا یونس علیہ السلام سات سمندروں کے عجائبات اور میری پانی کی مخلوق کا نظارہ کرسکے !ـــ

حضرات گرامی ——— ادھر حضرت یونس علیہ السلام نے کشتی میں سے بحرِ قلزم میں چھلانگ لگادی اور ادھر آپ کی قوم نے اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کیا کیا؟ ——— ———

اب اس کی تفصیل سُنیئے ——— کہ خداوند تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور کسطرح نافرمان ۔ عیاش اور بُت پرست قوم کو بخش دیا ـــ معاف کردیا۔ اور جہنمی لوگوں کو جنتی بنادیا ———

درویش لاہوری علامہ اقبالؒ نے سچ کہا ہے ! ؏

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے چُن لئے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

اور سیّد وارث شاہ مرحوم بھی اس شعر میں کتنا ذوق اور لطف پیدا کرتے ہیں ——— کہ

ع لکھّاں رہن پہاڑ زمین اندر پر رُتبہ کسے دا نئیں کوہ طور جیہا
وارث شاہ جیہا گنہگار کوئی نئیں تے بخشنہار نئیں ربّ غفور جیہا

اور مراد شاہ وارثی نے بھی خُدا کی رحمت کا اظہار کرتے ہوئے خوب کہا ہے کہ ع

اے میرے مولا میں تیرے پرستاروں میں ہوں
تجھ سے اِک دن پھول لوں گا اسلئے خاروں میں ہوں
عرض کی میں نے کہ مولا میں گناہ گاروں میں ہوں
بول اٹھی رحمت نہ گھبرایئں مددگاروں میں ہوں

آخر میں صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن عرض کرتا ہے ۔ ع

رحمت ربّ دی جوش پئی ماردی اے
اج کون ایڈا گناہ گار آیا
رولا پے گیا حشر میدان اندر
اوہ افتخار آیا اوہ افتخار آیا

پارہ ۔ ۱۱ ۔ سورۃ یونس ۔ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ الْخِزْيِ ۔ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۔

اور پھر جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے اُن پر سے ذِلت اور رسوائی والا عذاب اُٹھا لیا ۔

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی نافرمان اور بُت پرست قوم سے یہ کہا تھا کہ اگر تم نے میری پیش کردہ دعوت و ہدایت کو قبول نہ کیا تو چالیس دن کے اندر اندر توحید اور حق پرستی نہ کرنے کی صورت میں ذلت اور رسوائی والا عذاب

نازل ہو جائے گا ـــــــ

فَلَمَّا مَضَتْ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ لَيْلَةً ظَهَرَ فِي السَّمَاءِ غَيْمٌ اَسْوَدُ شَدِيْدُ السَّوَادِ فَظَهَرَ مِنْهُ دُخَانٌ شَدِيْدٌ ـــــ

پس جب ۳۵ دن اور راتیں گزر گئیں تو عذاب کی نشانیاں ظاہر ہونا شروع ہو گئیں۔ آسمان پر کالے بادل ـــ سیاہ دھواں اور ہلاکت خیز آندھی ـــــ

فَخَرَجُوْا اِلَى الصَّحْرَاءِ ـــ وَفَرَّقُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

تو عذابِ الٰہی کو آتا دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے سچ کہا تھا تو پھر وہ بوسیدہ کپڑے پہن کر ـــ بال بکھیر کر اور چہروں پر خاک مل کر صحرا میں چلے گئے ـــــــ

فَخَنَّ وَكَثُرَتِ التَّضَرُّعَاتُ وَاَظْهَرُوا الْاِيْمَانَ وَالتَّوْبَةَ وَتَضَرَّعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَكُشِفَ عَنْهُمُ الْعَذَابُ ـــــــ

اور پھر وہ اپنے گناہوں ـــ بت پرستی اور اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ پیغمبر کی پیش کردہ ہدایت کو ٹھکرانے پر گڑگڑا کر رونے لگے

یونس علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور کثرت کے ساتھ گریہ زاری کرنے لگے اور توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے ـــ پس تو اللہ کریم نے ان پر سے عذاب کو ٹال دیا اور اپنی رحمت و بخشش کے دروازے ان پر کھول دیئے ـــــ

ان کی توبہ قبول ہو گئی۔ تمام گناہ معاف ہو گئے اور حضرت یونس علیہ السلام کی نافرمان قوم۔ جو بت پرستی۔ عیاشی و فحاشی کے جال میں پھنسی قوم کو صرف سچی توبہ کرنے اور معافی مانگنے پر جہنم سے نکال کر جنت کا وارث بنا دیا گیا۔

وَقِيْلَ خَرَجُوْا اِلٰى شَيْخٍ مِّنْ بَقِيَّةِ عُلَمَاءِهِمْ وَقَالُوْا قَدْ نَزَلَ بِنَا الْعَذَابُ عَنْهُمْ ـــــ

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے اپنے علمائے کرام کے پاس گئے۔

علماءِ کرام کی شان

انہوں نے علماء کرام سے کہا کہ ہم پر عذاب نازل ہونے والا ہے اس رسوائی اور ذلت والے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ہماری توبہ قبول ہو جانے کے لئے کوئی راستہ دکھا دیں یا کوئی وظیفہ بتا دیں۔!

تو ان علماء کرام نے ان کو مندرجہ ذیل وظیفہ بتا دیا: ـــ

قَالُوْا يَا حَيُّ حِيْنَ وَيَا مُحْيِيَ الْمَوْتٰى وَيَا حَيُّ ـــــ

قارئین کرام! ـــ دیکھا آپ نے اور غور کیا آپ نے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی بت پرست اور نافرمان قوم نے بھی توبہ کرنے سے پہلے اپنے علماء کرام سے توبہ و استغفار کے لئے رجوع فرمایا اور ان سے توبہ قبول کروانے کا وظیفہ حاصل کیا ـــــ

حضرات گرامی! تفسیر کبیر کے اسی حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں ہر قوم، خدا تعالیٰ سے اپنے گناہ معاف کروانے اور اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے عذاب سے بچنے اور چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اپنے علماء کرام سے رجوع کرتے رہے ہیں اور ان سے وظیفہ سیکھتے رہے ہیں ـــــ لیکن افسوس ہے کہ آج کی دنیا میں خصوصاً پاکستان میں حضرات علماءِ کرام کا نہ تو کوئی احترام ہے اور نہ ہی کوئی پاسِ ادب ـــ بلکہ ہمارے عوام نمازیں بھی انہی علماءِ کرام کے پیچھے پڑھتے ہیں، جمعے بھی اور عیدیں بھی ـ مرنے کے بعد ان

کا جنازہ بھی علمائے کرام ہی پڑھاتے ہیں بلکہ بعض بستیوں میں تو غسلِ میت دینا بھی علمائے کرام کے ذمہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود علمائے کرام کا احترام نہیں کیا جاتا اور انہیں نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ــــ اور اگر کوئی عالمِ دین الیکشن میں کھڑا ہوجائے تو اسے ووٹ بھی نہیں دیتے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر پچھلے الیکشن میں مقبولِ عرب وعجم خطیب صاحبزادہ سیّد شبیر حسین شاہ صاحب حافظ آبادی کیوں کامیاب نہ ہوئے اور مولانا صاحب نوری کیوں شکست کھا گئے اور مولانا سیّد حامد علی شاہ صاحب کاظمی ملتان والے کیوں نہ جیت سکے۔ اور اسی طرح مولانا سیّد پیر محمد یعقوب شاہ صاحب آف بھالیہ کیوں کامیاب نہ ہوسکے ــــ اور شیخ الحدیث مولانا سیالکوٹی کا دامن ووٹوں سے کیوں نہ بھر گیا! ــــ اور اس الیکشن میں جناب علامہ طاہر القادری کا ایک امیدوار بھی کامیاب نہ ہوسکا اور نہ ہی محدثِ پاکستان کا لختِ جگر جناب حاجی فضل کریم صاحب فیصل آباد سے کامیاب نہ ہوسکے ــــ پھر اگر ان علمائے کرام کے ہاتھ پاؤں چومے جاتے ہیں یا ان کے حق میں نعرے بلند کیے جاتے ہیں اور یا کسی جلسہ میں ان کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے جاتے ہیں تو یہ ایک مکارانہ چال اور وحشیانہ منافقت ہے۔

اور یہی امیر اور سرمایہ دار لوگ اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی پر اور الیکشن میں لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں مگر جس عالمِ دین نے کسی جوڑے کو نکاح کے بندھن میں باندھ کر دولہا پر بیوی کو حلال کر دیا، اسے نہ کپڑوں کا جوڑا اور نہ کوئی معقول اور با احترام نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔

حالانکہ قرآنِ پاک میں ارشادِ خداوندی ہے: ــــــ

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ

کہ اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے ڈرنے والی جماعت علماءِ کرام کی ہے۔
اور پھر فرشتوں کے مقابلہ میں اللہ کریم نے ایک عالم دین یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر اپنی خلافت کا سنہری تاج رکھ کر نسلِ انسانی کی نمائندگی۔ عوام کی سیادت اور اپنے بندوں پر سرداری کا مستحق بنانے کے ساتھ ساتھ نبوت کے سچے موتیوں کا ہار بھی ان کے گلے میں پہنا دیا ــــ

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــ

اَلنَّظْرُ اِلٰی وُجُوْہِ الْعُلَمَاءِ عِبَادَۃٌ

کہ علماءِ کرام کے چہرہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے!

بابا وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "ھیر" میں لکھا ہے کہ جب قاضی شمس الدین مرحوم کو ہیر کا نکاح سید اکھیڑے کے ساتھ پڑھانے کے لئے بلایا گیا تو ہیر اور قاضی کے درمیان بہت سے سوال وجواب ہوئے اور اس مکالمہ کے آخر میں ہیر نے ایک فیصلہ کن بات کہی ــــ کہ

پوے قہر خدا دا جھوٹیاں تے لعنت ربدی اے کاذبین قاضی
مونہوں بول اولڑے بولنا ایں دے توں رد ہویں مشرکین قاضی
رانجھے رب دے وچہ جے وتھ جاناں دیچے عشق کیوں ڈھین قاضی
حسن چاکدا تے جلوہ ذات ربی ہیر ویکھیا نال یقین قاضی

اور رانجھا دید شہید حسین مینوں
کھیڑا شمر یزید لعین قاضی

تو ھیر کا یہ سوال سنکر قاضی صاحب غضبناک ہو گئے اور ہیر کو جواب دیا۔

نال عالماں دے سانواں بولنی اے
نامعقول — مجہول — مرتد ہیرے
ویکھن عالماں دا زیارت نبی دی اے
جیہڑے ہون منکر سوئی ردّ ہیرے
تینوں شرع شریف دی قدر ناہیں
لنگ توڑسیں ٹپ نہ حد ہیرے
شرع نبیؐ اتوں جان قربان کیتی
سیس شاہ حسین سرمد ہیرے
شرع نبیؐ ولوں جیہناں منہ پھیرے
روزِ حشر ہوسن شکل بد ہیرے
وارث شاہ کی عمل وکھاویں گی توں
جدوں پوسی حضور توں سد ہیرے

اور پھر مشکوٰۃ شریف ص۴۹۵ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — ابن ماجہ شریف کے حوالہ سے — حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —

یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلَاثَۃٌ — کہ قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت تین جماعتیں شفاعت کریں گی —!

اول ———— الانبیاء
دوم ———— العلماء
سوم ———— الشہداء

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ علماء کرام کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والے گمراہ لوگو اور علمائے دین کے مقابلہ میں عیاش امیروں — بدکار سرمایہ داروں کو اور دھوکے باز مکار دولت مندوں کو ووٹ دے کر کامیاب کرانے والے بدفطرت انسانو! اگر قیامت کے دن تمہاری شفاعت نہ کی تو تم جہنم کی آگ میں ایندھن بن جاؤ گے! ———

خدا کے نافرمان بندو! کیا علمائے کرام کی یہ غلطی ہے کہ تمہارے گناہ کرنے کے تمام راستے بند کرتے ہیں۔ یہ تمہیں سیدھی راہ بتاتے ہیں۔ یہ — اور ضلالت اور گمراہی کے اندھیروں میں رشد و ہدایت کے چراغ جلاتے ہیں یہ! اور عیاشی و فحاشی کے ظلمت کدوں سے نکال کر تمہارے لئے نیکی و شرافت کی شمع روشن کر کے تمہیں صحیح راستہ دکھلاتے ہیں یہ ———

بتاؤ مجھے — کیا ان کی یہ غلطی ہے — کیا یہ ان کا قصور ہے۔ اور ان کی یہ زیادتی ہے — نہیں — اور ہرگز نہیں — تو پھر ان سے نفرت کیوں؟ — ان کی مخالفت کیوں؟ — اور ان سے تمہیں عداوت کیوں؟ ———

کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر قومی کھیل میں دو ریفری اور دو ایمپائر ہوتے ہیں۔ کھیل ہاکی کا ہو یا کبڈی کا — اور کھیل فٹ بال کا ہو یا کرکٹ کا ———

کھیل کے میدان میں اگر کسی کھلاڑی سے کوئی غلطی ہو جائے تو ریفری فوراً سیٹی بجا کر اس کھلاڑی کو اس کی غلطی کا یا اسکے فاؤل کا بتاتا ہے تاکہ وہ محتاط ہو جائے اور آئیندہ وہ غلطی نہ کرے اور کھیلوں کی دنیا اور ہر کھیل کے میدان میں ریفری کو سیٹی بجا کر کھلاڑی کو آگاہ کرنا ہوتا ہے اور یہ اسکا حق ہوتا ہے —

تو یہ سوچ کر کہ یہ علمائے کرام کی مقدس جماعت ایک ریفری کی طرح

بنی ہے ـــــــــــ

ان کا حق ہے کہ تمہاری ہر غلطی پر اور تمہارے ہر فاؤل پر یہ قرآن و حدیث کی سیٹی بجا کر تمہیں خبردار کریں کہ تم فاؤل کرنا چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا کرنا چھوڑ دو گے تو سیٹی بجانا چھوڑ دیں گے۔!

لیکن پاکستان کے غیر ملکی ایجنٹ اور انگریزی حکومت کے پروردہ امیر زادے اور خانہ کعبہ پر گولیاں برسانے والے فرنگیوں کے انعام یافتہ جاگیردار اور لینڈ لارڈ، سر اور خان بہادر کے خطاب حاصل کرنے انگریزوں کے پٹھو نواب زادے اور ٹامیوں کی کاسہ لیسی سے بننے والے دولتمند، قوم اور ملک کو لوٹ کھانے والے سرمایہ دار علمائے کرام کے بارے میں کتنے گھٹیا قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے کیوں نہیں شرماتے؟

بقول شاعر

شرم تم کو ـــــــ مگر نہیں آتی

جن علمائے کرام کی ہم توہین کرتے ہیں، نمازیں تو ان کے پیچھے دست بدستہ کھڑے ہو کر یہ کہتے ہیں کہ "پیچھے اس امام کے۔"

جو نمازیں تمہارا امام ہو وہ باہر تمہارا کمی کیوں؟ یہ تو انبیاء کا وارث ہے۔ اور پھر کیا یہ خدا تعالیٰ کی نورانی جماعت قابل احترام نہیں ہے کہ ان گندے۔ مندے اور ناپاک لوگوں کے مرنے کے بعد انہیں غسل دے کر پاک و صاف کر کے اور نیا سفید لباس کفن کی صورت میں پہنا کر اور پھر نماز جنازہ میں یہ دعا کر کے ـــــــ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا ـــــ

کہ اے اللہ ہمارے اس مرنے والے کو بخش دے —— یہ اس قوم پر علماء کرام کا احسان نہ ہے تو اور کیا ہے —— مگر یہ سب جانتے کے باوجود بھی یہ لوگ برملا کہتے ہیں کہ یہ مولوی لوگ تو ملک کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ اور وطن کے گلشن کے کانٹے ہیں ——

کیا پچھلے دنوں امریکہ میں پیدا ہونے والی —— برطانیہ میں پڑھنے والی اور انگریزی تہذیب و تمدن کے جال میں پھنس جانے والی اور بے پردہ اور بے حجاب اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیر اعظم ——

بے نظیر نے نہیں کہہ دیا تھا کہ "مولوی سب جھوٹے ہوتے ہیں"۔

سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ چلو یارو ہم کانٹے ہی سہی لیکن یاد رکھو۔ کہ جو سچ پوچھو تو کانٹے ہی پھولوں کی حفاظت کرتے ہیں —— بھلا گلاب کے خوبصورت پھول کے اردگرد کانٹوں کی باڑ کیوں؟ ——

اسلئے کہ پھول توڑنے والے گلچیں یا مالی کے دامن کو پکڑ لیں اور الجھ پڑیں۔ ملک کے چمنستان کے پھولو یہ علمائے کرام کانٹے ہی سہی —— لیکن یہ بھی یاد رہے ——

کہ ـ تم نے خود ہی چھانٹے ہیں پھول ہیں یا کہ کانٹے ہیں۔

ہار نہیں تو باڑھ بنالو کانٹے بھی بیکار نہیں

مطلب یہ کہ اگر کسی کے ظالم ہاتھوں نے اس گلشنِ پاکستان کے پھولوں کو توڑنے کی کوشش کی تو یہی علمائے کرام جنہیں تم کم علمی اور جہالت کے سبب کانٹے کہتے ہو یہ کانٹے اس ظالم انسان کے دامن سے اُلجھ پڑیں گے —— اس کے دامن کو پھاڑ دیں گے اور اس کے ہاتھوں میں چبھ کر انہیں زخمی کر دیں گے اور اپنے پاکستان

کے گلشن کے پھولوں کی حفاظت کریں گے اور کسی دشمن کو اس کا پھول توڑنے نہیں دیں گے۔ مگر افسوس کہ ایسے متعصب لوگ علمائے کرام کو نہیں مانتے ــــ عوام تو عوام رہے۔ پاکستان کے ججوں اور مجسٹریٹوں نے بھی کہہ دیا تھا کہ ہم مولویوں کے ساتھ بیٹھ کر کام نہیں کریں گے ــــــ

لیکن سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ یہ عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ ۱۸۵۷ء میں انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دینے والا بھی ایک مولوی تھا ــــ یعنی مولانا فضل حق خیر آبادی ــــ ۱۹۳۱ء میں لندن جاکر انگریزوں سے ہندوستان کی آزادی کا پروانہ مانگنے والا بھی ایک مولوی تھا ــــ یعنی مولانا محمد علی جوہر اور پھر ۱۹۴۰ء کو قرار دادِ پاکستان پیش کرنے والا بھی ایک مولوی تھا یعنی مولانا فضل حق بنگالی اور پھر آل انڈیا سُنّی کانفرنس بنارس میں ہندوستان کے پانچہزار علمائے کرام نے پاکستان حاصل کرنے کی خاطر اپنا تن ـ من اور دھن لٹانے کا عہد کیا تھا اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ کلکتہ کے مسلم ہال میں مولانا تمیز الدین ـ مولانا فرید احمد ـ ناظم الدین سہروردی اور بہادر یار جنگ کی موجودگی میں پنڈت جواہر لعل نہرو ـ پٹیل ـ راجندر پرشاد دوسرے مہا بھائی اور کانگرسی لیڈروں کو جواب دیتے ہوئے صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن نے پاکستان کے حق میں پہلی تقریر کی تھی ــــــ

اور ان مسلمہ حقائق کے باوجود بھی یہ گندے لوگ اگر پھر بھی علمائے کرام کے دشمن ہیں تو پھر میں ان سے کہوں گا کہ مولویوں کے بنائے ہوئے اس پاکستان سے نکل جاؤ ــــــ

قرآن پاک میں ہے :ــــــ

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ــــ

محبوب! ــــ فرما دو کہ علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے کبھی برابر ہو سکتے ہیں۔
یعنی نہیں! ــــ عالم و جاہل کیسے برابر ہو سکتے ہیں ــــ
اور پھر علمائے حق پرست ــــ حق گو ــــ حق بین اور حق شناس علمائے دین کی اس سے زیادہ اور شان و عظمت کیا ہو سکتی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر ایک عالمِ دین کسی بستی کے قبرستان سے گزر جائے تو اللہ تعالیٰ چالیس۴۰ دن تک کا عذاب اس قبرستان سے اٹھا لیتا ہے۔ ــــ

جیسا کہ زینت المجالس جلد ۲ صـ۸۱ میں علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ تفتازانی کی کتاب شرح العقائد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ
نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــ
اِذَا مَرَّ الْعَالِمُ اَوِ الْمُتَعَلِّمُ عَلٰی قَرْیَۃٍ رَفَعَ اللّٰہُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَتِہَا اَرْبَعِیْنَ یَوْماً ! ــــ

حضرات محترم ــــ معاف رکھنا ــــ بات سے بات نکلتی گئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی بت پرست اور عیاش قوم، خدا تعالیٰ کے رسوائی اور ذلت کے عذاب سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے اور اسے توبہ و استغفار سے ٹلنے کا وسیلہ تلاش کرتے ہوئے اپنے ہی عُلمائے کرام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ ان کی چوکھٹ کو بوسہ دیا اور ادب و احترام سے ان کے ہاتھ پاؤں کو چوم کر ان سے وظیفہ طلب کیا ــــ راستہ پوچھا اور راہنمائی حاصل کی ــــ
بہر حال علمائے کرام کے وسیلہ جلیلہ سے حضرت یُونس علیہ السلام کی نافرمان قوم سے عذابِ الٰہی ٹل گیا ــــ
اس عجیب و غریب کرشمہ سازی کے بعد جب حضرت یونس علیہ السلام اپنی

قوم میں واپس آگئے تو

وحی آمد بوے فلاں مردِ فخّارے را بگو

حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ بستی کے فلاں مٹی کے برتن بنانے والے کمہار سے کہو کہ اس سال کے دوران بنائے گئے تمام برتنوں کو توڑ کر تباہ کر دے ——

ہمہ بشکند و بتلف آرد ——

حضرت یونس علیہ السلام یہ سنکر نہایت غمگین ہوئے اور بارگاہ خداوندی میں اس کمہار پر اپنی رحمت کے لئے سفارش کی اور کہا —— !

بارِ خدایا رحمت می آید براں مردِ کہ

یک سالہ عمل وے تباہ خواہی کرد ——

کہ —— اے خدا اس کمہار پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے کہ وہ اپنی سال بھر کی کمائی برباد نہ کر دے ! ——

اللہ تعالٰے گفتند —— اے یونسؑ ! تجھے اس کمہار پر تو رحم آگیا ۔

لیکن —— از بندگان من بخشا یشتے ننمودی ——

میرے بندوں کے لئے تو نے کوئی بخشش اور معافی کی کوئی درخواست نہ کی ۔

(تفسیر روح البیان جلد ۲ ۔ صـ۳۱۹)

قارئین کرام ! —— مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں چالیس دن تک رکھا انہیں سات سمندروں کی سیر کرائی اور ان کے بدن مبارک کو محفوظ رکھا ۔ پس ان اچھی نسبتوں کے باعث وہ مچھلی بھی جنت میں جائیگی ۔ جناب امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ نے سچ فرمایا ہے کہ "نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا مشکل نہیں" ——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

دنبہ اسمٰعیل علیہ السلام

جناب امام غزالی رحمۃ اللہ اور جناب علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور ان کی تحقیق کے مطابق جس طرح اصحاب الفیل کا ہاتھی ـــــ اصحاب کہف کا کتا اور حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی اچھی نسبت کے سبب جنّت میں جائے گی۔ اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ بھی اچھی نسبت کے باعث جنّت میں جائیگا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اس دنبہ کی اچھی نسبت کی تفصیل سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام انبیائے کرام علیہم السلام صالحین کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں ـــــ

اور صالحیت کے عظیم مقام سے بھی سرفراز ہیں! ـــــ

مثلاً ـــ پارہ ۷ ـ سورۃ الانعام ـ آیات ۸۵-۸۶

اسحٰق ـ یعقوب ـ داؤد ـ ایوب ـ عیسیٰ ـ الیاس علیہم السلام کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ـــــ

کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت صالحین میں شامل ہے اور یا

پارہ ۔ ۱۷ ۔ سورۃ الانبیاء ۔ آیات ۷۰ تا ۷۵

وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۔ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا ۔ جَعَلْنَا صَالِحِينَ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ــــ اور ــ یا

پارہ ۔ ۲۰ ۔ سورۃ العنکبوت ۔ آیت ۔ ۲۷

وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ

اور ــــ یا

پارہ ۔ ۱۳ ۔ سورہ یوسف ۔ آیت ۔ ۱۰۱

کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی صالحین کی جماعت میں شامل ہونے کی دعا کی تھی ــــ

أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ

کہ اے اللہ تو ہی اس دنیا اور اُس آخرۃ میں میرا مددگار ہے ــ اور مجھے ایک مسلمان ہونے کی حیثیت میں موت دے اور مجھے اپنے صالحین بندوں کی مقدس جماعت میں شامل کر لے ــــ

اور ــــ یا پھر ــــ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی صالحین کے پاکیزہ گروہ میں داخل ہونے کی دعا کی تھی ــــ

پارہ ۔ ۱۹ ۔ سورۃ الشعرا ۔ آیت ۔ ۸۳

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ــــ

پارہ ۔ ۱۷ ۔ سورۃ الانبیاء ۔ آیت ۔ ۸۴ ۔ ۸۵

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور یا پھر ــــ ــــ

پارہ ــ ۷ ــ سورۃ الانعام ــ آیت ۔ ۹۷ ــ

وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۔

اور پھر اسے حسنِ اتفاق سمجھئے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کشف اور اعجازِ نبوّت کہ اپنے لئے دعا کرتے ہیں تو رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ کہتے کہ یا اللہ مجھے حکم عطا فرما اور مجھے اپنے صالحین کے گروہ میں داخل کرلے اور جب اپنے فرزندِ ارجمند کے لئے بارگاہِ خداوندی میں درخواست کرتے ہیں تو ــــــــ

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔

کہ ــ اے ربّ کریم مجھے ایک صالح ــ نیک ــ فرمانبردار اور والدین کا خدمت گزار اور اطاعت گزار لڑکا عطا فرما دے ۔

اور پھر اس دعا کے نتیجہ اور درخواست کے قبول ہوجانے کی صورت میں ــــ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۔

کہ ہم نے انہیں ایک حَلِیْمُ الطَّبع ــــ متحمل مزاج اور بُردبار لڑکے کی خوشخبری سنادی ــــــ

جس کی تفصیل کچھ یوں ہے :-

کہ ــ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف ایک سو کی ہوگئی اور حضرت

مائی حاجرہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ایک سو سال کی ہو چکی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے خلیل ہونے ــــ نسل انسانی کے امام ہونے اور حج مبارک کے موذن ہونے اور آذر کے عظیم بت خانہ کو توڑ کر توحید باری تعالیٰ آذان دینے کے باوجود ابھی تک اولادِ نرینہ یعنی لڑکے کی رونق سے دامن خالی ہے اور ابھی تک یہ گلشنِ خلیل علیہ السلام ایک سدا مہکنے والے پھول سے محروم ہے ۔

آخر ایک دن بارگاہِ خداوندی میں درخواست پیش کر ہی دی ــــ

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۔

جواب آیا ــــ پیارے خلیل ــــ سو سال کے بعد یاد آیا ــــ

عرض کی مولا تیری رحمت کے خزانہ کی طرف دیکھتا رہا ہوں اور تیری ــــ

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کی لازوال اور حقیقی قدرت کا انتظار کرتا رہا ہوں ! ــــ

اور جب میں نے دیکھا کہ تیری طرف سے دیر ہے اندھیر نہیں ہے اور کسی مصلحت کی بنا پر مجھے اولادِ نرینہ سے محروم رکھا جا رہا ہے تو دستِ سوال دراز کر ہی دیا اور تیرے دربار میں دامن پھیلا ہی دیا ــــ

اور ــ یا اللہ ــ میں اس قابل نہیں کہ بچہ پیدا کر سکوں اور نہ ہی بیوی اس قابل ہے کہ کسی فرزند کو جنم دے سکے ۔ مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ مجھے جوان کر کے لڑکا عطا کرے گا یا اس عمر یعنی بڑھاپے میں ــــ

اور اگر جوان کر کے لڑکا عطا کرے تو تیری قدرت کا اظہار ہوگا اور میرے اعجازِ نبوت میں شمار ہوگا ــــ

حضراتِ محترم ــــ یہ کبھی نہیں کہ نبی کوئی دعا کرے اور خدا تعالیٰ

قبول نہ کرے ـــــــ

غور کرو ـــــ کہ تعمیرِ کعبہ کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے کوئی انعام دینا چاہا تو پوچھا ـــــــ

خلیلؑ ـــــ کیا چاہتے ہو؟

عرض کی ـــــ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً

کہ مکان میں نے بنایا ہے ـ اب اس مکان کو زینت بخشنے والا رسول تو بھیج دے ـــــ کیونکہ ! ؎

میرے دل میں جو تو ہے اس لئے عرشِ اعظم ہے
مکانوں کی جو رونق ہے وہ ہوتی ہے مکینوں سے

اور پھر جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپؐ سے تعارف چاہا تو آپؐ نے فرمایا ـــ

اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ ـــــــ کہ

مَیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کا نتیجہ ہوں یعنی جس رسول کے لیئے اللہ تعالیٰ سے خلیلؑ نے دعا کی تھی وہ رسول مَیں ہی ہوں ـــــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ جس نبی ـــ خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا میں اتنا اثر ہو کہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، عدم کے پردے سے نکل کر ہست کے نور میں جلوہ گر ہو جائیں اور جب وہی خلیل اللہ علیہ السلام اپنے بیٹے کے لئے دعا کریں تو خدا تعالیٰ ان کی دُعا کو کیسے رَدّ کر سکتا تھا ـــ

اِدھر دعا ہوئی اور اُدھر ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری سے باغِ خلیلؑ میں

تازہ بہار آگئی ـــــ فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ ! ـــــ
کہ ـــ ہم نے ایک حلیم بیٹے کی خوشخبری دے دی ! ـــــ

اور پھر اللہ کریم کی طرف سے دونوں باپ اور بیٹے کو انعامات اور فضائل عطاء ہوئے ۔ وہ ایک مسلمان کے دِل و دماغ اور مسلک وعقائد کا ایک روشن مینار ہے کہ جس کو دیکھکر بھٹکا ہوا ۔ انسان بھی سیدھا راستہ پا سکتا ہے ۔

مثلاً ـــــ باپ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بیٹا یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے محاسن و کمالات اور دونوں کی ایک نسبت دیکھیئے ـــ کہ ـــ باپ بھی حلیم اور بیٹا بھی حلیم اور باپ بھی صالحین میں شمار اور بیٹا بھی صالحین میں داخل ـــــ

مثلاً ـــ پارہ ۱۲ ـــ سورۃ آیت باپ کے لئے

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاہٌ مُّنِیْبٌ ـــــ

اور بیٹے کے لئے فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ ـــــ

اور باپ یعنی حضرت ابراہیم کے لیئے ـــــ

وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۔ اور بیٹے یعنی اسماعیلؑ کے لئے

اِنَّھُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ـــــ

تفسیر کبیر ـــ جلد ۴ ص۱۷ کہ جب تمام انبیا علیہم السلام صالحین ہیں اور قرآن پاک نے انکے صالحین ہونے پر مہر ثبت کردی ہے ۔ تو پھر یہ ماننا پڑے گا ـــــ کہ

وَذٰلِكَ یَدُلُّ اَنَّ الصَّلَاحَ اَشْرَفُ مِنْ صِفَاتِ الْعِبَادِ ۔

کہ انسانی صفات میں سے سب سے افضل صفت صالح ہونا ہے ۔

حضرت شیخ سعدیؒ بھی فرماتے ہیں کہ ؎

صالح ترا صالح کند ــــ طالع ترا طالع کند

حضراتِ گرامی قدر ــــ یہ بھی یاد رہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جناب بی بی ھاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ پاک سے پیدا ہوئے جو اس زمانہ کے ایک مشہور بادشاہ جس کا نام **مادوق بن صادون** تھا اور وہ قبطی تھا۔ لیکن اپنے ظلم وستم اور جبر وتشدد کی وجہ سے وہ جبّار کے لقب سے دُور دُور تک مشہور تھا ــــ تفصیل یہ ہے ۔

مشکوات شریف صفحہ ۵۰۶ متفق علیہ کے حوالوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ حضرت سارہؓ کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں اس جبار نامی بادشاہ کے علاقے سے گزر رہے تھے کہ پولیس کی سرحدی چوکی والوں نے اپنے ظالم وجابر بادشاہ جبّار کو اطلاع دی کہ ایک اجنبی آدمی آیا ہے ــــ وَمَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ ــ

اور اس کے ساتھ ایک عورت ہے جو نسلِ انسانی میں سے سب سے زیادہ خوبصورت ہے ! ــــ

اور وہ ظالم اتنا گمراہ، عیاش اور بدمعاش ہو چکا تھا کہ اپنے علاقے سے گزرنے والے مردوں کی بیویوں کو پکڑ کر ان سے زیادتی کرتا تھا۔ ہاں البتہ ایک بات تھی اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو بہن کہہ دیتا تو اُسے وہ کچھ نہ کہتا اور انہیں وہ چھوڑ دیتا تھا ــــ اور شاید یہ اسلیئے کہ وہ مجوسی یعنی آتش پرست تھا اور اس کے مذہب میں بہن کی عزت وتکریم اتنی تھی کہ مرد کی بہن کو اپنی شہوانی ہوس کا نشانہ نہ بنایا کرتا تھا ــــ

اور پھر جب اس جبار بادشاہ نے حضرت سارہؓ کے حسن و جمال کی تعریف سُنی تو اس نے اپنے آدمی بھیج کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت سارہؓ کے متعلق پوچھا کہ یہ عورت تمہاری کیا لگتی ہے؟ ——

قَالَ اُخْتِیْ —— فرمایا یہ میری بہن ہے! ——

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہؓ سے کہا —— کہ اگر اس ظالم جبار کو پتہ چل گیا کہ تو میری بیوی ہے تو تجھ پر یہ غالب آجائے گا۔ اس لئے —— فَاِنْ سَأَلَكِ فَاَخْبِرِیْهِ اِنَّكِ اُخْتِیْ - اُخْتِیْ فِی الْاِسْلَامِ —— اگر تجھ سے یہ ظالم لوگ پوچھیں تو انہیں کہہ دینا کہ ہاں میں ان کی بہن ہوں ——

لَیْسَ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَیْرِیْ وَغَیْرُكِ -

کیونکہ اس وقت زمین پر میرے اور تیرے سوا اور کوئی مومن نہیں ہے!

اشکال —— حاشیہ ۵ یَکُوْنُ لُوْطًا یُشَارِكُ فِی الْاِیْمَانِ کہ —— اس وقت حضرت لوط علیہ السلام بھی مومن تھے ——

جواب: —— بِاَنَّ مُرَادُهَا الْاَرْضُ الَّتِیْ وَقَعَ فِیْهَا ——

کہ اس سے مراد وہ زمین کا ٹکڑا ہے جس پر یہ وقوعہ ہو رہا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت سارہؓ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چچا زاد تھیں جیسا کہ مشکوٰت شریف میں ہے —— صد ۵۰۶ وَھِیَ زَوْجَتُهٗ بِنْتُ عَمِّهٖ -

آخر کار حضرت بی بی سارہؓ کو اس ظالم و جابر بادشاہ کے ہاں پیش کیا گیا۔

قَامَ اِبْرَاهِیْمُ یُصَلِّیْ -

تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔

یہ دعا کرنے کے لئے کہ یا اللہ سارہؓ تیرے پیغمبر اور تیرے خلیل کی بیوی ہے۔ اس کی عصمت و آبرو کو اس ظالم جبار سے محفوظ رکھ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے گلشنِ نبوّت پر خزاں چھا جائے اور بی بی سارہؓ کی عزت و ناموس کے سچے موتی پامال ہو جائیں ـــــــ

فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ـــــــ اور پھر جب حضرت سارہؓ اس جبار بادشاہ کے پاس گئیں اور اس ظالم نے بُری نیّت سے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ـــــــ

نُغُطَ حَتّٰی رَكَضَ بِرِجْلِهٖ۔

تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لئے ـــــــ

اس ظالم نے بہت کوشش کی کہ زمین اس کے پاؤں چھوڑ دے مگر کسی رسول کی بیوی کی طرف بُرے ارادہ سے جانے والا ایسے دردناک عذاب میں مبتلاء نہ ہوتا تو اور کیا ہوتا؟ ـــــــ

فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ وَلَا اَضُرُّكِ ۔

ظالم نے کہا کہ اللہ سے دعا کر کہ زمین میرے پاؤں چھوڑ دے تو میں تجھے کوئی دُکھ نہیں دوں گا ـــــــ

حضرت سارہ نے دعا فرمائی تو زمین نے اس کے پاؤں چھوڑ دیئے بدعقیدہ اور گستاخ لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء کی دعا قبول نہیں ہوتی ـــــــ

مگر سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ نبی و رسول تو بہت بڑے مقام اور مرتبے والے ہوتے ہیں اور یہاں تو نبی کی بیوی کی دعا شرفِ قبولیّت کا درجہ پا لیتی ہے ـــــ ایسا تین بار ہوا ـ یعنی وہ جبار بُری نیت سے حضرت سارہؓ

کی طرف آتارہا اور زمین اسکے پاؤں پکڑتی رہی ـــــ پھر وہ دعا کرواتا رہا۔ اور زمین اسے چھوڑتی رہی ـــــ

اور جب قدرتِ الٰہیہ نے جبّار بادشاہ کی فحاشی اور عیاشی کا مظاہرہ کرنے والی قوّت سلب کرلی اور اسے ایک برگزیدہ پیغمبر اور اپنے پیارے خلیلؑ کی مقدس اور عفت مآب بیوی کی عصمت و آبرو بچانے کے لئے اس ظالم کے تمام راستے بند کردیئے۔ اس نے جب اپنے آپ کو ہر طرف سے لاچار پایا۔ تو بے بس ہو کر حضرت سارہؓ کے سامنے تائب ہوگیا اور اپنی ایک لڑکی ـــــ

فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَہ ـــــ

حضرت ھاجرہ ان کی خدمت کے لئے پیش کردی جن کے بطن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام پیدا ہوئے ـــــ

اور پھر جب حضرت سارہؓ واپس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں ـــــ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي ـــــ تو وہ نماز میں کھڑے تھے ـــــ فاومابیدہٖ ـــــ اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے نماز کی حالت میں ہی ہاتھ کے اشارہ سے پوچھا کہ کیا ہُوا؟ ـــــ

حضرت سارہؓ نے جواب دیا اور کہا ـــــ

رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ فِي الْحَرَامِ ـــــ کہ اللہ تعالےٰ نے اس کافر کے دل اور سینہ سے ہر قسم کی گندگی۔ عیاشی اور بدمعاشی کے جراثیم نکال دیئے ہیں۔ اور میرے قریب تک نہ پہنچ سکا اور اس کے مکر و فریب کے تمام تار و پود بکھیر دیئے اور میرے سامنے وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرچکا ہے اور میں ہر طرح محفوظ و مامون آپ کے پاس آگئی ہوں۔ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ

اور میری خدمت کے لیئے اس نے مجھے یہ ھاجرہؓ بی بی عطا کی ہے !
قال ابو هريرة رضی الله تعالےٰ عنه تلك امكم يا بنی ماء السماء
حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ہے تمہاری ماں ۔ اے آسمان کے پانی کی اولاد ـــــــ
مطلب یہ کہ جس طرح آسمان کا پانی پاک ہوتا ہے ، اسی طرح تم بھی اے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد پاک ومطہر ہو ـــــــ
اشعۃ اللمعات جلد ۴ - بخاری شریف جلد اول ص ۴۵۹ ـ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں ؛ ـــــــ
ان رسول الله صل الله عليه وسلم قال هَاجَرَ ابْرَاهِيمُ بِسَارَةِ ـــ کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہؑ کے ساتھ ہجرت کر کے ظالم بادشاہ جبّار کی سلطنت میں پہنچے تو اللہ تعالےٰ نے جب سارہ کو اس عیاش د بدمعاش اور ظالم جبار کے ہاتھوں ان کی عصمت ـــ طہارت اور پاکیزگی کے سُچّے موتیوں کی لڑی کو محفوظ رکھا تو ـــ
وَاَخَذَ وَلِيدَةً ـــ تو اپنی بیٹی ھاجرہؑ ، سارہؑ کی خدمت کے لیئے دے دی ـــــــ
فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَةُ ـــــــ
قارئین کرام ! بخاری شریف کی اس حدیث پاک کے ان الفاظ سے حضرت شیخ القرآن والحدیث والتفسیر جناب علامہ محمد عبداللہ صاحب قصور والے حضرت ھاجرہؓ کو جبّار بادشاہ کی بیٹی ثابت کرتے ہیں وَلِيدَةً !
اور آج سے کوئی چھ سال پہلے میں نے مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے

متعلق پوچھا تھا تو آپ نے یہ حدیث مجھے لکھوادی تھی ——

حضرات گرامی —— یہ یاد رہے کہ چونکہ مولینا محمد عبد اللہ صاحب دنیائے سُنیّت کے ایک ممتاز عالم دین اور بلند پایہ مناظرِ اسلام ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی اسلامی درسگاہ کے مہتمم بھی ہیں اور انہوں نے ہی علاّمہ طاہر القادری کے اس ہنگامہ کا جواب دیا ہے کہ عورت کی دیت بھی مرد کے برابر ہے —— تو ان کا جواب یہ ہے کہ نہیں عورت کی دیّت مرد کی دیت سے آدھی ہے ——

اور پھر مولینا صاحب خوش اخلاق اور مہمان نواز ہونے اور ایک متجر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے ایک عظیم نعمت بھی ہیں —— اِن حالات کے پیشِ نظر اگر انہوں نے بخاری شریف کی اس حدیث مبارکہ اور ولیدہ کے لفظ سے ثابت کیا ہے کہ حضرت ھاجرہ رضی اللہ عنہا جبّار بادشاہ کی حقیقی بیٹی تھی، تو تسلیم کر لینا چاہیئے!

حضراتِ محترم! —— صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ دیکھیئے اور قرآن پاک میں انبیاء کرام کی اولادِ نرینہ کے لیئے دعاؤں پر غور فرمائیں تو پتہ چلتا ہے کہ اولادِ نرینہ یعنی فرزند ارجمند اللہ تعالےٰ کی ایک نعمت ہے کہ جس کے حصول کی خاطر کبھی حضرت ذکریا علیہ السلام بارگاہِ خداوندی کے دروازہ پر یہ دستک دیتے نظر آتے ہیں ——

رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ——

کہ۔ یاربّ اپنے رحمت کے خزانوں میں سے ایک نیک سیرت اور پاکِ فطرت اور فرمانبردار لڑکا عطا کردے اور کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کا دروازہ کھٹکھٹایا اور یہ دعا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ——

کہ — اے رب! اپنے لطف وکرم کے گلشن میں سے ایک پھول صالح اور نیک اور اطاعت گزار بیٹے کی صورت میں میرے دامن میں ڈال دے!۔

دونوں کی دعائیں قبول ہوئیں اور حضرت ذکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی گئی اور ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے تحفہ کی بشارت سنائی گئی ——

قرآن مجید کے ان مسلمہ حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی انسان کے پاس دولت کے خزانے — رنگین بنگلے — شاہی ساز و سامان اور ہر قسم کی شان و شوکت موجود ہونے کے باوجود اگر اس کے رنگین بنگلے میں کسی لڑکے کی رونق نہیں ہے تو وہ رنگین بنگلہ ماں باپ کے لیئے ایک ظلمتکدہ بن جاتا ہے!۔

اور — اگر ماں کی جھولی اور باپ کا دامن بیٹے کے کھلونوں سے خالی ہے تو دونوں کی زندگی کے چمنستان میں کبھی بہار نہیں آسکتی ——

احبابِ کرام! یہی حال میرا تھا — ہم دونوں کی اولادِ نرینہ کے بغیر اداس دن اور غم والم کی تاریک راتیں بس یہی دعائیں کرتے ہوئے گزر جاتی تھیں۔ مگر ہماری شام وسحر کی دعائیں شرفِ قبولیت نہ کر سکیں ——

گوجرہ شریف کا عرسِ مبارک شہنشاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا آگیا جو خطیبِ پاکستان جناب صوفی غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں منعقد ہوا کرتا ہے۔ پیر و مرشد حضرت صاحبزادہ پیر سیّد علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیّداں شریف نے مجھے بلایا —— اور پوچھا! —

گھر کا کیا حال ہے؟ —

عرض کی حضور — سب ٹھیک اور سب اچھا ہے ——

مگر وارث شاہ مرحوم نے سچ کہا ہے کہ۔ ع
ساڈے بھاہ دے پیر فقیر مر گئے ہویاں رانجھیا الٹ خُدایاں وے
یہ مصرع زبان پر تھا اور آنکھوں میں آنسو! ——

حضورؐ کے مزاجِ اقدس میں انقلاب آیا اور بڑے ہی نرالے اور خوشگوار انداز میں کروٹ بدلتے ہوئے فرمایا ——

افتخار الحسن اپنا دامن پھیلاو ——!

مَیں نے پھیلا دیا —— آپ نے دُعا فرمادی! اور پورے ایک سال کے بعد اگلے عُرس مُبارک پر اور عین ختم شریف کی روحانی محفلِ پاک میں تار آئی کہ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے کی نعمتِ عظمٰی سے نوازا ہے ——

تار دینے والا صاحبزادہ سیّد فیض الحسن تھا!

اور مجھ تک پہنچانے والے مولینا محمد فاضل صاحب تھے! —— مگر افسوس کہ وہ شہزادہ انوار الحسن شاہ مرحوم عین شباب اور بھر پور جوانی کے عالم میں بجلی کا جھٹکا لگنے سے اس جہانِ فانی سے موت کی آغوش میں جالیٹا ——

پھر چھوٹے بھائی سیّد مختار احمد مرحوم کی وفات اور بزرگوار مردِ قلندر حضرت پیر سیّد محمود الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصالِ پاک کے صدمہ نے مجھے اتنا نڈھال کر دیا اور ساتھ ہی بیماری نے کمزور کر دیا کہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا جس کے باعث کسی واقعہ کو احاطۂ تحریر میں لانا اور کسی نئی کتاب کا سرِ ورق لکھنا بھی مشکل ہو گیا تھا ——

دل و دماغ میں یہ شوق ضرور تھا کہ کسی نہ کسی طرح سے جو کچھ میرے پاس علمی

خزانہ ہے وہ کتابی شکل میں عوام تک پہنچ جائے تو حضرت سیّد پیر زاھد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاجزادگان اور مولانا حکیم عزیز احمد صاحب نے ڈھارس بندھائی — حوصلہ دیا۔ اور پورے پورے تعاون کا یقین دلایا۔ تو پھر اپنے علمی موتیوں کے خزانہ میں سے کئی قیمتی اور سُچے موتی کتابی شکل میں بکھرنے کا ارادہ کرلیا اور پھر اس طرح **"گستاخ رسُولؐ کی سزا"**۔ اور۔ **"اچھّی نسبت باعثِ جنّت"** دو کتابیں منظرِ عام پر آگئی ہیں ——

حضرات گرامی —— سیرتِ اسماعیل علیہ السلام میں ایک ایسا وقت بھی آیا کہ ربّ کریم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ھاجرہؓ اور اپنے معصُوم بچّہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر عرب کے صحرا سے گذر کر مکّہ مکرّمہ کی دو پہاڑیوں کے قریب اور عرب کے بے آب وگیاہ خطّہ میں آگئے! ——

اور ان دونوں کو ایک دو دن کا سامانِ خورد ونوش دے کر خود واپس چلے گئے ——

آفرین ہے ایسی فرمانبردار اور وفادار بیوی یعنی حضرت ھاجرہؓ پر کہ جو صرف یہ پوچھ کر خاموش ہوگئیں اور آگے آنے والے مصائب کے پہاڑوں کا عزم کرکے چپ ہوگئیں کہ اے اللہ کے خلیلؑ! ——

آپؑ جو کچھ کر رہے ہیں کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟ ——

فرمایا —— ہاں! ——

حفیظ جالندھری مرحوم نے خوب کہا ہے کہ ؎

خدا کا قافلہ جو مشتمل تھا تین جانوں پہ ٭ معزّز جس نے ہونا تھا زمین و آسماں پہ

خورد و نوش کا توشہ ختم ہوگیا اور پھر حضرت ہاجرہ رضی کو فکر ہوئی - اور اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک پتّھر کے سائے میں لِٹا کر خود پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑنے لگیں ——————

مگر ان پہاڑیوں کی وادی اور چٹانوں کی بستی اور غیر ذی ذرعہ یعنی بے آب و گیاہ خطّہ میں پانی کہاں ——————

عجب دردناک منظر تھا اور عجیب بے تابی کا سماں تھا کہ ایک طرف پانی کی تلاش اور دوسری طرف معصوم بچّہ کی پیاس ! ——————

اور پھر مصمّم ارادہ کر کے پورے یقین اور پانی کی آس اور اُمید کے ساتھ حضرت ہاجرہ رضی نے کوہِ صَفا اور مَروہ کی پہاڑیوں پر پانی کی تلاش میں دوڑنا شروع کر دیا ——————

کبھی وہ مروہ سے صَفا کی طرف اور کبھی صَفا کی طرف مروہ کی جانب دوڑتی تھیں —— مگر جب بچے کا خیال آتا تو واپس لوٹ آتی تھیں -

ایک گھڑی اس دوڑ دھوپ میں ایسی بھی آئی کہ بچّہ آنکھوں سے اوجھل ہوگیا تو ماں کا کلیجہ پھٹ گیا —— بیتابی سے یہ فاصلہ دوڑ کر طے کیا - بچّہ کو دیکھا تو آنکھوں میں ٹھنڈک آگئی اور دل کو سکون مِلا - پھر اُٹھیں - بچے کو سینے سے لگایا - بوسہ دیا اور اس کی تلیوں کو آنکھوں سے لگایا اور پھر دوڑنے لگیں ——————

کہ اس قیامت کی گھڑی میں بچّہ کے شدّتِ پیاس سے بلکنے کی آواز آواز آئی تو ماں نے سمجھا کہ موت کی آخری ہچکی ہے —— واپس لوٹ کر دیکھا تو جس پتّھر کے سایہ میں بچّہ کو لٹایا گیا تھا وہ پتّھر آگ کی طرح تپش ریز ہو رہا ہے۔

اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر کی اس تپش سے بچنے کیلئے کبھی ادھر کبھی اُدھر کروٹیں بدل رہے ہیں ! ــــــ اور شدتِ پیاس سے تنگ آکر ایڑیاں رگڑ رہا ہے، بس پھر کیا تھا ــــــ ماں کی ممتا تڑپ اٹھی کہ جان و جگر کا ٹکڑا ایک قطرہ آب کو ترس رہا ہے جو کہ تڑپتا ہوا مر جائے گا ــــــ

انتہائی حزن و ملال کے عالم میں معصوم اسمٰعیلؑ کو اپنے مقدس ہاتھوں میں اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کو بلند آواز سے پکارا۔! **یا اللہ المدد** !

بس پھر کیا تھا ــــــ ادھر بی بی ہاجرہ کے ہاتھ دعا کے لئے اُٹھے تو ادھر ! ــــــ بقول حفیظ جالندھری مرحوم ! ــــــ ؎

قریب آئیں تو پر کھولے ہوئے جبرئیلؑ کو پایا
انگوٹھا چوستے سائے میں اسمٰعیلؑ کو پایا
ٹھٹھک کر رہ گئیں اک اور نظارا نظر آیا
قریب پائے اسماعیلؑ فوارہ نظر آیا !

سیّد افتخار الحسن یوں کہتا ہے ــــــ کہ

یہاں آکر خدا کی شان کا جلوہ نظر آیا
جہاں پتھر ہی پتھر تھے وہاں چشمہ نظر آیا ۔

آبِ زمزم ــــــ کا چشمہ جاری ہو گیا ــــــ
جنابِ ہاجرہ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ نکلے !

" زمزم "

ٹھہر جا ــــــ لیکن چشمہ کا پانی اُبلنے لگا اور پھیلنے لگا۔ حضرت ہاجرہ نے اِسکے گرداگرد مٹی اور پتھروں کی باڑھ بنا کر اسے پھیلنے سے روکا۔

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ـــــــ کہ اگر حضرت ھاجرہ رضی پانی کو نہ روکتیں تو آج ساری دنیا۔ آبِ زم زم ہی پیتی! ـــــــ

قدرتِ خُداوندی کی کرشمہ سازی ادھر یہ ہوئی کہ اسماعیل علیہ السلام کے پاؤں کی ٹھوکر سے آبِ زمزم کا چشمہ جاری ہوگیا! ـــــــ

اور اُدھر حضرت ھاجرہ کو بیٹے کے لیئے پانی کی تلاش میں کوہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات بار دوڑنے اور ادھر ادھر جانے کا یہ انعام مِلا کہ خدا تعالیٰ کو ان کا دوڑنا بڑا ہی پسند آیا اسلیئے قرآن مجید میں یہ فیصلہ فرما دیا: ـــــــ

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

کہ ۔ صفاء و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں ـــــــ

اور قیامت تک کیلئے بی بی ھاجرہ کی بھاگ دوڑ ارکانِ حج مبارک میں شامل کر دی اور جب تک حاجی ان صفا و مروہ کے درمیان اسی طرح جس طرح اماں ھاجرہ نے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے زپورے کرے اس کا حج قبول نہیں ہوتا ۔ چاہے کوئی عام مسلمان ہو یا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ـــــــ

طوافِ کعبہ کے بھی سات چکر اور صفا و مروہ کے درمیان بھی سات پھیرے لازمی ہیں ـــــــ

قارئینِ کرام! ـــــــ یہ یاد رہے کہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان فاصلہ ایک طرف کا ۷۵۰ ذراع ہے ـــــــ

تاریخ الحرمین الشریفین حصہ اوّل ص ۲۲۶/۲۲۷ الحاج عباس کرارہ ـــــــ

عن جابر رضی اللہ عنہ ۔ قال ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مَاءُ زَمْزَمِ لِمَا شُرِبَ لَہٗ ۔

کہ ۔۔۔ زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے ! ۔۔۔۔۔

یعنی ۔۔۔ اِنْ شَرِبْتَ یَسْتَشْفِیْ شَفَاکَ اللّٰہُ ۔۔۔۔۔

کہ اگر تو اُسے شفاء کی غرض سے پیئے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے شفاء دیگا ۔

وَاِنْ شَرِبْتَہٗ یَشْبَعُکَ اللّٰہُ ۔۔۔۔۔

اور تو بھوک دُور کرنے کے لیئے پیئے گا تو اللہ تیری بھوک دور کر دیگا

اور اگر پناہ کے لیے پیئے گا تو اللہ تجھے پناہ دے گا ۔۔۔

دارقطنی کے حوالہ سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ : ۔۔۔

اِذَا شَرِبَ مَاءُ زَمْزَمِ ۔۔۔۔۔

کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آبِ زمزم پیتے تو یہ دعاء کیا کرتے تھے ۔۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَ شِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ ۔۔

کہ اے اللہ ۔ میں تجھ سے نفع دینے والا علم کا سوال کرتا ہوں اور اور وسیع رزق کا سوال کرتا ہوں اور ہر قسم کی بیماری کی شفاء کے لیے سوال کرتا ہوں ! ۔ ۔۔۔۔۔

صاجزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ آبِ زمزم میں اِتنے کمالات ہیں اور اتنی صفات اور بیماریوں کے لیے شفا ہی شفا ہے ۔ پناہ تلاش کرنے والوں کے لیے پناہ گاہ اور ہر مقصد کو پورا کرنے کا نسخہ ہے ۔ ! ۔۔۔۔۔

یہ سب کچھ معصوم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤں مبارک کی برکت کی بدولت حاصل ہوئے اور ان کے پاؤں کی ایک ٹھوکر کے صدقہ میں اتنی صفات پیدا ہوگئیں۔

اور پھر ابن ماجہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ آیَتَہٖ مَابَیْنَ وَبَیْنَ الْمُنَافِقِیْنَ لَایَتَضَلَّعُوْنَ مَاءُ زَمْزَم۔

کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق کرنے والی ایک نشانی آبِ زمزم بھی ہے کیونکہ منافقین آب زمزم کم پیتے ہیں جیسے آج کے شہزادگانِ عرب آبِ زمزم کی بجائے فرانس کا پانی پیتے ہیں!

اور پھر آبِ زمزم کی اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت ہوگی کہ دوسرے پانی اور شربت تو بیٹھ کر پینے کا حکم ہے مگر آبِ زمزم کیلئے حکم یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے اور کھڑے ہوکر پیا جائے اور حاجی کے لئے حکم ہے کہ وہ آبِ زمزم کثرت سے اور پیٹ بھر کر پیا جائے۔

وَاِنْ یَقْصِدْ بِشُرْبِہِ الشِّفَاءُ مِنْ اَمْرَاضِ الْجَسَدِ وَالْقَلْبِ

اور اس قصد اور اس غرض سے پیا جائے تاکہ جسم اور دل کی بیماریوں کو شفاء حاصل ہو ——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وفدیۃ بذبح عظیم!

اور ہم نے ایک بہت بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دیکر اسے یعنی حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو بچا لیا!

قارئینِ کرام! آپ اِس اچھی نسبت کو دیکھئے جس کے باعث حضرت اسماعیل علیہ والسلام کا دُنبہ جنت میں جائے گا

ایک حلیم لڑکے کی اللہ کی طرف سے خوشخبری پانے کے بعد — جب وہ حلیم فرزند یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کچھ جوان ہوئے تو اللہ کے خلیلؑ کو اچانک رات کو سوتے میں ایک خواب آئی کہ

اے اللہ کے خلیلؑ اٹھو اور اپنے بیٹے کو میری راہ میں اور میری رضا حاصل کرنے کے لیئے قربانی کرو — تین راتیں یہی خواب آتی رہی کہ کوئی اچھی اور پیاری شے قربان کرو

حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوتے تو بھیڑ، بکریاں اور اونٹ قربان کرتے لیکن تیسری رات اور تیسرے حکم میں صاف کہدیا گیا کہ میں ربّ دوجہان ہوں بھیڑ بکریاں گائیں اور اونٹ لے کر راضی نہیں ہونگا — میری رضا تو اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی اور اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے میں ہے!

انبیاء کا خواب حق اور وحی ہوتا ہے

حضرات محترم ——— غور فرمائیے کہ قربان کر دینے کا حکم براہِ راست بیداری میں نہیں دیا گیا بلکہ خواب کے ذریعہ۔

اس کی دو وجوہات ہیں: ———

پہلی ——— یہ کہ دنیا کو پتہ چل جائے ——— کہ رویاء الانبیاء حق ——— کہ انبیاء علیہم السلام کی خواب حق اور وحی ہوتی ہے۔

دوسری ——— یہ کہ اپنے لختِ جگر کو جس کو آخری عمر کے حصے میں خدا تعالیٰ سے التجائیں کر کے حاصل کیا گیا اور جب وہ بڑھاپے کا سہارا بننے کے لائق ہو تو اسکو خود اپنے ہاتھ سے قربان اور ذبح کرنا ایک باپ کے لئے کوئی معمولی کام نہیں ہے، بلکہ یہ منزل بڑی ہی دشوار ہوتی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا خلیل کسی وسوسہ کے جال میں پھنس جائے ———

اور پھر خواب میں بھی بذریعہ جبریل علیہ السلام حکم نہیں فرمایا گیا بلکہ خود ذاتِ خداوندی نے ارشاد فرمایا تاکہ اگر جبریل علیہ السلام سے کہا گیا کہ تم خلیل اللہ علیہ السلام کو میرا پیغام دے دو کہ وہ اپنے لختِ جگر اسماعیل کو ذبح کر دو راہِ خدا میں رضائے الٰہی کے لیئے تو ہو سکتا ہے کہ جبریل امین یہ کہکر خاموش ہو جائے کہ یا اللہ جس حلیم بیٹے کی بشارت تو نے مجھ سے اپنے خلیل کو دلائی تھی اور اب اسی بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم میں کیسے دوں ! ———

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے تو چہرہ پر کوئی حزن وملال اور نہ ہی دل و دماغ میں کوئی وسوسہ تھا ——— نہ بدن میں کوئی اداسی اور آنکھوں میں کوئی بیکسی کی کوئی جھلک تھی ——— بلکہ خوشی و مسرت

میں جھوم رہے تھے کہ اگر میرا پروردگار میرے فرزند کی قربانی سے راضی ہو جائے تو میرے لیئے اس سے بڑھکر اور کیا خوشی کی بات ہو سکتی ہے ——

اپنی وفا شعار بیوی سے فرمایا کہ آج ہمارے بیٹے کو اچھی طرح بناؤ، سنوارو، غسل دو اور نئے کپڑے پہناؤ کیونکہ آج ہم اپنے پیارے اسمٰعیلؑ ایک اچھی جگہ گھمانے لے کر جائیں گے ——

وفا شعار و جانثار بیوی نے حکم کیمطابق بچہ کو غسل کرا کے خوب بناؤ سنگھار کر کے تیار کر دیا —— اس کے بعد خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک رسّی اور ایک تیز چھری لی اور کوہ بوقبیس کے منا کے مقام پر ٹھہر گئے ——

حضرت اسماعیل صاف ستھرا لباس پہنے قریب ہی پہاڑ پر اپنی بکریاں چرا رہے تھے —— کہ

ع — پہاڑی پر سے دی آواز اسمٰعیلؑ ادھر آؤ
ادھر آؤ خدائے پاک کا ارشاد سُن جاؤ
پدر کی یہ صدا سُنکر پسر دوڑا ہُوا آیا
رُکا ہرگز نہ اسمٰعیلؑ گو شیطان نے بہکایا

بیٹا حاضر خدمت پدر ہُوا۔ —— اور عرض کی:۔
ابّا جان حکم! ——

فرمایا! بیٹا میں نے آج رات ایک ایسا سہانا خواب دیکھا ہے اور یہ خواب میری زندگی کی کتاب کا ایک سنہری باب ہے!
عرض کی ابّا حضور کھل کر بیان کریں ——

فرمایا: —— شعر

یہ دیکھا ہے کہ میں خود آج تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خدا کے نام سے تیرے لہو میں ہاتھ بھرتا ہوں

بس پھر کیا تھا فرزندِ ارجمند نے نہ سوچا، نہ سمجھا، نہ تامل، نہ گھبراہٹ اور نہ کوئی پریشانی ——— فوراً - ع

سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمانِ باری پر
زمین و آسمان حیران تھے اس اطاعت گزاری پر

اور ہوتے بھی کیوں نہ جبکہ وہ کوئی پاکستانی کا نافرمان بیٹا نہیں تھا۔ ماں باپ کا بے ادب اور گستاخ لڑکا نہیں تھا بلکہ حضرت خلیل اللہ کا اطاعت گزار۔ فرمانبردار اور حلیم لختِ جگر تھا ———

بڑے ہی تحمل مزاجی سے جواب دیا ———

ابا جان پھر دیر کیسی جو کچھ حکم ملا ہے کر گزریئے! ———

سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۔

انشاء اللہ آپ ہر حالت میں مجھے صابر پائیں گے ——— حلیم ہونے کے ساتھ اگر مجھے صابر ہونے کا رتبہ بھی مل جائے تو مجھے اور کیا چاہیئے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیئے اور رضائے الٰہی کے پیشِ نظر تو میرے لئے اور خوش قسمتی کیا ہوگی؟ ———

دونوں باپ اور بیٹا راضی ہو گئے، باپ ذبح کرنے کیلئے اور بیٹا ذبح ہونے کے لئے ———

فَلَمَّآ اَسْلَمَا ——— جب دونوں نے تسلیم و رضا کی وادی میں قدم رکھ دیا ——— تو

سورۃ الصافات ۔ تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۲۱۳

اِنَّہٗ رَمَی الشَّیْطَانَ حِیْنَ تَعَرَّضَ لَہٗ بِالْوَسْوَسَۃِ عِنْدَ ذَبْحِ وَلَدِہٖ ۔

کہ ۔۔ شیطان اس نیکی کے راستہ میں دیوار بن کر کھڑا ہوگیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگا ! ۔۔۔

اللہ کے خلیل ہوش کرو ۔۔۔ اپنی ضعیفی کا عصا اپنے ہاتھ سے توڑنے لگے ہو ۔۔ اور اپنے بڑھاپے کا سہارا خود برباد کرنے لگے ہو ۔

کیا کسی باپ نے ایسا کیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے ہی معصوم لختِ جگر کے گلے پر چھری چلائے ! ۔۔۔

خلیل اللہ علیہ السلام نے جواب دیا ۔۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے ! ۔۔۔

شیطان ۔۔۔ کس طریقہ اور کس انداز میں سوتے میں ۔۔۔ یا ۔ جاگتے میں ۔۔۔ نیند میں یا بیداری ۔ ؟

جواب دیا ۔۔۔ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ ۔ خواب میں !

شیطان ۔۔۔ یہ تو شیطانی وسوسہ ہوگا ! ۔۔۔

فرمایا ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ رُؤْیَاءُ الْاَنْبِیَاءِ حَقٌّ وَّ وَحْیٌ ۔۔۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی خواب بھی حقیقت پر مبنی ہوتی ہے اور وحی الٰہی ہوتی ہے ۔

پھر خلیل اللہ علیہ السلام نے پورے جلال سے پوچھا تو کون ہے جو میرا راستہ روک رہا ہے اور مجھے خُدا کے حکم کی تعمیل میں دیوار کھڑی کر رہا ہے ۔۔۔

شیطان نے کہا ۔۔۔ اَنَا اِبْلِیْسُ ۔

تو سات کنکر مارے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور فرمایا ! ——
دفع ہو جا یہاں سے ——
حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے سات کنکر ابلیس لعین کو مارے ہوئے
قیامت تک کے لئے سنت ابراہیمی بنا دیئے گئے ! ——
یہاں سے نا امید ہو کر اور اپنی شیطانی دیوار کو منہدم ہوتا دیکھکر ——
وہ حضرت ھاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ورغلانے —— وسوسہ میں
ڈالنے —— اور نیکی و ثواب کے اس راستہ سے ہٹانے کے لئے آگیا۔
نزہت المجالس جلد ۱ ص ۱۶۹ —— فلما خرج به جاءها
الشیطان —— وقال یا ھاجرة ان ابراهیم یرید ذبح اسمٰعیل۔
اے ھاجرہ ! ۔ جانتی ہو آج ابراہیم علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام
کو بنا سنوار کر کہاں لئے جا رہا ہے ! ——
فرمایا —— نہیں ۔
شیطان —— اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے ارادہ سے ۔
ھاجرہؓ —— وہ کیوں ؟ ——
شیطان —— زعم ان اللہ تعالیٰ امرہ !
اس کا وہم و خیال ہے کہ اُسے اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے !
ھاجرہؑ —— قالت سلمنا لامر اللہ ——
کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر پورا پورا یقین ہے —— اور اس
کے پر ہمارا سر تسلیم خم ہے !
فلحق اسمٰعیلؑ —— شیطان لعین، حضرت ھاجرہ سے بھی

مایوس ہو کر حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے پاس جا پہنچا ۔
اور وہی الفاظ دُہرائے جو حضرت ہاجرہؓ سے کہے تھے !۔
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بھی وہی جواب دیا جو کہ ان کی والدہ ماجدہ نے دیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قربان ہونے کو تیار ہوں ـــــــ
یہاں سے بھی نا امید ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملا اور کہنے لگا ـــــــ اپنی زندگی کے آخری سہارے اور اپنے اس لختِ جگر کو ذبحہ کرنے لگے ہو جسے تم نے اللہ تعالےٰ سے مانگ کر لیا ہے ـــــــ
رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ ۔
شیطان نے پھر کہا ـــــــ جَاءَكَ الشَّيْطَانُ فِي الْمَنَامِ ـــــــ کہ ۔
ہو سکتا ہے کہ خواب میں آپ کے پاس شیطان آیا ہو اور اُس نے آپ کو یہ حکم دیا ہو۔
حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے شیطان سے غصّہ میں فرمایا !ـــــ
اَلَيْكَ عَنِّيْ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ ـــــــ کہ ـــــــ
میری طرف سے تجھ پر لعنت ہے اور اے اللہ کے دشمن دُور ہو جا مجھ سے ـــــــ اور پھر
حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے والدِ مکرّم سے کہا! ـــــــ
اِرْفَعْ قَمِيْصِيْ اِلٰى اُمِّيْ ـــــــ کہ ۔
میری قمیص میری امّی جان کو دے دینا ـــــــ
وَ اَقْرَأُهَا السَّلَامَ مِنِّيْ ـــــــ اور
میری والدہ محترمہ کو میرا سلام بھی پہنچا دینا ـــــــ اور اگر

فَاِنْ سَأَلَتْكَ عَنِّیْ ـــــ اگر میری امّاں جان، آپ سے میرے بارے میں دریافت کریں ـــــ تو انہیں جواب دینا ـــــ تَرَكْتُهٗ عِنْدَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ وَمِنِّیْ ! ـــــ کہ مَیں اسے لیسے مہربان کے پاس چھوڑ آیا ہوں جو کہ تم سے بھی اور مجھ سے بھی بہتر ہے ـــــ

یعنی اللہ تعالےٰ کے حوالے کر آیا ہوں ! ـــــ

"شاہنامۂ اسلام"۔ حفیظ جالندھری مرحوم نے اس قربانی کے دردناک واقعہ کی خوب منظر کشی اور اس ذبحۂ عظیم کے پُرسوز حادثہ کی خوب تفسیر کی ہے۔ کہ؎ ـــــ

عجب بشاش تھے دونوں رضائے ربِّ عزّت پر
تامل یا تذبذب کچھ بھی نہ تھا دونوں کی صورت پر
کہا فرزند نے اے باپ اسماعیلؑ صابر ہے
خدا کے حکم پر بندہ پئے تعمیل حاضر ہے

تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۱۵۳/۱۵۴ ـــــ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی اباجان ـــــ يَا اَبَتِ اشْدُدْ رِبَاطِیْ فِیَّ ـــــ مجھے رسّی سے باندھ لیجئے ـــــ تاکہ اگر مَیں چھری کے نیچے تڑپوں تو آپ کو رحم نہ آجائے۔ وَاكْفُفْ عَنِّیْ ثِيَابَكَ ـــــ اور اپنے کپڑے بھی مجھ سے بچا کے رکھیں ـــــ تاکہ میرے خون کے قطرے آپ کے لباسِ اطہر پر نہ گریں۔ اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر شریف صرف سات برس تھی یا پھر تیرہ سال کی ـــــ

وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ـ پھر باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا لیا ـ

بیٹے نے عرض کی — ابّا حضور! مجھے اوندھا لٹا لیں ——
پوچھا — بیٹا کیوں؟ —
جواب دیا —— کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو میری صورت دیکھکر رحم آجائے اور آپ کے ہاتھ سے چھری گر جائے —
آخر کار ——— باپ نے ایسا ہی کیا —

اور پھر ——— ع

پچھاڑا اور گھٹنا سینۂ معصوم پر رکھا
چھری پتھّر پہ رگڑی ہاتھ کو حلقوم پر رکھا

آسمان کے فرشتوں نے جب یہ المناک نظارا دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں ——— اور زمین و آسمان کانپ گئے —
سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ شاید اسلئے بھی کہ آجتک کوئی فرشتہ اللہ کے نام پر اسطرح قربان ہوتا نہ دیکھا گیا جس طرح یہ دونوں باپ بیٹے خدا کے نام پر اپنے آپ کو قربان ہونے اور قربان پر مائل ہیں - عجب انسان ہیں دونوں صبر و رضا کے پیکر — رضائے الٰہی کی خاطر باپ ذبح کرنے پر خوش اور بیٹا قربان ہونے پر راضی ! ———
نزہت المجالس - جلد اوّل صـ۱۷۱ —
وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ —— اور جنت کے دروازے کھول دیئے گئے تاکہ آسمان کے فرشتے دیکھ لیں کہ صرف اللہ تعالےٰ کو تمہاری تسبیح و تہلیل حمد و ثناء اور رکوع و سجود کی ہی ضرورت نہیں ہے، اُسے تو ایسے بندے بھی چاہئیں جو ان صفات کے ہوں کہ خواب کو بھی وحئ الٰہی سمجھ کر قربانی کے جذبہ

سے سرشار ہو کر میری خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کیخاطر ایک باپ اپنے بیٹے
ذبح کرنے کیلئے تیار ہو جائے اور بیٹا اپنے باپ کی بات پر یقین رکھتے ہوئے
اطاعت گزاری کا ثبوت دینے کے لئے اللہ کی راہ میں قربان ہو جانے فخر کرے

اور پھر حضرت ہاجرہ علیہا جیسی مقدس ماں بھی چاہیئے جو شیطان کے جال کو
کر اپنے لختِ جگر کو خدا تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنے وفادار بیٹے کو
بحہ کروا کر بھی غمگین اور اداس نہ ہو ——————

دَقِیْلَ —— اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کریم نے حضرت جبریل علیہ
السلام کو وحی بھیجی ——————

اَدْرِکْہُ وَاِنْ قَطَعَتِ السِّکِّیْنُ عَنْہُ شَیْئًا لَاَمْحُوَنَّکَ مِنْ
دِیْوَانِ الْمَلَائِکَۃِ ——————

کہ —— فوراً جاؤ اور دونوں باپ بیٹے کو پکڑ لو —— اور اگر اسمٰعیل
علیہ السلام کا چھری نے ایک بال بھی کاٹا تو فرشتوں کے دفتر سے تمہارا نام کاٹ دیا جائیگا۔
اِدھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کئی بار چھری چلائی مگر —— اسمٰعیل
علیہ السلام کا ایک بال بھی نہ کاٹ سکی ——————

تو غصّہ میں آکر ہاتھ سے چھری پھینک دی ! ——————

اور پھر چھری نے کہا —————— لِمَ تَغْضَبُ ——

یَا خَلِیْلَ اللّٰہِ —— آپ مجھ پر غضبناک کیوں ہوئے ——

فرمایا —— اس لیئے کہ تو اسمٰعیل علیہ السلام کا گلا تو ایک طرف رہا
اس کا ایک بال بھی نہیں کاٹ سکی ——————

چھری نے جواب دیا —————— کَیْفَ لَمْ تَحْرِقِ النَّارُ

کہ۔ آتشِ نمرود نے آپ کو کیوں نہ جلایا تھا ــــــ
فرمایا ــــــ اسلیئے کہ اللہ تعالٰے کی طرف سے آگ کو حکم ملا تھا ــــ
یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ــــــ کہ اے
آگ ٹھنڈی ہو جا اور میرے ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی والی بن جا !۔
چھری نے پھر عرض کی ــــــ خَرَجَ لِیْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً لَاتَقْطَعِیْ شَیْئًا
کہ مجھے ستر دفعہ کہا جا رہا ہے کہ خبردار اسمٰعیل علیہ السلام کی کوئی شے
نہ کاٹی جائے ــــــ
میرا اپنا شعر ہے جو کہ میں نے جامعہ نعیمیہ مُراد آباد میں جناب جگر مُراد آبادی
مرحوم کی صدارت میں پڑھکر رئیس المتغزلین سے داد وصول کی تھی ــــــ ع

نہ احساس ایذا کچھ بھی ہوا وقتِ ذبح مجھ کو
تہِ خنجر لگی تھی آنکھ اپنی چشمِ قاتل سے

غرضیکہ ــــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین دفعہ اپنے معصوم
بیٹے پر چھری چلائی مگر بیٹے کا بال بھی چھری نے نہ کاٹا۔ حضرت ابراہیم
علیہ السلام حیران تھے کہ کیا ماجرا ہے ــــــ ایسا کیوں ؟ ہو رہا ہے اور کیا
کہیں اس امتحان میں فیل تو نہیں ہو رہا ! ــــــ
یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ربّ تعالیٰ کی طرف سے آواز آگئی ــــــ
صَدَّقْتَ الرُّؤْیَاءَ ــــــ
کہ ــــــ اے ابراھیم علیہ السلام ! بس اتنا ہی کافی ہے اور تو نے
اپنا خواب سچا کر دکھایا ہے ــــــ اسلیئے کہ میرے حکم کے بعد نہ خود تمہارے
چہرہ پر تسکین آئی اور نہ ہی تیرے جانثار بیٹے کی پیشانی پر حزن و ملال کے

آثار دکھائی دیئے ہیں! ———

وَسَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ - اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ —

اور ہماری طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر - اس جذبہ - تعمیل - اور کامیابی پر انعام کے طور پر ہزاروں سلام ہوں ——— کیونکہ وہ ہمارے کامل الایمان بندوں میں سے ہے ———

چھری چلاتے وقت جبریل علیہ السلام نے کہا اللہ اکبر — اللہ اکبر اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا ——— لا الہ الا اللہ واللہ اکبر — اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا وللہ الحمد! ———

وَقَالَ جِبْرَئِیْلُ یَا اِبْرَاھِیْمُ اِنَّ اللّٰہَ اَعْطَاکَ بِصَبْرِکَ دَعْوَۃً لَکَ مُسْتَجَابَۃً —

کہ — اے ابراہیم علیہ السلام، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس صبر کے بدلے دعائے مستجاب عطا کی ہے ———

کوئی دعا کرنی ہو تو کر لو ——— تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی ——— اَللّٰھُمَّ لَا تُعَذِّبْ اَحَدًا مِّنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ———

کہ — اللہ تعالیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امتی کو بھی عذاب نہ دینا —

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اللہ کریم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا کہ ——— اَدْرِکْہُ ——— کہ اسمٰعیل علیہ السلام کو فوراً پرواز کر کے پکڑے یعنی اسے چھری کے نیچے سے نکال لو ——— تفسیر روح البیان جلد ۲ صـ ۲۱۱ چنانچہ ایک

دن نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا ؟ کہ
هَلْ اَصَابَكَ مُشَقَّةٌ وَّتَعَبٌ فِیْ تَنَزُّلِكَ مِنَ السَّمَآءِ ۔
کیا تجھے آسمان سے نازل ہوتے وقت کبھی کوئی تکلیف اور مشقت بھی ہوئی
تو جبریل علیہ السلام نے جواب دیا !
نَعَمْ اَرْبَعَةَ مَوَاضِعَ ـــــ
ہاں چار دفعہ ! ـــــ
اَلْاَوَّلُ حِیْنَ اُلْقِیَ اِبْرَاهِیْمُ فِی النَّارِ کُنْتُ تَحْتَ الْعَرْشِ قَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰی اَدْرِكْ عَبْدِیْ ! ـــــ

پہلا یہ ـــــ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی نذر کیا تو میں عرش کے نیچے یہ المناک حادثہ دیکھ رہا تھا کہ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے حکم ہوا ۔ کہ جبریلؑ اپنا پورا زور لگا کر اور اپنے پورے چھ سو پروں کی طاقت صرف کر کے جاؤ اور میرے نیک ـــ صالح اور برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم کو پکڑ لو ـــــ یعنی بچا لو ـــــ

چنانچہ میں پرواز کر کے پہنچا ـــــ اور کہا کوئی حاجت ہے تو بتاؤ !
تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا ـــــ اَمَّا اِلَیْكَ فَلَا ! ـــ
حاجت تو ہے پر تجھ سے نہیں ! ـــــ
نزہت المجالس میں فرمایا ہے کہ ـــــ نَعَمْ
کہ ہاں حاجت ہے تو جبریل نے پوچھا کونسی ؟
تو فرمایا ـــــ اِنْ تَکُوْنَ مَعِیَ فِی النَّارِ
کہ میرے ساتھ آگ میں چھلانگ لگاؤ ! ـــــ

دوسرا ـــــــ حِیْنَ وَضَعَ اِبْرَاھِیْمُ السِّکِّیْنَ عَلٰی حَلْقِ اِسْمٰعِیْلَ کُنْتُ تَحْتَ الْعَرْشِ ـــــــ کہ

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے معصوم حلق پر چھری رکھی تو میں عرش کے نیچے یہ دردناک نظارا دیکھ رہا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ آنِ واحد میں زمین پر جاؤ اور میرے ذبحہ ہونے والے صالح ـ صابر اور اطاعت شعار پیارے رسُول حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بچاؤ ـــــــ

چنانچہ حکمِ الٰہی سنکر میں نے اپنی پوری قوت سے پرواز کر کے زمین پر پہنچا ـــــــ

فَقَلَبْتُ السِّکِّیْنَ ـــــــ میں نے چھری کو پھیر دیا ـــــــ

تیسرا ـــــــ جب کفارِ مکہ نے جنگِ اُحد میں آپؐ کا دندانِ مبارک شہید کردیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جاؤ ـــــــ

اَدْرِکْ دَمَ حَبِیْبِیْ ـــــــ اور میرے محبوبؐ علیہ السلام کے خونِ مبارک کو اپنے پروں پر اٹھالو ـــــــ کہ وہ زمین پر گرے!

فَاِنَّہٗ لَوْ سَقَطَ مِنْ دَمِہٖ عَلَی الْاَرْضِ قَطْرَۃٌ مَا اَخْرَجَتْ مِنْھَا نَبَاتًا وَّلَا شَجَرًا ـــــــ

کیونکہ اگر میرے حبیبؐ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خون کا قطرہ زمین پر گر گیا تو زمین پر کوئی سبزا اور کوئی درخت پیدا نہیں ہوگا ـــــــ تو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر آنِ واحد میں پہنچا اور آپؐ کے خونِ مبارک کو ہوا میں اڑا دیا۔ پیشتر اس کے کہ وہ زمین پر گرتا ـــــــ

چہارم ـــــ حِیْنَ اُلْقِیَ یُوْسُفُ فِی الْجُبِّ ـــ کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنعان کے اندھیرے کنوئیں میں پھینکا گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہُوا کہ جاؤ میرے ہونے والے صابر و شاکر نبی کو کنوئیں میں گرنے سے پہلے سنبھال لو ـــــ

چنانچہ ـــ میں نے اپنی پوری طاقت و قوت سے پرواز کی اور اپنے چھ سو پروں کو کھول کر اس اندھیرے کنوئیں میں آیا اور حضرت یوسف کو کنوئیں میں گرنے سے پہلے اپنے پروں پر اٹھا لیا اور انہیں ایک پتھر پر آرام سے بٹھا دیا ـــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ یہ قدرتِ الٰہی کی کرشمہ سازی ہے ورنہ کہاں چھری کا حلق پر چلنا ـــ کہاں آگ کے شعلوں میں گرنا ـــ کہاں خون کے قطرہ کا زمین پر پڑنا ـــ اور کہاں یوسف ؑ کا کنوئیں میں آنا اور کہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا عرش کے نیچے ہونا اور کہاں سدرۃ المنتہاء میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا اور کہاں کروڑوں میل کا فاصلہ اللہ کی شان اور خدا کی قدرت کے ساتھ ساتھ جبرئیل علیہ السلام کی قوّت اور چھ سو پروں کی طاقت دیکھو! ـــــ

حضراتِ محترم ـــــ اگر کروڑوں میل کا فاصلہ ایک آنِ واحد میں حضرت جبرئیل علیہ السلام زمین پر عرش سے آسکتا ہے تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک آنِ واحد میں زمین سے عرش پر کیوں نہیں جا سکتے!

اقبال مرحوم کہتا ـــــ کہ

ع ـــ سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشرّیت کی زد میں ہے گردُوں

تو قارئین کرام! ـــــ جبرئیل علیہ السلام آن واحد میں زمین کی وادیِ منا میں اترتے اور جنت سے ایک **دُنبہ** یا **مینڈھا** بھی ساتھ لائے جو چار ہزار سال تک جنت میں پلتا اور چرتا رہا ـــــ

اور پھر حکم ہوا کہ اے میرے برگزیدہ رسول اور صالح نبی اور صابر پیغمبر ـــــ اب اپنے لخت جگر اسمٰعیل ؑ کی بجائے اس دُنبہ کو ذبح کر دو ـــــ

تو ـــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جنت سے لائے ہوئے دُنبہ کو ذبح کر دیا جسے قرآن مجید نے **بذبحٍ عظیم** کہا ہے یعنی عظیم اور بہت بڑی شے ذبح کی گئی ـــــ اور اس طرح اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ اس مینڈھے کا فدیہ دے دیا گیا ـــــ ذبح کر دیا گیا اور قربان کر دیا گیا ـــــ تو اس دنبہ کی یہ نسبت کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلے میں ذبح کر دیا گیا اسے جنت میں لے جائے گی ـــــ

امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ نے سچ فرمایا ہے ـــــ کہ

نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا مشکل نہیں

اقبال مرحوم نے اس قربانی کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے ـــــ کہ

ع یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

اور ایک دوسرے شاعر نے بھی قرآن پاک کے اس دردناک واقعہ کو یوں بیان کیا ہے ـــــ کہ ع

دیا تھا سب سے پہلے کس نے سر میرے خدا تجھکو
کہ مقتل سے ابھی تک رسمِ قربانی نہیں جاتی

اصل میں یہ شعر یوں تھا ـــــ

دیا تھا سب سے پہلے کس نے سرائے سنگدل تجھکو

تو سیّد افتخار الحسن نے سنگدل کی بجائے میرے خدا کہہ دیا ہے ۔۔۔

قارئین کرام ! ـــــ یہ تینوں باپ بیٹے اور ہاجرہ کی کتنی عظمت پائی جاتی ہے کہ تینوں نے شیطان کو کنکر مارے اور خدا نے ان کے اس حسن کردار کو اپنے حج مبارک کے لئے رکن بنا دیا ـــــ

سیّد افتخار الحسن کے نزدیک یہ قربانی ـــــ یہ فدیہ اور یہ ذبیح کوئی معمولی شئے نہیں تھی۔ اسلئے کہ ایک پیغمبر کے بدلے اپنی جان دینی ـــ اپنے آپ کو قربان کرنا اور اللہ کے خلیل کی خواب کو سچ کرنے کے لئے چھری کے نیچے آپ ذبح ہو جانا ایک عظیم کارنامہ اور انتہائی جانثاری کی دلیل ہے اور اسی لئے قرآن حکیم نے اس فداکاری کو **بذبح عظیم** فرمایا ہے ـــ

ع۔ غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
انتہا ہے اس کی حسین اور ابتدا ہے اسمٰعیلؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اللہ کے خلیلؑ کی دعائیں

اور

عربؐ کے شہزادے

قارئین حضرات! ـــــ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبیحہ کے جنت کی قرآن حکیم کے مطابق سچی کہانی تو آپ نے سن لی اب ذرہ دونوں باپ اور بیٹے کا ایک اور قرآنی قصہ بھی ملاحظہ فرمائیں ـــــ کہ دونوں باپ بیٹے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اللہ کا گھر بنایا اور رب دا کوٹھا تیار کیا ـــــ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالےٰ ہے ـــــ

سورۃ البقرہ - آیت ۱۲۷ ـــــ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ـــــ

اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی بنیادیں ـــــ اور اسماعیل ـــــ اور دونوں یہ دعا بھی کرتے جاتے تھے کہ یا ربّ ہماری اس محنت کو قبول فرما! ـــــ

بیشک تو ہی سننے اور دیکھنے والا ہے۔

اور پھر تعمیر کعبہ کے انعام کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اس پتھر کو جائے نماز بنادیا۔
وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ــــــــ

خانہ کعبہ تعمیر تو ہو گیا لیکن بے آب و گیاہ خطہ میں جہاں نہ کوئی فصل۔ نہ کوئی سبزی اور نہ کوئی زراعت، نہ کھیتی باڑی۔ بس فلک بوس پہاڑوں کا سلسلہ ــــ پہاڑیوں کے دامن اور چٹانوں کی بلندیوں کے ساتھ حدِ نگاہ تک پھیلے ہوئے صحرائے عرب کے ریت کے ٹیلوں کے سوا اور کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا اور آتش فشاں پہاڑ کی طرح جھلسا دینے والے گرم ہوا کے جھونکوں کے علاوہ اور کوئی شے نظر نہیں آتی تھی ــــــــ

یہ بھی ایک حضرت اسمٰعیل علیہ کا اعجازِ نبوّت سمجھو کہ بچپن میں ہی پاؤں کی ٹھوکر سے "آبِ زمزم" جاری کر دیا تھا تاکہ عرب کے اس وسیع ریگستان میں پانی کی ایک لہر بھی جاری ہو جائے تاکہ آنے والی انسانی نسلیں ملتِ ابراہیمی اور اولادِ اسماعیلؑ کی شکر گزار رہیں ــــــــ

اور یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دور اندیشی اور پیغمبرانہ فکر و سوچ ہی کا نتیجہ ہے کہ اس بے آب و گیاہ خطہ میں اور ان پہاڑوں کے دامن میں اس تپتے ہوئے ریگستان کے ٹیلوں میں کبھی کبھی کوئی آبادی ہو گی اور لوگ دور دور سے آکر یہاں بستیاں آباد کریں گے اور پھر ہر طرف سے خانہ کعبہ کا طواف اور خانہ کعبہ کا حج مبارک کرنے والے اہلِ ایمان یہاں آکر ٹھائیں گے گیا! یہ سوچ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔

سورت البقرہ۔ آیت ۱۲۶

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَھْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۔۔۔۔ اور

پھر سورۃ ابراہیم ۔۔۔ آیت ۳۵ ۔۔۔۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا ۔۔۔

اور آیت ۳۶ میں۔ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ۔

کہ ۔۔۔ یارب اس شہر کو امن والا بنا دے اور اس شہر کے رہنے والوں کو جو کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ انہیں پاک وصاف پھلوں سے رزق عطا کر تاکہ یہ لوگ تیرے شکر گزار اور احسان مند ہوں ۔۔۔۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ ۔۔۔ کہ

میں اپنی اولاد کو ایک ایسی وادی میں چھوڑ چلا ہوں، جہاں کوئی خورد ونوش کا سامان اور زراعت یعنی کھیتی باڑی کا کہیں نام ونشان تک نہیں ہے۔ اس لئے انہیں تازہ پھلوں سے رزق مہیا کر ۔۔۔۔

تاریخ الحرمین الشریفین۔ حصّہ اول ص ۶۵ مکہ مکرمہ از عباس کرارہ۔

تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۲۲۵ ۔۔۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا معصوم وصابر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گود میں لئے بیٹھی ہے۔ ایک دو دن کی خوراک بھی ختم ہو چکی ہے ۔۔۔۔

ثُمَّ عَطِشَتْ وَعَطِشَ الصَّبِیُّ ۔۔۔۔ پھر ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو بھی اور اس کے معصوم بچہ کو بھی پیاس لگی اور پھر اسماعیلؑ کو پیاس نے تنگ کیا۔ ہاجرہؓ تو کوہِ صفا ومروہ کی پہاڑیوں کے درمیان پانی کی تلاش میں دوڑنے

لگیں اور ادھر ــــ ضَرَبَ بِقَدَمِہٖ فَغَارَتْ عَیْناً ــــ

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے دونوں پاؤں شدت پیاس سے مجبور ہو کر پتھر پر مارے تو آبِ زمزم کا چشمہ فوارے کی طرح اُبل پڑا۔ حضرت ھاجرہؓ نے چشمہ کے اردگرد پتھروں کی باڑ کھڑی کر دی تاکہ پانی اِدھر اُدھر پھیل کر ضائع ہو جائے۔ نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ــــ

رَحِمَ اللّٰہُ اُمَّ اِسْمٰعِیْلَ لَوْلَا اَنَّھَا عَجَّلَتْ لَکَانَتْ زَمْزَمُ عَیْناً مَعِیْناً ــــ کہ

"اللہ تعالےٰ، حضرت اسمٰعیل کی والدہ پر رحم فرمائے، اگر وہ جلدی سے آبِ زمزم کے اردگرد باڑ نہ بناتیں تو یہ چشمہ ساری دنیا کے لئے کافی ہوتا"

حضرت ھاجرہ رضی اللہ عنہا پورے اطمینانِ قلب اور پُرسکون چشمہ کے اردگرد بیٹھی ہیں اور چشمہ کے اردگرد پرندے چہچہاتے اڑتے پھرتے اور اپنی چونچیں آبِ زمزم میں ڈبو کر اپنی پیاس بجھا رہے ہیں ــــ

اعلیٰحضرت ــــ تفسیر کنز الایمان ــــ حاشیہ نمبر ۹۱

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور سب سے پہلے عرب کے مشہور اور پرانے قبیلہ جرھم کا ادھر سے گزر ہوا ــــ

انہوں نے دیکھا کہ اس وادیٔ غیر ذی ذرع اور کوہساروں کے وسیع سلسلہ میں پرندے اُڑ رہے ہیں۔ قبیلہ والے سمجھ گئے کہ یہاں ضرور کہیں پانی موجود ہے ورنہ یہاں پرندوں کا اڑنا کیا؟ وہ اسطرف چل پڑے جدھر پرندے اُڑ رہے تھے، جب قبیلے کے لوگ قریب آئے تو ان کے تعجب و حیرانی کی کوئی حد نہ رہی کہ ایک صاف و شفاف، ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ فوارے کی طرح اُبل رہا ہے۔

اور ایک خاتون خوشی و مسرت کے عالم میں سر جھکائے بیٹھی ہے۔

قبیلے کے لوگ پیاس کے مارے نڈھال ہو رہے تھے اور پانی کی تلاش میں ہی عرب کے صحراؤں اور خشک چٹیل پہاڑوں کو عبور کرتے ہوئے وہ ادھر آنکلے تھے۔ اور اب ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ اُن کے سامنے تھا۔ ان کی خوشی کا اندازہ ان کی چھلکتی آنکھوں سے صاف لگایا جا سکتا کیوں کہ عرب کے صحراؤں میں پانی کا ملنا زندگی کی سب سے بڑی نعمت تصوّر ہوتا تھا۔

جب وہ آب زمزم کے چشمہ کے پاس آئے اور ایک عصمت و عفت مآب خاتون کو اس کے قریب بیٹھے دیکھا تو ہاتفِ غیبی سے ایک مسرور کُن آواز آئی۔ جس سے انہیں بھی سکونِ دل حاصل ہو گیا۔

شاہنامۂ اسلام —— میں حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے —— کہ ؎

ندا آئی کہ اے جرہم کے بچّو ! بادیہ گردو
ادب کی جا ہے لے بوڑھو، جوانو، عورتو، مردو
یہ وہ عورت ہے قربان عورتیں جس کی شرافت پر
یہ ایسی ماں ہے مائیں رشک کھائیں جس کی قسمت پر
یہ اُمُّ المُسْلِمِیْن ہے اور شہزادی ہے صحرا کی
اسی کے نازنیں قدموں سے آبادی ہے صحرا کی
یہ عورت اور اس کی گود میں بچّہ جو لیٹا ہے
یہ پیغمبر کی بیوی ہے وہ پیغمبر کا بیٹا ہے

قبیلہ جرہم کے لوگوں نے بڑے ادب و احترام اور نہایت ہی

عجز و انکساری سے حضرت ہاجرہؓ کو سلام کیا اور ساتھ کئی قسم کے نذرانے اور تحائف بھی پیش کیئے اور اس جگہ اپنے خیمے لگانے کی اجازت طلب کی۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی ۔ بس پھر انہوں نے اپنی رہائش و قیام کے لئے چشمہ کے ارد گرد اپنے خیمے نصب کر کے اپنی کمریں کھول دیں اور یہ پہلی آبادی تھی جو آب زمزم کے چشمہ کے ارد گرد بنی اور مکہ آباد ہونے لگا ـــــــ اور

پھر رفتہ رفتہ اِدھر اُدھر کے قافلے پانی کی تلاش میں سرگرداں اس طرف آنکلتے اور یہیں آباد ہوتے گئے اور جو اس صحرا میں بھٹک گئے وہ سینکڑوں میل چل کر بھی سراب میں گم ہو گئے اور ان کا نام و نشان تک مٹ گیا ـــــــ

بالآخر ـــــ صدائے خلیل علیہ السلام اور مشیّت الہٰی اپنا رنگ دکھانے لگی اور مکہ مکرّمہ آباد ہونے لگا ـــ جس کی نشاندھی قرآن مجید میں یوں کرائی ہے ـــ کہ

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّھُدًی لِّلنَّاسِ ـــ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ ـــ مَقَامُ اِبْرَاھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ـــــ

خلیل اللہ کی دعاؤں کا لُبِ لُباب

حضرات گرامی ـــــ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مندرجہ بالا قرآنی دعاؤں اور ارشادِ باری تعالیٰ کا لب لباب یہ ہے اور ان سے مندرجہ ذیل حقائق کھل کر سامنے آتے ہیں ـــــــ

۱ ـــــ یا اللہ اس بے آب و گیاہ وادی کے رہنے والوں کو ہر طرح کے اور ہر طرح کے اور ہر موسم یا بے موسم کے تر و تازہ پھلوں اور میوہ جات سے رزق

مہیا فرما ———

۲ ——— اور اس شہر کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنا دے ———

۳ ——— اور اس شہر میں جو بھی داخل ہو جائے اسے امان دے دے۔

مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ـ

جو بھی ان میں سے اللہ اور آخرت پر ایمان لائیں ان کے لئے یہ انعامات و اکرامات مخصوص کر دے! ———

اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ ——— خزائن العرفان تفسیر ——— حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ ——— فرماتے ہیں کہ۔ اس شہر کو امن وامان والا بنا دے ——— اس سے یہ مراد ہے کہ حرم کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے اور وہاں شکار تک کو امن ہے ——— یہانتک کہ حرم شریف میں شیر اور بھیڑیئے بھی شکار نہیں کرتے ——— اور مومن اس میں داخل ہو جائے تو عذاب سے مامون ہو جاتا ہے ——— اور حرم کو اسی لیئے حرم کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل۔ ظلم اور شکار تک حرام و ممنوع ہے۔ (احمدی) ———

اور اگر کوئی مجرم بھی حرم شریف میں داخل ہو جائے تو اس سے تعرض کیا جائے گا ——— (مدارک)

وَجَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ ——— اور ہم نے اس گھر کو مرجع الخلائق ——— پناہ گاہ اور دار الامان بنا دیا ——— اور یہاں پر امن وامان کی رکھوالی اور حفاظت کے لئے یہاں تک حکم نافذ کر دیا گیا کہ ایام حج میں کسی قسم کی لڑائی جھگڑا۔ قتل و غارت اور فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانا تو درکنار کوئی شخص ان ایام میں ایک مکھی نہیں مار سکتا اور ایک لیک ہلاک نہیں کر سکتا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں قبول ہوئیں یا نہیں ؟
تو قرآن پاک ہی سے ثابت ہے کہ اللہ کے خلیل نے اللہ تعالےٰ سے جو طلب کیا وہ انہیں عطا کیا گیا — جو دعا کی وہ قبول ہوئی اور جو مانگی وہ سب کچھ اُن کو دیا گیا ——

مثلاً —— حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت کی دعا ان الفاظ میں کی جو قبول ہوئیں ——

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا ——

اور یا — خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے دامن کو اولادِ نرینہ سے خالی دیکھنے کے سو سال کے بعد بارگاہِ خداوندی میں ان الفاظ میں درخواست کی

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ —— جو کہ اسی وقت قبول ہوگئی اور اسی وقت ایک حلیم بیٹے کی بشارت بھی آگئی ۔

وَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۔

اب دیکھنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مندرجہ ذیل دعائیں قبول ہوئیں کہ نہ ——

رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا ۔ اور وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعائیں کہ یا رب اس شہر کو امن والا بنا دے اور اس وادی غیر ذی زرع میں بسنے والوں کو تروتازہ پھلوں سے رزق مہیا فرما ۔

تو احباب کرام ! —— پہلی دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبول ہوگئیں تھیں تو یہ بھی ضرور قبول ہوگئی ہونگی —— تو پھر یہ ماننے میں کوئی باق نہیں کہ **آلِ سعود اور عرب کے شہزادے** جس عیش پرستی

اور کیف و مستی میں زندگی گزار رہے ہیں اور ہر صبح و شام نئے اور تر و تازہ پھلوں اور پاکیزہ میوہ جات اپنے شاہی خاندان کے دسترخوان کی زینت بناتے ہیں۔ یہ سب کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہی دعاؤں کا اثر و نتیجہ ہے ورنہ وہاں تو سوائے گرم ہوا کے تھپیڑوں اور بلند و بالا پہاڑوں کے تپتے ہوئے سنگریزوں کے سوا اور اس بستی میں دھرا ہی کیا تھا ——

اور آج سونے کے پہاڑوں اور تیل کے چشموں کی بدولت آلِ سعود اور عرب کے ان شہزادوں کی تجوریاں سونے چاندی کے خزانوں سے بھرے پڑے ہیں اور تیل کے چشموں کی آمدن سے ان کے شاہی محلات تعمیر ہو رہے ہیں۔ یہ بھی، حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی اس بے آب و گیاہ بستی کے لئے دعا ہی کا کرشمہ ہے۔ اور آج اس بستی کے رہنے والے آلِ سعود اور عربی شہزادوں کے شاہی دسترخوان پر جو امریکی بروسٹ مرغے —— زیتون کے تیل میں تلے ہوئے شامی کباب۔ زعفران کی چاشنی سے پکے ہوئے زردہ و پلاؤ اور سربمہر یافتہ کیلے اور سنگترے چنے جاتے ہیں، یہ بھی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

ورنہ یہ شہزادے تو دنیا بھر میں عرب کے بدو مشہور تھے جو کہ ڈاکوؤں کی طرح حاجیوں کے قافلے لوٹ کر اور کھجوروں کی گھٹلیوں اور جَو کے ملیدہ پر اپنی گذر اوقات کیا کرتے تھے —— اور آج دولت کی فراوانی۔ سونے چاندی کے خزانوں اور تیل کے چشموں کی اربوں روپوں۔ ڈالروں اور پونڈ کی آمدنی نے ان بدوؤں کو شہزادے بنا کر ان میں شیطانی تکبر و غرور اتنا بھر دیا ہے کہ مسلمان تو آبِ زمزم کو بطور تبرک اور بطور شفاء پیتے ہیں لیکن یہ بدمست شہزادے آبِ زمزم کی بجائے فرانس کا پانی خرید کر پیتے ہیں ——

لیکن یہ کتنے دُکھ کی بات ہے کہ آلِ سعود کے شہزادے جن انبیاءِ علیہم السلام کے صدقے سے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں انہی کے نام و نشان تک کو مٹا دیا گیا ہے، یہانتک کہ خاندانِ نبوّت کے مقدّس مزارات کو بھی بلڈوز کر دیا ہے ! ——————

شورش کاشمیری مرحوم نے اپنی کتاب "شب جائے کہ من بودم" کے ص۲۳ میں سعودی حکومت کے گماشتوں نے صرف شرک کو ہی مسمار نہیں کیا اس کے ساتھ ہی عشق و محبّت کے جال کو بھی توڑ دیا ہے اور اس کے مضبوط قلعہ کو بھی مسمار کر دیا۔ افسوس کہ سعودی حکومت شرک اور عشق میں امتیاز نہ کر سکی ——

اور یہ لوگ مزارات کی زیارت اور ان پر پھول چڑھانے کی بدعت اور شرک کہتے ہیں مگر جب کبھی خود کافروں۔ مشرکوں اور غیر مسلموں کی قبروں پر جلتے ہیں تو انہیں شرک نظر نہیں آتا ! ——————

روزنامہ نوائے وقت —— ۱۱ مئی ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں لکھا گیا ہے کہ اس وقت کے وزیرِ اعظم امیر فیصل کی سمادی پر پھول چڑھائے ——————

مسلمان بھائیوں —— ان شہزادوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ بتاؤ خاتونِ جنت کا مقدّس مزار مبارک کہاں ہے۔ (صلواۃ اللہ علیہا) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا روضۂ انور کس جگہ ہے اور دوسرے خاندانِ نبوّت کے چشم و چراغ کی قبریں پاک کس جگہ ہیں ؟ ——————

اور پھر روزنامہ جنگ ۲۷-۲۸-۲۹ ستمبر ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ ہندوستان کا وزیرِ اعظم پنڈت نہرو جب سعودی عرب کے دورہ پر گیا تو سعودی عرب کے شاہی خاندان نے ان الفاظ سے اس کا استقبال کیا ——

مرحبًا رسُولُ السَّلام ! کہ امن کے پیغمبر ہم تمہارا خیر مقدم کرتے ہیں۔
افسوس کہ نہ کوئی عالمِ دین بولا ـــــ نہ کسی مفتی نے زبان کھولی ـــ اور نہ ہی امامِ کعبہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آئی ـــــ

حضرات محترم ـــــ یہ سب کچھ عبدالوہاب نجدی کے بنائے ہوئے ذاتی اصولوں کے پیشِ نظر کیا جاتا ہے اور چونکہ یہ سعودی حکومت عبدالوہاب نجدی کو ہی اپنا پیشوا اور دینی راہنما مانتے ہیں اس لئے ان کی شخصی حکومت اور آمرانہ سلطنت میں عیاشی و فحاشی کے بازار کھلے ہیں ـــــ

اور وہ مقدس وادی جس میں تازہ پھلوں اور پاکیزہ میوہ جات کے ڈھیر لگے رہتے ہیں، وہاں آج شراب کی بوتلیں ـــ سوٗر کا گوشت اور تعیش کے سامان کے ڈھیر و انبار لگے ہوئے ہیں اور جہاں مسلمان بھائیو! ان عربی شہزادوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں ۔ مسلمانوں کی مذہبی کتابوں اور خصوصاً "کنزالایمان" کے سعودی عرب میں داخلے پر سخت پابندی ہے لیکن وہاں آجکل امریکہ کی عیاش فوج اور غیر مسلم فوجی سپاہیوں اور افسروں کے بے پناہ فحش لٹریچر اور عریاں تصویریں مکہ مکرمہ کے بازاروں دھڑا دھڑ بک رہی ہیں ! ـــــ

میں ۱۹۷۹ء میں امیر الحاج بن کر حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرفراز ہونے کے لئے گیا ـــ حسن اتفاق سمجھئے کہ آستانہ عالیہ محدث پاکستان فیصل آباد رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین جناب صاحبزادہ پیر فضل رسول صاحب رضوی حیدر اور مولانا محمد حسین صاحب خطیب مرالی والا بھی اسی سال اس خطۂ ارضی مقدس میں حاضر تھے ـــــ

ایک دن ملاقات کے دوران عرض کی ! حضور حجرِ اسود کو بوسہ تو دیا مگر

لطف نہیں آیا اور پیاس نہیں بجھی ! ______

فرمایا ______ آج رات ایک بجے چلیں گے ______

وقت پر خانہ کعبہ پہنچے ______ خدا کے مقبول بندوں کا ہجوم ______ حاجیوں کا اژدھام اور طواف کرنے والوں کی بھیڑ ______ خیال آیا کہ ایسی صورت حال میں کیسے ہوگا اور صاجزادہ صاحب کیا کریں گے ______ مگر ان کی جوانی اور ان کے بازوؤں میں خدا جانے اتنی طاقت کہاں سے آگئی کہ دونوں بازو بکھیر دیئے لوگ پیچھے ہٹتے گئے اور راستہ ہوتا گیا ______

حجرِ اسود کے قریب جاکر بازو پھیلا دیئے اور فرمایا صاجزادہ صاحب! جی بھر کر حجرِ اسود کو بوسے دے لو! ______

وہاں سے فارغ ہوکر مقام ابراہیم پر نفل پڑھنے لگے ______ دونوں رکوع میں گئے تو ایک سپاہی نے دیکھ لیا ______ ایک ڈنڈا میری کمر پر اور ایک صاجزادہ کی کمر پر پڑا ______

اسلیئے کہ عبدالوہاب کی اس مسلکی و نظریاتی اولاد ______ نجدی کے ان عیاش جیلوں اور عیش پرست شہزادوں کے نزدیک یہ شرک ہے ______ مگر ہم نے سامنے دیکھا تو شیعہ خاتون عربی میں کوئی قصیدہ پڑھ رہی تھی، اس میں اہل بیتِ اطہار اور بارہ اماموں کے نام لکھے ہوئے تھے ______ اسی سپاہی کی نظر پڑ گئی ______ فوراً وہاں پہنچا اور اس عورت کے ہاتھوں سے قصیدہ چھین لیا اور ایک لات بھی اس عزت مآب خاتون کے سر پہ جڑ دی ______

بس پھر کیا تھا ______ اس خاتون نے ایک آواز تو سینکڑوں ایرانی اس آواز پر اکٹھے ہو گئے اور اس بے ادب اور گستاخ سپاہی کو پکڑ لیا ______

اور پھر جب تک گورنر اور قاضی نے تحریری معافی نہیں مانگی معاملہ رفع نہ ہُوا اور سپاہی کو بے ادبی کی سزا فوری مِل گئی ——

مدینہ منورہ — پہنچا، تو ایک دن مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک نجدی — وہابی اور بے دین مولوی درس دینے لگا —— وہاں ایسے بدعقیدہ لوگوں کو تو اجازت ہے —— مگر ہم اہل سنتِ وجماعت والوں کو اجازت نہیں ہے۔ مگر وہ مکروہ چہرے والا مولوی۔ سیاہ فام اور چہرہ پر چیچک کے داغ نمایاں طور پر اس کے چہرے کو اور زیادہ کریہہ بنا رہے تھے، بڑے ہی بے ادبانہ انداز اور گستاخانہ لہجہ میں آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی طرف ارشاہ کرکے کہہ رہا تھا۔ نقلِ کفر، کفر نباشد۔ نعوذ باللہ۔ کہ — "دیکھو وہ مرا پڑا ہے اور مشرک لوگ اس کی جالی کو چوم رہے ہیں اور اگر یہ کسی کے کام آنے یا اسے کوئی اختیار ہوتا تو جنگِ اُحد میں اس کے دانت کیوں ٹوٹتے۔ وغیرہ وغیرہ ——

نماز کے بعد میں کھڑا ہو گیا اس کے سامنے اور بلند آواز سے کہا!

او بدعقیدہ و بدفطرت مولوی بند کر اپنی زبان اور مجھے بتا کہ ——

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک —— کس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور کہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے گنہگار لوگ معافی اور بخشش طلب کرنے کے لئے پہلے تیرے پاس آئیں۔ میرے محبوب پاک اور تو مجھے کہے گا تو میں ان کو بخش دونگا —— تیرے کہنے پر میری رحمت جوش میں آجائے گی۔

اس بے دین مولوی نے جواب کیا دینا تھا۔ سپاہی کو بلوا لیا۔ میں نے جب اس سپاہی کو بڑے غضب سے اپنی طرف آتے دیکھا تو حیران ہوا کہ کیا کروں۔

کیا بنے گا!____

نزدیک ہی دوسری طرف دیکھا تو ملک کے ممتاز قاری محمد یونس صاحب بھی نماز پڑھ رہے تھے ۔ میں نے انہیں آواز دی ۔ وہ نماز توڑ کر لڑنے بھڑنے کو تیار ہو گئے اور جب انہوں نے یہ کہا کہ پہلے تم بے ادبوں سے سمجھ لوں پھر نماز پڑھ لوں گا ۔ تو پتہ نہیں اس سپاہی کے دل میں کیا آیا کہ ہمیں لڑنے کے لئے تیار دیکھکر واپس چلا گیا ۔ یہ ہے وہاں کے بدعقیدہ اور بدمذہب آلِ سعود کے شہزادوں کی کافرانہ کارروائیاں____

اے اہلِ ایمان لوگو! اور انبیاء و اولیاء کے وفادارو یہ عبدالوہاب نجدی وہابی وہی بدفطرت ۔ بدمذہب اور بدطینت انسان ہے جس کے متعلق امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی علم غیب کے طور پر فرمادیا ہوا تھا ۔

مشکوٰت شریف صـ ۵۸۲ ۔ بخاری شریف جلد ۲ صـ ۱۰۵۱ ____

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ ۔ قَالَ ۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا ۔ قَالُوْا وَفِیْ نَجْدِنَا ۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ قَالَ ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا میں کہ____

یا اللہ ہمارے شام والوں پر اپنی برکت عطا فرما ۔ اور ۔ یا اللہ ہمارے یمن والوں پر اپنی برکت نازل فرما ۔ کچھ نجدی ۔ وہابی اور بدعقیدہ لوگ بھی بیٹھے تھے انہوں نے کہا ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کیلئے بھی

دعا فرمائیں ـــــ تو سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ـــــ نہ کیونکہ اس میں یعنی نجد میں زلزلے آئیں گے ـــــ فتنہ و فساد اٹھیں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا ـــــ

زبانِ حق ترجمان سے نکلی ہوئی بات سچ ثابت ہوئی کہ عبدالوہاب نجدی پیدا ہوا ـــــ جس کے پیروکار آج بھی انبیاء کرام ـ اولیائے عظّام ـ بزرگانِ دین اور ان کے مزارات کے دشمن اور ان کی پاکیزہ اور پُرنور قبروں کو بُت کہنے والے دنیا کے ہر خطہ میں بستے ہیں اور یہ آلِ سعود بھی اسی نجدی ـ وہابی کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں ـــــ

قارئینِ کرام ـــــ اب ذرا **تصویر کا دوسرا رُخ** ملاحظہ فرمادیں ـــــ

پارہ ـ ۶ ـــ سورۃ المائدہ ـــ آیت نمبر ـ ۵۱

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ـــ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ـــــ

ترجمہ اعلحضرت ـــــ اے ایمان والوں یہود و نصارٰی کو دوست نہ بناؤ ـ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ـــ اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے !

قرآن حکیم کی اس آیت پاک پر غور کرو اور پھر دنیائے اسلام کی یہود و نصارٰی سے دوستی دیکھو اور پھر فیصلہ کرو کہ ہم مسلمان ہیں یا انہیں یہود و نصارٰی میں سے دوسرے اسلامی ممالک کی بات پھر ہوگی ـــ پہلے سعودی عرب کی حکومت

کو دیکھو جہاں سے آفتاب اسلام کی کرنیں پھوٹیں اور جہاں قرآن پاک کی یہ آیت پاک نازل ہوئی اس کا غیر اسلامی رویّہ اور غیر دینی کردار ملاحظہ ہو کہ عراق نے کویت پر حملہ کر کے اس کے مال و متاع اور تیل کے کنوؤں پر قبضہ کر لیا تو سعودی عرب کی حکومت کو خدا جانے کیوں یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کویت کے بعد عراق کا صدام حسین سعودی عرب پر حملہ کرے گا — غیر اللہ سے مدد مانگنے والوں پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں نے فوراً عیسائی مملکت امریکہ کو امداد کے لئے پکارا ——

سیّد افتخار الحسن زیدی کے نزدیک آلِ سعود کے شہزادہ فہد کی ایک عیسائی ملک سے اپنے اقتدار کی کرسی کی حفاظت کے لئے بلانا اور اس سے مدد طلب کرنا کھلم کھلا اسلام سے غداری — دین سے بغاوت اور قرآن حکیم کے احکام کی خلاف ورزی ہے — اور پھر اکیلا امریکہ ہی نہیں بلکہ اسلام دشمن، یہود و نصاریٰ کی ساری حکومتوں نے مل کر صدر صدام حسین کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا —— الکفر ملّۃ واحدۃ کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اور قرآن مجید کے ان الفاظ کی تائید کرتے ہوئے کہ یہ کافر و مشرک اور یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں، عراق پر ٹوٹ پڑے — اَوْلِیَاءُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ! —— مگر صدر صدام حسین کا تینتیس غیر مسلم اور سپر طاقتوں کا ڈیڑھ ماہ تک مقابلہ کرنا، اس کی بہادری۔ شجاعت اور جرأت مندی کی ایک روشن دلیل ہے! ——

بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اللہ اور اللہ کے خلیل نے جس شہر یعنی مکہ مکرمہ کو امن و سلامتی کا گہوارہ فرمایا تھا اس سرزمین میں آج بمبار طیارے — آگ برسانے والے ٹینک! - آتش فشاں توپیں اور خطرناک میزائل فضاؤں میں اڑتے دکھائی دیتے ہیں —

افسوس ہے کہ ہماری نام نہاد اسلامی ریاستیں، بے پناہ مالی وسائل
ر دولت کے بھرپور خزانوں کے ہوتے ہوئے اتنی کمزور اور بزدل ہیں کہ کویت کے
م — امراء اور عوام جو آج فتح کا جشن ہوائی فائروں سے منا رہے ہیں۔ عراق کا
ک گھنٹہ بھی مقابلہ نہ کر سکے اور بمع الصباح کے سر پہ پاؤں رکھ بھاگ نکلے —
کسی کے پاس کوئی اسلحہ — کوئی سامانِ جنگ نہیں اور کوئی فوج نہیں
ے تو پھر کیوں خادمِ حرمین الشریفین بنے بیٹھے ہیں — دو لاکھ یہودیوں کے
قابلے میں دس کروڑ سے زیادہ عربی شہزادے نہ ٹھہر سکے اور اسرائیلی حکومت قائم
و اور اب بیت المقدس بھی ان یہودیوں کے قبضہ میں دے کر اپنی شہزادگی پر
ز کرتے ہیں —

۱۹۷۹ء میں، میں بھی امیر الحجاج بن کر حج بیت اللہ گیا ہوا تھا
ر چند عرب کے شہزادے کی شخصی حکومت اور آلِ سعود کی آمرانہ سلطنت کے
مخالفوں نے اچانک خانہ کعبہ پر حملہ کر دیا — لیکن سترہ دن تک عرب کے
سپاہی حملہ آوروں کو خانہ کعبہ سے نہ نکال سکے — پاکستانی فوج کے بہادروں
نے آدھ گھنٹہ کے اندر ہی ان باغیوں کو گرفتار کر لیا تھا —

پھر یہ خادم اور محافظِ حرمین الشریفین کیسے ہوئے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی

اور

شہزادی بلقیس کا ھُدھُد

قارئین کرام! ـــــ جس طرح اصحاب فیل کا سفید ہاتھی۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ـــ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائیں گے اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی اور شہزادی بلقیس کا ھُدھُد بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائیں گے۔

اور جس طرح مذکورہ بالا جنتیوں کا ذکر پاک کو قرآن مجید کی زینت بنایا گیا، اسی طرح چیونٹی اور ہدہد کا تذکرہ بھی قرآن مجید کی زینت بنایا گیا ہے اور اس کا بیان بھی بڑا کھل کر کیا ہے۔

مثلاً ـــ پارہ ۱۹ ـــ سورۃ النمل۔ آیات ـــ ۱۷ تا ۲۲

پورا قصہ اس طرح ہے ـــ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ۔ اور

...ب حضرت داؤد علیہ السلام کے علم وعرفان کے وارث بنے تو حضرت سلیمان علیہ السلام
...نے پہلا خطبہ ارشاد فرمایا ــــــ

وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ط
إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ــــــ

اور فرمایا ــــ کہ اے لوگوں ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے۔
...ور ہر چیز میں سے ہمکو عطا ہوا اور یہی ظاہر فضلِ خداوندی ہے ــــــ

تفسیر خازن العرفان ــــ السید صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ جو کہ میرے استاذِ
...رامی بھی ہیں مہتمم جامعۂ نعیمیہ مُراد آباد ــــ کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ ملک بھی عطاء کیا گیا ۔۔ اور
...شارق و مغارب کا مالک بنایا گیا ــــ اور پھر چالیس سال تک اس کے مالک بھی
...ہے اور پھر تمام دُنیا کی مملکت عطا فرمائی ــــ اور جنّ و انس ۔ شیطان ۔ پرندو
...رند ۔ درندے اور چوپائے اور سب چیزوں پر آپ کی حکومت تھی ــــ اور اس
...ساری دُنیا کی حکومت کے ساتھ ہر شے کی زبان کو سمجھ سکتے تھے ــــ اس کے علاوہ بڑی
...بڑی اور عجیب وغریب صنعتیں آپ کے دَور میں بروئے کار آئیں! ــــ

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۔

ایک دِن حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تختِ حکومت پر بمع اپنے لشکریوں
...کے بیٹھے سیر کو نکلے ــــــ

حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا
مَسَاكِنَكُمْ ــــــ یہاں تک کہ اس وادی
...میں آگئے جہاں چیونٹیوں کی کثرت تھی ــــــ چیونٹیوں کی سردار نے چیونٹیوں

سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا میں اُڑتا ہوا آرہا ہے اور وہ اسی وادی میں اُترے گا تم اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں ۔ اپنے اپنے گھروں ، اپنے بلوں میں چلی جا
اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکری تمہیں کچل دیں ________

۔ چیونٹی کی یہ بات سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام مسکرائے اور یہ آواز اور چیونٹی کی یہ بات آپ نے تین میل کے فاصلہ سے سن لی تھی ۔

حضرات گرامی ! ________ کیا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا اعجاز نبوت نہیں ہے کہ آپؑ نے چیونٹی کی بات ہوا پر اُڑتے ہوئے تخت پر تین میل کی دوری پر سُن لی ۔ اور آج جبکہ ہزاروں جدید سائنسی آلات ایجاد ہو چکے ہیں کوئی ایسا آلہ موجود ہے جو کہ چیونٹی کی آواز ریکارڈ کر سکے ۔ اسکو سمجھنا تو بہت دور کی بات ہے ! ________

لیکن اللہ کریم نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو معجزات کے طور پر ایسے کمالات ودلیعت کئے ہوتے ہیں جو ان کی نبوت کے شاہد ہوتے ہیں اور اسی طرح صحابہ کبار اور اولیائے عظام پر بھی ایسی عنایات کی بارش کی جاتی ہے تاکہ انبیائے کرام کے معجزات اور اولیائے عظام کی کرامات کا انکار کرنے والوں کے لئے اتمام حجت ہو سکے ! ۔

جیسا کہ بہت سی کتابوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **نہاوند** کی جنگ میں برسر پیکار تھے کہ آپ کے کانوں نے یہ آواز سُنی **یَا سَارِیَۃُ الْجَبَل** ____ کہ ساریہؓ پہاڑ کی جانب سے بچو ! ___ اور یہ فاصلہ ۳۰۳ سو میل کا تھا ____ یہ الفاظ حضرت فاروق اعظمؓ کی زبان پاک سے اس وقت نکلے جبکہ آپ مدینہ منورہ میں جمعۃ المبارک خطبہ ارشاد

فرمارہے تھے ____

خطبہ کے وقت آپ کی نظرِ ولایت اٹھی تو مدینہ پاک سے ۲۴۰ سو میل دُور نہاوند کے میدان جنگ پر پڑی جہاں پر لشکرِ اسلام امیر حضرت ساریہؓ کی قیادت میں ایرانیوں کے خلاف برسرِ پیکار تھا۔ آپ نے دیکھا کہ دشمن کی فوج پہاڑ کی اوٹ سے لشکرِ اسلام پر حملہ کرنے ہی والی ہے تو آپ نے حضرت ساریہؓ کو آواز دے کر خبردار کر دیا اور پھر یہ کمالِ نظرِ ولایت حضرت عمر فاروقؓ ہے تو اُدھر کمالِ قوتِ سماعت حضرت ساریہؓ کی طرف غور فرمایئے کہ کوئی تار برقی نہیں، نہ کوئی لاسلکی کا نظام اور آلۂ کشادِ صوت ہے مگر پھر بھی نگاہِ فاروقؓ نے دیکھ لیا اور حضرت ساریہؓ کے کانوں نے سن لیا۔[1]

تفسیر کبیر۔ جلد ۶۔ صفحہ ۴۰۳ — چیونٹی نے کہا ____

وَهٰذَا غَيْرُ مُسْتَبْعَدٍ ____ اور یہ کوئی بعید نہیں! ____

فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يَّخْلُقَ فِيْهَا الْعَقْلَ وَالنُّطْقَ۔

کیونکہ۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اس نے چیونٹی میں عقل اور قوتِ گویائی عطا کر دی ہو ____

اور چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کیوں کہا کہ اپنی اپنی کھڈوں میں داخل ہو جاؤ! ____

لِاَنَّهَا خَافَتْ عَلٰى قَوْمِهَا ____ کیونکہ وہ چیونٹی اپنی قوم کی سردار اور سربراہ تھی ___ اسلئے اسے اپنی قوم کا خوف پیدا ہوا اور وہ اپنی قوم کے سردار اور سربراہ ہونے کے ناطے یہ ضروری سمجھتی تھی کہ اپنی قوم کو آنے والے خطرہ سے بچانے کی کوشش کرے ____

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں کوفہ کا گورنر بن کر وہاں گیا تو

---

[1] مشکوٰۃ شریف۔ باب الکرامات صفحہ ۵۴۶۔

لوگوں نے بڑا پرتپاک خیر مقدم کیا ــــــــ
فَقَالَ سَلُوْا عَمَّا شِئْتُمْ ــــــــ تو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے
عوام سے کہا کہ مجھ سے جو پوچھنا چاہو تو پوچھ لو ــــــــ
كَانَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَاضِرٌ وَهُوَ غُلَامٌ ــــــــ
اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی اس اجتماع میں حاضر تھے اور آپ
ابھی نوجوانی کے عالم میں تھے ــــــــ
آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنا سوال پوچھا ــــــــ
اَكَانَتْ ذَكَرًا اَمْ اُنْثٰى ــــــــ کہ کیا حضرت سلیمان علیہ السلام
والی چیونٹی مذکر تھی یا مؤنث؟ ــــــــ
حضرت قتادہؓ ــــ خاموش ہو گئے تو حضرت امام ابو حنیفہؒ نے خود ہی
جواب دیا ــــــــ كَانَتْ اُنْثٰى ــــــــ
کہ وہ چیونٹی مونث تھی ــــــــ
تو لوگوں نے پوچھا ــــــــ مِنْ اَيْنَ عَرَفْتَ
کہ آپ کو کیسے پتہ چلا ــــ تو فرمایا کہ اگر وہ چیونٹی مذکر ہوتی تو قَالَتْ
کے بجائے قَالَ ہوتا [1] ــــ
کنزالایمان ــــ سبحان اللہ ــــ اس سے حضرت امام صاحب کی شانِ
علم معلوم ہوتی ہے ــ چیونٹی کا نام مُنْذِرَةْ تھا ــــــــ
حضرت سلیمان علیہ السلام نے **وادیٔ نمل** میں اتر کر ڈیرا لگا دیا ــــ
جن و انسان اور ملائیکہ و چرند و پرند با ادب باملاحظہ حلقہ باندھکر اردگرد کھڑے
ہو گئے ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اپنے لشکر کی طرف نگاہ اٹھائی تو خوشی و مسرت

---

[1] :۔ تفسیر نسفی جلد ۳ صـ ۱۵

کے عالم میں پکار اُٹھے ——— القران

اور عرض کی اے میرے ربّ مجھے توفیق دے کہ شکر کروں تیرے احسانات کا جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیئے ——— اور میں وہ اچھا اور نیک کام کروں جو تجھے پسند آئے ———

وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ۔

اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے اِن بندوں میں شامل کر جو تیرے قربِ خاص کے سزاوار ہیں ——— ۔ (صالحین)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے لشکر کو دیکھا تو ھُدھُد پرندہ دکھائی نہ دیا ——— پنجابی میں اسے "چکی راھا" کہتے ہیں اور اس میں کمال یہ ہے کہ یہ پتہ چلا لیتا ہے کہ زمین کے کس خطہ میں پانی ہے ! ———

وَكَانَ يَرَى الْمَاءَ مِنْ تَحْتِ الْاَرْضِ ———

تفسیر کبیر ——— جلد ۶ ——— صـ ۴۰۴ ۔ تفسیر نسفی جلد ۴ صـ ۱۰۸ ۔

تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب ھُدھُد نظر نہ آیا تو جلال اور غصہ میں فرمایا کہ ھُدھُد میری اجازت کے بغیر کہاں اور کیوں غائب ہو گیا ! ———

مَیں اُسے اس غلطی پر سخت سزا دوں گا ! ———

ہاں ! اگر اس نے کوئی معقول جواب اپنی ——— غیر حاضری کا دے دیا تو میں درگزر کروں گا ! ———

حضرت سلیمان علیہ السلام ابھی یہ اعلان ہی کر رہے تھے کہ ھُدھُد بھی فضائے آسمان میں پرواز کرتا ہُوا ——— اور چہچہاتا ہُوا حاضرِ مجلس ہو گیا ———

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ میری اجازت بغیر کیوں اور کہاں گیا تھا ۔

ھُدھُد پرندہ نے جواب دیا ـــــ حضورؑ! میں ملکِ سبا سے آرہا ہوں اور ایک عجیب و غریب اور حیران کُن خبر لایا ہوں ـــــ اور خبر سچّی اور حقیقت پر مبنی ہے ـــــ کہ

وہاں ایک حسین و جمیل شہزادی بلقیسؔ ہے جو ملکۂ سبا کے لقب سے پکاری جاتی ہے۔ اسکا ملک بڑا ہی سرسبز و شاداب اور خوبصورت ہے! ـــــ اور وہ اور اس کی پوری قوم سورج کی پرستش کرتی ہے جو شیطان کے جال میں پھنس چکی ہے ـــــ

وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ـــــ اور وہ ایک بہت بڑے تخت کی مالک ہے! ـــــ

تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۴۰۴ ـــــ تفسیر نسفی۔ جلد ۴ ص ۱۰۹ ـــــ

كَانَ ثَمَانِيْنَ ذِرَاعًا فِى ثَمَانِيْنَ ذِرَاعًا وَطُوْلُهٗ فِى الْهَوَاءِ ثَمَانِيْنَ ذِرَاعًا ـــــ اسّی ہاتھ لمبا ـــــ اسّی ہاتھ چوڑا اور اسّی ہاتھ اونچا ہے وہ تخت ـــــ

وَكَانَ مِنْ ذَهَبٍ وَّفِضَّةٍ وَكَانَ مُرَصَّعًا بِاَنْوَاعِ الْجَوَاهِرِ وَقَوَائِمُهٗ مِنْ يَاقُوْتٍ اَحْمَرَ ـــــ اور

وہ تخت سونے اور چاندی کا بنا ہوا ہے اور وہ لعل و جواہرات سے جڑا ہوا ہے۔ اس کے پائے سُرخ یاقوت کے ہیں ـــــ اور وہ بہت ہی خوبصورت اور سچّے موتیوں سے آراستہ ہے! ـــــ

احبابِ کرام! ـــ شہزادی بلقیس کے تخت کو قرآن پاک نے عظیم فرمایا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ قرآنِ حکیم نے اور بھی کئی اشیا کو عظیم کہا ہے ـــــ

مثلاً ــ احسن القصص ص ۱۴۵ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ــــــ

خُدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو اور اپنے تخت کو عظیم فرمایا ہے۔

پارہ-۱۸ سورۃ المؤمنون ــ آیت ۸۶ ــــ (۱) ــ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ــــــــ

(۲) ــ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ــ

(۳) ــ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ــــــــ

اور اپنے عرش کو اسلیئے عظیم کہا ہے ــــ اِلَّا نَّهُ خَلْقٌ عَظِيْمٌ ۔ کہ یہ ساری مخلوقات سے بڑا ہے ــ ـــــ ـــــ

لَهُ اَرْبَعَةُ اَرْكَانٍ وَلِكُلِّ رُكْنٍ ثَلٰثُمِائَةٍ وَسِتُّوْنَ قَائِمَةً مِنْ يَاقُوْتٍ اَحْمَرَ ــــــ کہ اس کے چار ستون اور تین سو ساٹھ سرخ یاقوت کے پائے ہیں ــــــــ

وَمَسِيْرَةُ ثَمَانِيْنَ بِاَجْنِحَةِ الْمَلَائِكَةِ ــــــــ

اور اگر ایک تیز رفتار فرشتہ ایک پائے سے دوسرے پائے تک جانا چاہے تو اُسے اسّی برس کا عرصہ درکار ہوگا ! ــــــــ

(۴) ــ اور پھر خدا تعالےٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق کو عظیم فرمایا ہے ! ــــــــ

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ــ وَكَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ وَلَمْ يَدْعُ حِيْنَ كُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهُ عَلَيْهِمْ ــــــــ

اور میدانِ اُحد میں آپؐ کے دندان مبارک بھی شہید کئے گئے مگر آپ نے ہرگز ان کے لئے بد دعا نہیں کی ! ــــــــ

وَلَا فِي ذَاتِ الشَّدَائِدَ اذُوْا ــــــ

یہاں تک کہ کفّار و مشرکینِ مکّہ نے آپؐ کو طرح طرح کی اذیّتیں دیں مگر آپ صبر و شکر کرتے رہے ــــ طائف کے بازار میں آپؐ پر اتنے پتھر برسائے گئے کہ خون جاری ہو گیا ــــ تو صاحبِ خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم سے زید بن حارثہؓ نے بددعا کے لیے عرض کی ــــ تو آپؐ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا ــــــــــــ کہ

میں اس دھر میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا ــــ بلکہ ان کے حق میں یہ دعاء فرمائی ــــ ع

الٰہی رحم فرما آج طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

ــــــــــــ اور ــــــــــــ

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سُن کر دعائیں دیں

(۵) ــــــ اور پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دُنبہ کو بھی عظیم فرمایا۔

وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ــــــ

کیونکہ وہ تین ہزار تین سو ستائیس (۳۳۲۷) سال تک جنت میں پلتا رہا۔
اور سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ میدانِ کربلا میں وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام خاتونِ جنت حضرت فاطمہؓ کی گود میں پلتا رہا ــــــــــــ

(۶) ــــــ اور پھر فرعون کے جادو کو عظیم کہا ــــــ

وَجَاءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ـــــــ کہ

وہ بہت بڑا جادو لے کر آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزنما عصا کے مقابلے میں ـــــــ

(۷) ـــــ اور پھر قیامت کے زلزلہ کو عظیم کہا: ـــــ

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ـــــ کہ

قیامت کا زلزلہ بہت بڑا ہے! ـــــ

(۸) ـــــ اور عورتوں کے مکر کو بھی عظیم فرمایا ـــــ

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ـــــ وَالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ

(۹) ـــــ اور پھر شرک کو بھی عظیم فرمایا ـــــ

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ! ـــــ

ھدھد کی گفتگو سن کر اور شہزادی بلقیس کی تعریف اور اس کے سنہرے تخت کی توصیف سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام بہت ہی حیران ہوئے ـــ اور پھر آپ کو شہزادی بلقیس اور اس کے خوبصورت تخت کو دیکھنے کی تمنا پیدا ہوئی تو آپ نے ایک خط شہزادی ملکہ سبا کو لکھ کر ھدھد کے حوالے کیا اور فرمایا میرا یہ خط انہیں دے آ ـــ خط یہ تھا ـــــ

وَاِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ ـــ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خط کا مضمون یہ تھا ـــــ کنزالایمان ـــــ کہ از جانب بندہ خدا سلیمان بن داؤد بسوئے ملکہ سبا بلقیس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس پر سلام جو ہدایت قبول کرے ـــ اس کے بعد مدعا یہ: ـــــ

لَا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ـــــ کہ

تم مجھ پر بلندی نہ چاہو اور میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو ـــــ اور آخر میں خط پر اپنی مہر لگا کر ھُدھُد پرندہ کے پروں میں باندھ دیا ـــــ

ھُدھُد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر پرواز کی ـــــ

زہت المجالس جلد ۱ صـ۲۶ حضرت علامہ عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ ـــ لَمَّا اَرْسَلَ سُلَیْمٰنُ الْهُدْهُدَ اِلٰی بِلْقِیْسَ قَالَتِ الطُّیُوْرُ کَیْفَ تَذْهَبُ وَاحِدَكَ ـــــ کہ جب حضرت سلیمٰن علیہ السلام نے ھُدھُد کو خط دے کر بلقیس شہزادی کی طرف بھیجا تو پرندوں نے ہُدہُد سے کہا کہ تو اکیلا ملکِ سبا میں کیسے جائے گا؟ ـــــ

تو ہُدہُد نے پرندوں کو جواب دیا! ـــــ

مَنْ کَانَ مَعَهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـــــ کہ جس کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نقش ہو تو وہ ہر بلا سے محفوظ رہتا ہے۔
فَمَرَّ عَلٰی اَرْبَعَتِ آلَافِ صَیَّادٍ ـــــ

راستہ میں چار ہزار شکاریوں نے ہُدہُد کو پکڑنے کی اور اس پر تیر چلا کر نشانہ بنا کر گرانے کی کوشش کی مگر ھُدھُد محفوظ رہا ـــــ

چنانچہ ھُدھُد وہ خط لے کر شہزادی بلقیس کے پاس پہنچا۔ اس وقت شہزادی بلقیس کے ارد گرد ارکینِ سلطنت، وزراء و امراء دربار میں بیٹھے تھے کہ ہُدہُد نے وہ خط شہزادی بلقیس کی گود میں ڈال دیا ـــــ پہلے تو وہ گھبرائی مگر پھر حضرت سلیمٰن علیہ السلام کی خط پر مُہر دیکھ کر خوش ہوئی اور خط پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے الفاظ پڑھ کر اسے مزید طمانیت حاصل ہوئی اور پھر ارکینِ سلطنت سے کہا! ـــــ کہ

اے میرے سردارو ـــــ وزیرو۔ اور امیرو ! ـــــ

أُلْقِيَ عَلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ـــــ

کہ میری طرف ایک نہایت ہی عزّت وتکریم والا خط آیا ہے جس میں لکھّا ہے کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور مطیع و فرمانبردار بن کر میرے حضور حاضر ہو جاؤ۔

کتاب کریم ـــــ اس لیئے کہ خط بھیجنے والا ایک برگزیدہ اور مکرم و محترم بادشاہ کی طرف سے تھا ـــــ

تفسیر کبیر جلد ۶ صـ ۴۰۷ ـــــ کنز الایمان۔

لِاَنَّهٗ مِنْ عِنْدِ مَلِكٍ كَرِيْمٍ ـــــ

تفسیر قادری جلد ۲ صـ ۱۷۶ امام فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس خط کو بزرگی اسلیئے حاصل تھی کہ اسمیں ملک گیری کی ہوس نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیا گیا تھا اور اللہ کی طرف ہی بلانے والا تھا ـــــ

پھر بتایا کہ یہ خط حضرت سلیمٰن علیہ السلام کی طرف سے ہے۔ اور پھر **ملکۂ سبا** نے، ارکان سلطنت حکومت کے نمائندوں اور فوجی جرنیلوں کا ایک ہنگامی اجلاس بلا کر کہا کہ مجھے بتاؤ کہ اس خط کے جواب میں مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

تو سب نے متفقہ طور پر جواب دیا ـــــ

نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ـــــ

کہ ہم قوّت رکھتے ہیں ـــــ طاقت پر ہمیں ناز ہے اور ہم سخت لڑائی لڑنے والے جنگجو ہیں ـــــ مگر پھر بھی جو تمہارے رائے اور مرضی ہوگی وہی ہماری ہوگی!

اب تم اپنا مشورہ دو جنگ کا یا صلح کا؟

شہزادی بلقیس اپنے ارکانِ حکومت کی باتیں سنکر سمجھی کہ یہ لوگ جنگ کرنے اور لڑنے مرنے پر آمادہ ہیں تو اسے یہ بات پسند نہ آئی تو پھر انہیں جنگ وجدال کی خرابیوں اور لڑائیوں اور قتل و غارت گری کی تباہ کاریوں کے متعلق فرمایا ــــــ

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً ــــــ کہ

بیشک تم لوگ میرے وفادار ساتھی ہو ــ بہادر ہو ــ قوّت والے بھی ہو ــ شجاع بھی اور جنگجو بھی ہو ــ میری عزت و آبرو کیخاطر اپنی جانیں نثار کرنے والے بھی ہو مگر یہ یاد رہے کہ جب یہ دنیا کے بادشاہ فاتح کی حیثیت سے کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں ــــ اور وہاں فتنہ و فساد کا طوفان کھڑا کر دیتے ہیں اور اس بستی کے معزّز لوگوں کو ذلیل و خوار کر دیتے ہیں اور مال و اسباب لوٹ لیتے ہیں ــــــ

وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ــــــ

اور وہ ایسا کرتے ہی رہتے ہیں جیسا کہ آج آل سعود کے شہزادے شاہ فہد نے ایک مسلمان حکومت کو تباہ و برباد کرنے کے لیئے امریکہ کی عیاش فوج اور دوسری عیسائی اور کافروں، مشرکوں کی سلطنت کے اوباش گماشتوں کو اپنی شہزادگی کی کرسی بچانے کیخاطر بلوا کر عرب کے ریگستان کو مسلمان کے خون سے رنگین کرنے میں مصروف ہے ــــــ

مگر افسوس کہ " الکفر ملّۃ واحدۃ " کی عملی تفسیر تو ظاہر ہوگئی، مگر ابھی تک المسلم ملّۃ واحدۃ کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا ــــــ تیس [۳۰] کافر و مشرک یعنی یہود و نصارای کے مقابلہ میں اکیلا **عراق** کا بہادر صدّام حسین ۔

قرآن حکیم کا کیا خوبصورت حُسنِ اتفاق ہے کہ اُدھر شہزادی بلقیس نے اپنے سرداروں سے کہا ——— یَا اَیُّهَا الْمَلَأُ ! کہ اے میرے درباریو ! ——— اَفْتُوْنِیْ فِیْ اَمْرِیْ ۔ مجھے اس کام کے بارے بارے اپنی اپنی رائے پیش کرو ! ——— اور اِدھر حضرت سلیمان نے بھی اپنے درباریوں سے بھی یہی فرمایا تھا ——— یَا اَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ ——— کہ اے میرے درباریو لشکریوں اور جرنیلوں تم میں سے کون ہے جو شہزادی بلقیس کا تخت ہمارے پاس لائے ۔

ایک جن نے کہا کہ میں لاتا ہوں ——— تیرے اٹھنے سے پہلے ——— فرمایا ۔ مجھے اس سے بھی جلدی چاہیئے ——— تو ایک علم والے یعنی برخیا آصف نے کہا ——— حضور وہ تخت میں لاتا ہوں ——— آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے ———

پس سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ تخت پاس موجود ہے ——— حالانکہ آصف برخیا جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر بھی تھا اور فقیر بھی وہاں سے اٹھا بھی نہیں ——— غائب بھی نہیں ہوا اور ہاتھ بھی باہر نہیں نکالے ——— مگر پھر بھی تخت لے آیا ——— هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ———

حصول قصہ یہ ہے کہ ملکہ سبا شہزادی بلقیس نے کہا :—
رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؀
کہ —اے رب — آج تک تو میں اپنی جان پر ظلم کرتی رہی کہ سورج کی پوجا کرتی رہی اور اب میں حضرت سلیمان کے ساتھ ایک رب پر ایمان لاتی ہوں اور حلقہ بگوشِ اسلام ہوتی ہوں —

تفسیر کبیر جلد ۶ صـ ۴۰۳ ۔ تفسیر کنز الایمان اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ ۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ وادی نمل میں سے گزرے تو چیونٹیوں کی سردار نے چیونٹیوں سے کہا کہ اپنی اپنی کھڈوں میں داخل ہو جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمٰن اور ان کا لشکر تمہیں کچل ڈالے ـــــ

وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ـــــ بے خبری میں ـــــ

كَأَنَّهَا عَرَفَتْ إِنَّ النَّبِيَّ مَعْصُوْمٌ فَلَا يَقَعُ مِنْهُ هٰذِهِ الْحَيَوَانَاتُ الَّا عَلٰى سَبِيْلِ السَّهْوِ ـــــــــــ کہ وہ چیونٹی جانتی تھی کہ حضرت سلیمٰن علیہ السلام نبی ہیں اور ہر خطا سے معصوم ہیں ۔ اور صاحب عدل ہیں اور جبر اور زیادتی آپ کے شایان شان نہیں ہے ـــــ اسلئے وہ گزریں اور بےخبری میں چیونٹیاں کچلی جائیں ـــــــ

وَهٰذَا تَنْبِيْهٌ عَظِيْمٌ عَلٰى وُجُوْبِ الْجَزْمِ بِعِصْمَةِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ـــــــــــ اور چیونٹی کا یہ کہنا بختہ دلیل ہے اس بات کی کہ تمام انبیاء علیہم السّلام معصوم عن الخطا ہوتے ہیں ـــــــ

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ چونکہ اس چیونٹی نے حضرت سلیمٰن علیہ السلام کو اور تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی معصوم عن الخطاء کہا ہے اس لیئے اس کی یہی اچھی نسبت اسے جنّت میں لے جائے گی ـــــ اور ھُدھُد کے خط لے جانے کی اچھی نسبت کے باعث ملکہ سبا شہزادی بلقیس حلقہ بگوش اسلام ہوئی اسلیئے وہ ھُدھُد بھی جنّت میں جائے گا۔ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ امام غزالیؒ اور علامہ صفوریؒ نے سچ کہا ہے

کہ ــــــــــــــــــ

"نسبت اچھی ہو تو جنّت میں جانا مشکل نہیں ہے۔"

جیسے حضرت سلیمٰن علیہ السّلام کی چیونٹی اور بلقیس شہزادی کا ھُدھُد ــــ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیرِ اعظم جب بے نظیر بھٹو ہوئی تو علمائے کرام نے بخاری شریف کی اس حدیثِ پاک کے پیشِ نظر فتوٰی دے دیا کہ نبیّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــــــ کہ

"جس قوم کی سربراہ ایک عورت ہو وہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی" ــــ

تو پیپلز پارٹی کے جاہل اور تنخواہ دار مولویوں اور گمراہ قسم کے عوام نے شہزادی بلقیس کی سربراہی کو دلیل بنا کر پیش کرتے رہے! ــــــــ

مگر وہ سیم زدہ مولوی اتنا بھی نہ سمجھ سکے کہ جب شہزادی بلقیس ملکِ سبا کی سربراہ تھی اس وقت تو وہ کافرہ تھی ــــــ

مسلمان ہونے اور حضرت سلیمٰن علیہ السلام کے نکاح میں آنے کے بعد کوئی مُلاّ ثابت کرے کہ وہ پھر بھی کسی مُلک کی سربراہ رہی ہو! ــــ

مثلاً ــــ بخاری شریف جلد ۲ صـ ۶۳۷ :ــــ

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی کہ ــــــــــــ

اِنَّ اَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَكُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى ــــ کہ فارس والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو یعنی ایک عورت کو فارس کی سربراہ بنالیا ہے تو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــــــ

لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَاَةً" ــــــ کہ یہ قوم

کبھی فلاح و ترقی نہیں کر سکتی جس قوم نے عورت کو اپنا سربراہ بنا لیا۔
اور زبانِ نبوّت سے نکلی ہوئی بات سچ اور حقیقت پر مبنی ثابت ہوئی کہ جب تک پاکستان کے بے علم ــ جاہل اور عیاش لوگوں نے بے نظیر صاحبہ کو ملک کی وزیر اعظم بنائے رکھا ملک پر نحوست و یبوست کے سیاہ بادل ہی چھائے رہے اور ملک کی فلاح و بہبود اور تعمیر و ترقی کے تمام راستے بند ہی رہے !

اور ــــــ اب **بنگلہ دیش** میں بھی ایسا ہی ہونے والا ہے کہ حالیہ الیکشن میں **خالدہ ضیاء** کی پارٹی بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئی ہے اور وہ بنگلہ دیش کی سربراہ یعنی وزیر اعظم بننے والی ہیں ــــــ

اور اس لعنت کے متعلق جب بنگالی مسلمانوں سے پوچھا جاتا ہے اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بخاری شریف کی یہی حدیث پاک انہیں سنائی جاتی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیثِ پاک کی موجودگی میں اور پاکستان کے بڑے بڑے علماء کرام کے ہوتے ہوئے جب بے نظیر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیر اعظم بن سکتی ہے تو **خالدہ ضیاء** بنگلہ دیش کی سربراہ کیوں نہیں بن سکتی

گویا کہ پاکستان کے اوباش اور بازاری قسم کے لوگوں کی لعنت بنگلہ دیش کے لئے بھی دلیل بن گئی ــــــ اور اس لعنت کا دروازہ کھولنے والی اسلام کی ٹھیکیدار **جماعت اسلامی** ہے ــــــ

اسلئے کہ صدر ایوب مرحوم اور محترمہ فاطمہ جناح کے درمیان صدارت کا الیکشن ہوا تو اسی جماعت نے عورت کی سربراہی کو جائز قرار دیتے ہوئے ــ محمد علی جناح مرحوم کی ہمشیرہ محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کرکے ان کو میدانِ سیاست میں شکست دلائی اور درپردہ ان کی رسوائی کا باعث بنی ــــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

دُلدُل علی علیہ السلام

کتاب ___ احسن القصص ص۵ جناب ابوالحامد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قارئین کرام ___ جس طرح اصحاب فیل کا ہاتھی ___ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا ___ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ___ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا دُنبہ ___ حضرت سلیمٰن علیہ السلام کی چیونٹی اور شہزادی بلقیس کا پرندہ ہُدہُد آدمی کی جنس کے علاوہ اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائیں گے۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کا **دُلدُل** بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گا ___

حضراتِ گرامی ___ اسلام کی عظمت: دین کی رکھوالی اور ناموسِ رسالت کی خاطر اسلام اور کفر کے درمیان جتنی بھی جنگیں ہوئیں ہر جنگ میں **ذوالفقارِ حیدری** کفر و باطل کے سر پہ چمکتی دکھائی دیتی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ جس اسپِ تازی پر سوار ہو کر شیرِ خدا میدانِ جہاد میں جا کر توحید

رسالت کے پرچم کو کفر و شرک کی مضبوط دیواروں پر لہرایا کرتے تھے۔ اس گھوڑے کا لقب دُلدُل تھا ـــــــ

مدارج النبوّت ـــــ اُردو ـــ ص ۲۰۱

جنگ اُحد میں نطلحہ بن ابی طلحہ جو کہ لشکرِ کفار کا علمبردار تھا اس کے مقابلے میں حضرت علی علیہ السلام آئے ـــــــ شیرِ خدا نے اس کے سر پر ذوالفقار ماری جو اس کافر کا دماغ چاٹتی اور دل چیرتی ہوئی اُسے دولخت کر گئی ـــــ

ص ۲۱۱ ـــ جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس شجاعت اور جواں مردی کے باعث نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــــ

اِنَّہٗ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْہُ ـــــ کہ

"علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں"

حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی ـــ اَنَا مِنْکُمَا کہ میں ان دونوں میں سے ہوں ـــــــ

حق و باطل کے درمیان تلواریں ٹکرا رہی تھیں اور میدانِ جنگ سے شعلے اٹھ رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی! ـــــــ

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ ـــــ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ ـــ کہ

علیؓ کے علاوہ اور کوئی جوان نہیں ـــ اور سوائے ذوالفقار کے اور کوئی تلوار نہیں ہے ـــــــ

اسلئے کہ جس تلوار سے شیرِ خدا کفر و باطل کی دیواروں کو پاش پاش کیا کرتے تھے کسی غیبی آواز نے اس تلوار کا نام "ذُوالفقار حیدری" رکھ دیا۔

رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا! ـــــ

اے علی ! جانتے ہو یہ کس کی آواز تھی؟ ——

عرض کی نہیں ! ——

فرمایا —— آسمان کے "فرشتہ رضوان" کی آواز تھی۔

صـ۲۱۲ ـ شیر خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ اُحد کی جنگ میں مجھ پر تلوار دلت کے ۱۶ سولہ وار ہوئے —— بارہ میں نے رد کیے اور چار پر میں گرتا رہا —— لیکن کوئی حسین وجمیل آدمی میرا بازو پکڑ کر مجھے اٹھا دیتا تھا ——

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ! ——

اے علیؓ —— جانتے ہو وہ کون تھا؟ ——

عرض کی —— اس کی شکل وصورت دحیہ کلبیؓ سے ملتی جلتی تھی ——

فرمایا —— جبرائیل علیہ السلام تھے ——

اقبال مرحوم نے سچ کہا —— کہ

؎ تیری خاک میں شرر اگر تو خیالِ فکر وغنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوّتِ حیدری

کون علیؓ؟ —— جس کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھتے ہوئے قضاء ہو جائے تو ڈوبا ہوا سورج واپس آجائے ! ——

کون علیؓ؟ جن کو دیکھنا عین عبادت ہے ——

اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ

رسولِ اکرمؐ نے فرمایا : ——

اور اس کی ولادت خانہ کعبہ میں ہو اور شہادت مسجد میں !

؎ اللہ کے گھر میں جسکی ولادت ہو جائے ٭ کیوں نہ وہ قبلۂ اربابِ ارادت ہو جائے۔

اس کی اپنی عبادت کا کمال کیا ہوگا
جس کو دیکھنا بھی عین عبادت ہو جائے

اور

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

شیرِ خدا رضی اللہ تعالے عنہ جہاں حکمت و علم اور دانائی کا سرچشمہ۔ حق و ہدایت کا مرکز۔ لطف و کرم کا پیکر۔ طہارت و نفاست کا مجسمہ۔ فقر و غنا اور درویشی کا منبع اور حقیقت و معرفت کے بحرِ بیکراں تھے وہاں وہ بہادری و شجاعت کے کوہِ گراں اور وفاداری و جانثاری کی چٹان بھی تھے ___

بُخاری شریف۔ جلد اوّل صـ۵۲۵۔ مسلم شریف جلد ۲ صـ۲۷۹۔ ترمذی شریف جلد صـ۲۱۴۔ مشکوٰۃ شریف صـ۵۶۳۔

تاریخِ اسلام میں جنگِ خیبر کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اسلام کا جھنڈا لے کر خیبر کی فتح کے لئے گئے مگر کسی کو بھی کامیابی حاصل نہ ہوسکی ___

آخر ایک دن امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ___

لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ۔

"کہ کل میں اسلام کا جھنڈا اپنے اس غلام کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالے فتح دے گا" ___

اور ___ وہ شخص ایسا ہے ___

يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ___ کہ جس سے اللہ اور اس کا رسولؐ

محبت کرتے ہیں ـــــ اور وہ اللہ اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔"
زبانِ نبوتؐ سے یہ مژدہ جانفزا سُن کر ہر ایک کی تمنا تھی کہ اسلام کا جھنڈا اُسے عطا ہو! ـــــ لیکن صبح ہوئی تو سیدّ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ـــــ

اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ! ـــــ کہ
علیؓ ابنِ ابی طالب کہاں ہیں؟ ـــــ
جواب ملا ـــــ ان کی تو آنکھیں دُکھتی ہیں! ـــــ
حکم ہُوا ـــــ انہیں بلا کر لاؤ! ـــــ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ حاضر خدمت ہو گئے مگر ان کی آنکھیں آشوبِ چشم کی وجہ سے کھل نہیں رہی اور بہت زیادہ تکلیف میں ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ کی آنکھوں پہ لگایا۔
بس یہ لعابِ دہنِ مصطفویؐ کا اعجاز تھا کہ حضرت علیؓ کی دکھتی آنکھیں تاروں کی طرح چمکنے لگیں اور آشوبِ چشم جاتا رہا ـــــ
پھر والیٔ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا کیا۔
ذوالفقارِ حیدری کمر سے باندھی اور دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے بس پھر لشکرِ اسلام لے کر خیبر کی طرف روانہ ہو گئے۔ دِل میں عشقِ رسولؐ تھا، سینہ میں دین کی تڑپ۔ ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا اور دماغ میں شہادت کا شوق ـــــ
علیؓ نے جھنڈا ہوا میں لہرایا تو فضائے آسمانی نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اُٹھی ـــــ

احباب کرام! ـــــ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا کیا وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا کی چادر مبارک سے تیار کیا تھا۔ جیسا کہ ـــــــــــ

انسان العیون ـــ المعروف سیرۃ حلبیہ۔ جلد ۲ صـ۳۴۷ عن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ ـــــــــــ

وَكَانَتْ رَايَتُهٗ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَاءُ مِنْ بُرْدٍ لِعَائِشَةَ تُدْعَى الْعِقَابُ ـــــــ اور اس جھنڈے کا نام عقاب تھا۔
وَلَعَلَّ السَّوْدَاءَ وَكَانَ كِتَابَةُ فِيْ ذَالِكَ الْعَلَمِ لِوَاءٌ اَبْيَضُ مَكْتُوْبٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ـــــــــــ کہ

رنگ اس جھنڈے کا سیاہ تھا اور اس پر سفید رنگ سے کلمہ شریف لکھا ہُوا تھا۔ يُقَالُ لَهُ الْعِقَابُ ـــــ اسے عقاب کہتے تھے!

اس مسلمہ حقیقت کے بعد اگر شیعہ حضرات، حضرت علیؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مابین زمانۂ نبوت کے وقت یا نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اختلاف یا عداوت تھی تو ایسے حضرات کی عقل و ہوش پر سوائے افسوس کے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔! ـــــــــــ

اگر دونوں میں کوئی عداوت اور نفرت ہوتی تو حضرت علی علیہ السلام، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر مبارک سے تیار کیا ہوا اسلام کا جھنڈا کبھی نہ پکڑتے! ـــــــــــ

دوسری بات جو اس حدیث پاک سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے۔ کہ وہ بے ادب اور گستاخ لوگ یہ کہتے ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا۔ ان کا یہ مقام نبوت اور علم رسالت پر ایک وجہ ہے۔ اسلئے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ بخدا ـــ کہ کل میں جھنڈا اسے دونگا جو خیبر فتح

کر کے آئے گا اور پھر ایسا ہی ہوا ۔ تو اور علم غیب کسے کہتے ہیں ۔ !

پس ثابت ہوا ـــــــ کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ـــــــ

ـــــ عالم الغیب ہیں ـــــــ

اور پھر شیر خدا نے خیبر کی زمین پر اسلام کا علم گاڑ دیا ـــــ خیبر کے قلعہ قموص کا کمانڈر اور مشہور زمانہ یہودی شہ زور پہلوان **مرحب** جس کی بہادری اور جنگی حکمت کی داستانیں پوری دنیائے کفر و شرک میں ضرب المثل تھیں حضرت علی علیہ السلام کے مقابلہ میں آیا ـــــ پورا جسم لوہے میں غرق ـــ سر پہ دو من لوہے کا خود پہنے اور ہاتھ میں بھاری بھرکم فولادی گرز تھا ـــــــ

شیر خدا نے یہ رجز پڑھا اور مقابلہ کے لئے آگے بڑھے ـــ سمتنی امی حیدر کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہوا ہے !

بس پھر دو تلواریں آپس میں ٹکرائیں ـــــــ ایک اسلام کو مٹانے کے لئے اور دوسری اسلام کو بچانے کے لئے ـــــــ

مرحب نے بڑی ہوشیاری سے وار کئے جنہیں حضرت علی نے بڑی جوانمردی سے روکا ـــــــ

مرحب نے گرز ہوا میں لہرائی ـــ شیر خدا نے پکڑ لی ـــ اور زوردار جھٹکا دیا ـــ گرز زمین پر گر گئی !

حضرت علی علیہ السلام کے **دُلدُل** نے اپنے دونوں اگلے کھر اٹھائے اور مرحب کے کندھوں پر مارے ـ اور ساتھ حضرت علیؓ نے ذوالفقار حیدری کو یہودی مرحب کے سر پہ لہرایا ـ اس نے حیدرؓ کی شمشیر کو ڈھال پر روکا ـ مگر ذوالفقار کی دھار ڈھال کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی ، مرحب کے بدن اور گھوڑے کو چیرتی ہوئی

زمین پر آئی —— تو زمین پکار اُٹھی —— !

یا اللہ مجھے علی کی تلوار سے بچالے ! ——

جنگ کے دوران ایک ایسا وقت بھی آیا کہ اللہ تعالےٰ کے شیر نے جوش میں آکر قلعہ کی دیوار کو زور سے ہلایا —— کہ زلزلہ آگیا۔

اور درِ خیبر کو چالیس گز کے فاصلے پر پھینک دیا ۔ فتح و نصرت نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قدم چومے —— اور اسلام کا پرچم خیبر کے قلعہ پر لہرا دیا گیا ——

علامہ اقبال مرحوم نے سچ کہا ہے کہ —— ؏

کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق
کبھی سوز و سرور انجمن عشق
کبھی سرمایۂ محراب و منبر
کبھی مولا علیؑ خیبر شکن عشق

نسبت باعثِ جنت

تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۸ - ریاض النضرۃ جلد جلد ۲ صفحہ ۲۲۷ - موضوعات کبیر صفحہ ۳۶ - مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ——————

حَمَلَ عَلِیٌّ بَابَ خَیْبَرَ فَاجْتَمَعَ بَعْدَہٗ عَلَیْہِ سِتُّوْنَ رَجُلًا لَمْ یَحْمِلُوْہُ —————— کہ

"ساٹھ آدمی بھی اس دروازہ کو نہ اُٹھا سکے!"

ع
آ بتاؤں تجھے ناداں میں شانِ حیدر رضی اللہ عنہ
اس جہان سے اونچا ہے جہانِ حیدر رضی اللہ عنہ
آج بھی جنگ میں اعزازِ کمالِ جرأت
مردِ میدان کو ملتا ہے نشانِ حیدر رضی اللہ عنہ

یوں تو عہدِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام و کُفر کی کوئی جنگ ایسی نہیں جس میں حضرت علی شیرِ خُدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہادری و شجاعت کے جوہر دکھا کر "اسد اللہ الغالب" کا تمغہ حاصل نہ کیا ہو —————— مگر غزوۂ خندق - میں حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس بہادری اور جواں مردی، جاں نثاری و شجاعت کا مظاہرہ کیا اس پر زمین والے تو کیا —————— آسمان والے فرشتے بھی دادِ تحسین کے پھول برسائے بغیر نہ رہ سکے! -

کفر و باطل مکمل اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تیئس ۲۳ ہزار جری، آزمودہ کار، لڑاکا، بہادر اور جنگجو جوان لے کر اسلام کے خلاف ایک فیصلہ کُن لڑائی، سامانِ حرب کی کثرت سے سرشار، اسلام اور اس کو ماننے والوں کو اس بار صفحۂ ہستی سے بالکل نیست و نابود کر دینے کا ارادہ

لے کر آیا تھا ____________

اور اس لشکرِ کفار میں دنیائے کفر کا ایک مشہور شہسوار عمرو بن ابنِ ودّ بھی شامل تھا ________ جو کہ ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا ________

باطل کے لاؤ لشکر اور سامانِ حرب کو دیکھ مٹھی بھر مسلمانوں کے دِل دہل گئے ________

اور پھر وہی ابنِ وُدّ اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگا کر اور خندق پھاند کر لشکرِ اسلام کے سامنے آن پہنچا ________ اور بڑے ہی تکبّر و غرور سے باآوازِ بلند پکارا ! ________

هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ

کہ کوئی ہے مسلمان جو مقابلہ کرنے کو تیار ہے ۔

شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے لشکرِ اسلام کی طرف نگاہ اُٹھائی ، تمام مسلمان دم بخود تھے

اس کافرِ متکبّر نے پھر اپنے الفاظ دہرائے

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکرِ اسلام کے مجاھدوں کی پھر نظر دوڑائی اور سب دم بخود دکھائی دیئے ، کسی میں حوصلہ و ہمت نظر نہ آیا !

پھر ____ جب ابنِ ودّ نے تیسری بار دعوتِ مبارزت دی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا دُلدُل پورے جوش سے زمین پر اپنے سُم مارنے لگا اور اس کے قدموں کی ٹھوکروں سے زمین چنگاریاں پھوٹنے لگیں ۔ اس کے ساتھ ہی خونِ حیدرؓ بھی جوش میں آگیا ۔ وہ لشکر کی صف سے

باہر آئے، رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر ان کے قدم چومے اور —— اجازت کے طلب گار ہوئے ——

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کے ساتھ، شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت مرحمت فرمائی —— ذُوالفقار حیدری عطا فرمائی اور اپنا عمامۂ مُبارک حضرت علی المرتضٰی کے سرِ مبارک پر رکھکر فرمایا ——

علیؓ —— جاؤ! ——

اس کافر کو تیرے سُپرد کیا —— اور ——

تجھے —— اللہ جل شانہٗ کے حوالے! ——

اور —— پھر —— —— ع

پئے تعظیم جُھک کر اور ھادی کی رضا لے کر
چلا میدان میں شیرِ خُدا نام خُدا لے کر

نہ سینہ پر زرہ تھی اور نہ سر پر خود پہنا تھا
فقط تلوار تھی تلوار ہی مردوں کا گہنا تھا

اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے بھی اپنے اسپِ تازی — یعنی دُلدُل کو اشارہ دے کر اس کی راسوں کو ڈھیلا کیا تو وہ بھی عُقاب کی طرح کُفر پر جھپٹنے کے لئے میدان کارزار میں آگیا —— ——

اور پھر —— دو تلواریں آپس میں ٹکرانے لگیں اور شعلے اُگلنے لگیں —— ایک حق و اسلام کی تباہی کے لئے اور دوسری اِس کی پشت پناہی اور حفاظت کے لئے!

ابنِ وُدّ کے پاس —— پٹہ —— بانا — بانک اور کمان تھی۔

اور حضرت علی علیہ السّلام کے پاس صرف ذوالفقارِ حیدری۔ نگاہِ مصطفیٰ اور ـــــ قوّتِ ایمان تھی ـــــــ

فولادی تلواروں کی جھنکار ـــــــ زہر آلود شمشیروں کا ٹکراؤ بجلی کی کڑک اور چمک اور آہنی ڈھالوں کی کھڑکھڑاہٹ سے خندق بھی لرز رہی تھی ـــــــ

عین اس وقت جبکہ دونوں جنگجو اپنی اپنی بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے ـــــ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نگاہ اٹھائی ـــــ اور اسلام و کفر کے میدان میں دونوں جرنیلوں کے اندازِ سپہ گری کو دیکھا ـــــ اور فرمایا! ـــــــ

بَرَزَ الْاِیْمَانُ کُلُّہٗ مَعَ الْکُفْرِ کُلِّہٖ ـــــ کہ

"آج مکمل ایمان، مکمل کفر سے لڑ رہا ہے ـــــــ مکمل ایمان علی المرتضیٰؓ ـــــ اور ـــ مکمل کفر ابنِ وُدّ ـــــــ

وہ جوش میں تھا ـــــــ اور ـــ یہ ہوش میں!

وہ غصّہ میں تھرتھرا رہا تھا ـــــ اور ـــ یہ حوصلہ سے مسکرا رہا تھا۔

آخر کار حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے ایسی **ضربِ حیدری** لگائی کہ وہ روک نہ سکا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا آپ نے اس مردود کے سینے پر چڑھ کر اس کا سر کاٹ کر دوبارہ نعرۂ تکبیر بلند کیا جس سے فضائے آسمانی گونج اٹھی ـــــــــــــــ اور

اس طرح غزوۂ خندق میں شیرِ خداؓ اور اُن کے **دُلدُل** کی جانثاری اور جاں سپاری سے اسلام کو کفر پر ـــــــ توحید کو شرک پر ـــــ حق کو باطل پر ـــــ اور نیکی کو بدی پر ـــــ اور انسانیت کو بربریت پر

مکمل اور فیصلہ کن فتح حاصل ہوئی ــــــــ

اور حضرت علی علیہ السلام کو اس شجاعت کے صلہ میں دربارِ مصطفٰے سے یہ انعام

ملا! ــــــــــــــــ

ضَرْبَۃُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ ۔ کہ

"غزوۂ خندق میں علی علیہ السلام کی جنگ تمام مسلمانوں کے اعمال سے

افضل ہے ۔"

مدارج النبوّت ۔ جلد ۲ صـ ۲۴۴ ــــــــــــ

لَمُبَارَزَۃُ عَلِیٍّؑ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ

اَعْمَالِ اُمَّتِیْ !

تفسیر کبیر جلد ۲ صـ ۳۰۱ ء ــــــــــــ

جنگ اور فتح کے بعد نبیؐ نے علیؑ سے پوچھا کہ جب تم ابنِ ودّ سے لڑ

رہے تھے تو کیا محسوس کر رہے تھے ؟ ــــــــ

جواب دیا! آقا ــــــــ

لَوْکَانَ اَھْلُ الْعَرَبِ فِیْ جَانِبِ الْآخَرِ لَقَدَرْتُ عَلَیْھِمْ ۔

کہ اگر تمام عرب کے بہادر ایک طرف ہوتے تو میں اکیلا ہی ان کے لئے

کافی تھا ــــ اور میں انپر غالب آجاتا ــــ اور

ایسا ہوتا بھی کیوں نہ ! ــــــــ

اسلیئے کہ شیرِ خدا کی شان تو یہ ہے ــــ کہ ؎

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوّتِ پروردگار

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

ان تمام مسلمہ حقائق کے پیشِ نظر سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ جنگ بدر سے لیکر، جنگ اُحد۔ حنین ۔خندق اور دوسرے غزوات میں جس دُلدُل پر سوار ہو کر حق و اسلام کی عظمت کے لئے ساری زندگی کفر و باطل کے ساتھ نبرد آزمار ہے ——

اور آپ کا دُلدُل بھی ہر میدان —— ہر جنگ اور ہر لڑائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پورا پورا ساتھ دیتا رہا، اسی اچھی نسبت کے سبب حضرت علی علیہ السلام کا دُلدُل بھی جنّت میں جائے گا ——

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے۔ کہ ــ" نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا مشکل نہیں۔"

الغرض ——
حضرت علی کی جانبازی —— شیر خدا کی مردانگی اور اسد اللہ الغالب کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ ——

میدانِ جنگ میں بڑے بڑے بہادروں نامور شہسواروں اور جنگجوؤں کے مقابلہ میں بے خوف و خطر نکل آتے تھے اور قوت ارادی کا یہ عالم تھا کہ موت پر اپنا قبضہ سمجھتے تھے ——

یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی مؤرخ۔ کسی تاریخ دان اور کسی واقعہ نگار نے شیر خدا کی قوت و طاقت کے متعلق صحیح طور پر کچھ نہیں لکھا —— آخر کار ان کے جنگی کارناموں اور ان کی اسلامی فتوحات کو دیکھ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ

شاہِ مرداں، شیرِ یزداں، قوّتِ پروردگار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

قارئین کرام!

مذکورہ بالا حقائق کے ہوتے ہوئے یہ کتنے افسوس کی بات ہے اور کتنی ستم ظریفی ہے کہ خارجی لوگ اس مردِ مجاھد، مولائے کائنات۔ فاتحِ خیبر اور دامادِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کو نام نہاد خلافت سمجھتے ہیں [1]

اور ان کی جرأت و شجاعت کو ایک وہم و گمان تصور کرتے ہیں اور سب سے بڑا ظلم تو یہ ہے کہ

یہ بے ادب و گستاخ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعوذ باللہ کافر اور جہنمی مانتے ہیں ———

ان گستاخ لوگوں کے ایسے بیہودہ سوالات کا ایک ہی جواب ہے کہ

"جسے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اعتراف نہیں
ہزار سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن پہ حج کا احرام اور دل میں بغضِ علیؓ
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ھیں طواف نہیں

---

[1] :- کتاب حسن بن علی صـ ۴۹ از فیضِ عالم صدیقی

لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارُ

کا اعزاز خصوصی

مدارج النبوّت ــــ شیخ عبد الحق محدّث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ ــــ

"جنگِ بدر کی ذِلت آمیز اور عبرت ناک شکست کا بدلہ لینے کی غرض سے مشرکین مکّہ نے میدانِ اُحد میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ پَرے جمائے۔" ــــ

حضرات محترم! یاد رہے کہ اسی جنگ میں رسولِ اکرم صلی اللہ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور اسی لڑائی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ــ اور اسلام و کُفر کے اسی تصادم میں حضرت علی علیہ السلام کو

"لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارُ" کا تمغۂ جرأت اور شجاعت کا خصوصی اعزاز بھی عطا ہوا ــــ

اصل واقعہ کچھ یوں ہے کہ جنگ اُحد میں طلحہ بن ابی طلحہ جو کہ لشکرِ کفار کا علمبردار تھا کے مقابلہ میں حضرتِ علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے سر پہ تلوار ماری جو اس کافر کا سَر، دل اور دماغ چیرتی ہوئی نکل گئی۔ ــــ

لیکن شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ نے اُسے جان سے نہیں مارا ــــ
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کافر کو جان سے نہ مارنے کا سبب پوچھا

توحضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا کہ گرتے وقت اس کی شرمگاہ کھل گئی تھی اور میری شجاعت نے یہ پسند نہ کیا کہ میں اسے اس حالت میں قتل کروں۔

ص ۲۱۱ اردو ترجمہ حضرت علی المرتضٰے کرم اللہ وجہہ کی شجاعت اور جوان مردی کے باعث رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——

اِنَّهٗ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ ——

کہ ــ "علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں" ——

حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی! ——

اَنَا مِنْكُمْ ——

کہ ــ "میں تم دونوں میں سے ہوں" ——

عین اس وقت جب کہ نطلحہ بن طلحہ کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ اپنی شجاعت۔ جوان مردی اور شمشیر زنی کے جوہر دکھا رہے تھے کہ غیب سے ایک آواز آئی ——

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ —— لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارُ

کہ ــ "سوائے علی کے اور کوئی جوان نہیں اور سوائے علی کی تلوار کے اور کوئی تلوار نہیں ہے!" ——

نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آواز سن کر فرمایا!

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جانتے ہو کہ یہ کس کی آواز تھی؟

عرض کی —— نہیں!

فرمایا! ــ آسمان کے فرشتہ رضوان کی آواز تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اُحد کی جنگ میں مجھ پر تلوار کی

کے سولہ[۱۶] وار ہوئے۔

بارہ مَیں نے روک لیے اور چار پر میں گرتا رہا لیکن کوئی حسین و جمیل آدمی میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھاتا رہا! ——

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جانتے ہو وہ کون تھا؟
عرض کی —— اتنا جانتا ہوں کہ اُس کی شکل وصورت دحیہ کلبی سے مِلتی جلتی تھی ——

فرمایا —— حضرت جبریل علیہ السلام تھے ——
اور —— یہ بھی سچ ہے کہ حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے اور یہ بھی فرمانِ مُصطفٰے[۱۴] ہے کہ ——

اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ —— کہ
"علی رضؓ کو دیکھنا بھی عبادت ہے"
توپھر یہ بھی صحیح ہے —— کہ ؏

اللہ کے گھر میں جس کی ولادت ہو جائے
کیوں نہ وہ قبلۂ اہلِ ولایت ہو جائے
اس کی اپنی عبادت کا کمال کیا ہوگا،
جس کو دیکھنا بھی عینِ عبادت ہو جائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ناقۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

قارئین کرام! ـــــــ

جس طرح اچھی نسبت کے سبب، اصحاب فیل کا ہاتھی ـــ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ـــ حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھیڑیا ـــ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی . اور ملکۂ سبا شہزادی بلقیس کا ہُدہُد جنت میں جائیں گے ـــــــ

اسی طرح امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گی ـــــــ

حضرات گرامی! ـــــــ

اگرچہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سواریوں پر سواری کی ہے اور ہر سواری قابل تکریم ہے ۔ قابل تعظیم اور قابل ادب و احترام ہے ۔ لیکن وہ **ناقہ** جس پر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سواری فرمایا کرتے تھے اس کی شان و شوکت، عظمت اور اس کی عزت و تکریم کچھ اور ہی ہے ـــــــ اور اس ناقہ میں جو کمالات تھے وہ اور کسی سواری میں نہیں تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آقائے

دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سواری کے لئے دس گھوڑے آئے ــــ

۱ــــ پہلے گھوڑے کا نام **سکب** جس کے معنی پانی بہانے کے ہیں۔(**قاموس**)
مطلب یہ کہ گھوڑا اپنی تیز رفتاری میں ایسا تھا جیسا کہ پانی رواں دواں ہو!

۲ــــ **دوسرے** گھوڑے کا نام **مُرتجز** تھا ــــــــ
یہ اچھی آواز میں ہنہناتا تھا ــــــــ

۳ــــ تیسرے کا نام **لزاز** تھا ــــ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھوڑے ــــ کو بہت پسند فرماتے تھے ــــ لزاز کے معنی گوشت سے بھرا ہُوا۔ اور اسے مقوقس شاہِ اسکندریہ نے ہدیہ کے طور پر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر اسی پر سواری فرمایا کرتے تھے ــــ المواھب میں ہے کہ تیز رفتاری کے باعث اس کا یہ نام تھا ــــــــ

سیّدُ المرسلین، صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خچّروں پر بھی سواری فرمائی چنانچہ ــــ طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے ــــــــ کہ

غزوۂ حنین میں مسلمان کمزور ہو گئے ــــ اِن کے دِل و دماغ پر پر لشکرِ کفار کی ہیبت چھا گئی تو رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے **بغلہ شہبا** پر سوار تھے ــــــــ یہ آپ کی خچر کا نام تھا ــــــــ

اور ــــ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِسے دُلدُل کے نام سے پکارتے تھے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا ــــــــ

"اے دُلدُل ذرا زمین سے قریب ہو جا تو دُلدُل نے اپنا سینہ زمین کے ساتھ لگا دیا ــــــــ

تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے دُلدُل پر بیٹھے بیٹھے ہی زمین پر سے ایک مشتِ خاک اٹھائی اور لشکرِ کفار کے منہ کی طرف ماری ——

اور فرمایا ——

فَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ——

وہ سب مغلوب ہو گئے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی اعجاز نبوت ہے کہ کائنات ارضی وسماوی کی ہر چیز آپ سے کلام کرتی دکھائی دیتی ہے۔ کہیں شجر وحجر آپ پر درود وسلام کے پھول نچھاور کرتے نظر آتے ہیں اور کہیں جانور آپ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرتے نظر آتے ہیں —— اور کہیں جنگل کے خونخوار درندے آپ کے ساتھ محوِ گفتگو نظر آتے ہیں اور یہی نہیں، بلکہ چاند۔ سورج اور ستارے بھی آپ کے حکم کی تعمیل کرنے کو اپنی سعادت مندی سمجھتے ہیں! ——

چاند پھٹ جاتا ہے —— سورج واپس لوٹ آتا ہے —— تارے جھک جاتے ہیں ——

زرقانی۔ جلد ۱ ص ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ امام محمد بن عبد الباقی۔ نزہت المجالس جلد ۲ ص ۹۷ - ۹۸ علامہ عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۴۷۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ سیرت حلبیہ۔ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ۔ المواہب اللدنیہ ——

اِنَّ کُلَّ دَابَّةٍ كَانَتْ لِقُرَيْشٍ نَطَقَتْ —— کہ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت قریش مکہ کے

تمام جانور بول اٹھے تھے۔"
وَقَالَتْ قَدْ حُمِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
"اور کہنے لگے کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا نور حضرت بی بی
آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ پاک میں آگیا ہے۔"
وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ
"اور ربّ کعبہ کی قسم!
وَھُوَ اَمَانُ الدُّنْیَا وَسِرَاجُ اَھْلِہَا
"اور وہ دنیا کے لئے امن و سلامتی کا ابدی پیغام لے کر آیا ہے
اور وہ تاریک راتوں میں روشنی کا مینار بن کر آیا ہے!"
مدارج النبوّت ـــــ ترجمہ اردو جلد ۲ صـ۱۰۲۸ـ سیرت حلبیہ جلد ۲
صـ۲۴۷ علامہ علی بن محمد برہان الدّین ـــــــ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگِ خیبر کے بعد
اَصَابَ حِمَارًا اَسْوَدًا
"ایک سیاہ رنگ کا گدھا ملا۔"
فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا!
مَا اِسْمُکَ؟
تیرا نام کیا ہے؟
قَالَ یَزِیْدُ بْنُ شِہَابٍ!
کہا میرا نام یزید بن شہاب ہے!

نسبت باعث جنّت

اَخْرَجَ اللّٰهُ مِنْ نَسْلِ جَدِّی سِتِّیْنَ حِمَارًا کُلُّهُمْ لَا یَرْکَبُهُمْ اِلَّا نَبِیٌّ ۔

"اللہ تعالیٰ نے میری نسل میں ساٹھ گدھے ایسے پیدا کئے ہیں جن پر سوائے نبی کے کسی اور نے سواری نہیں کی !"

اور اب میری نسل میں کوئی گدھا نہیں رہا ـــــــــــ

وَلَمْ یَبْقَ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ غَیْرُكَ ۔

اور اب آپ کے علاوہ نبیوں میں سے کوئی نبی باقی نہیں رہا۔ اور آپ مجھ پر سواری فرماویں تاکہ میری نسل کی رسم پوری ہو جائے ـــــــــــ

میرا یہودی مالک جب بھی مجھ پر سوار ہونے کی کوشش کرتا تو میں اُسے سوار ہونے کی ہرگز اجازت نہ دیتا ـــــــــــ

وہ مجھے بُری طرح مارتا۔ میرے پیٹ پر ڈنڈے برساتا۔ میری پُشت پر بے پناہ کوڑے برساتا تھا ـــــــــــ

فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ یَعْفُوْرٌ

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج سے تیرا نام یعفور ہے یعنی حکم کی تعمیل کرنے والا۔"

اور اس یعفور گدھے کا کمال یہ تھا کہ جب نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی صحابی کو بلانے کی ضرورت پیش آتی تو آپ یعفور کو حکم فرماتے کہ فلاں صحابی کو بُلا لاؤ ـــــ تو یعفور گلیوں اور بازاروں اور راستوں سے گزرتا ہُوا اس صحابی کے دروازے پر پہنچ جاتا ـــــــــــ

فَیَقْرَعُهٗ بِرَاْسِهٖ ـــ اپنے سر سے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ـــــــــــ

جب گھر والا دروازے سے باہر آتا ——

فَاَوْمَا اِلَيْهِ

تو اشارہ کرتا کہ نبیٔ اکرمؐ تجھے بلا رہے ہیں ——

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک کے بعد یعفور یہ صدمہ برداشت نہ کرسکا اور ایک کنویں میں گر کر ہلاک ہوگیا ——

اَلْقٰی نَفْسَہٗ فِیْ بِئْرٍ

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ دیکھو یعفور گدھا تسلیم کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب دفترِ انبیاء میں کوئی نبی باقی نہیں رہا یعنی آپ خاتم النبیین ہیں —— مگر

افسوس کہ یہ مرزائی نہیں مانتے تو صاف بات ہے کہ ان سے وہ گدھا ہی بہت اچھا ہے ! اور یہ انسان ہو کر بھی گدھے سے بدتر ! ——

ہماری بعض کتابوں میں اس یعفور گدھے کو **دراز گوش** بھی لکھا ہے کہتے ہیں کہ یعفور گدھے زیادہ لمبے تھے ——

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تجھے اپنی مادہ کی خواہش ہے۔

عرض کی ہرگز نہیں ! ——

تمام سواریوں سے افضل ناقہ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سواریوں سے افضل ناقہ تھی جس کا نام قصوا ہے۔ قاموس میں یہی بتایا گیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کثرت سے سواری فرماتے تھے، سفر و حضر میں اسی **ناقہ** کو یہ سعادت بھی حاصل تھی

نِسبت باعثِ جنّت

کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اس پر سواری کے دوران وحی بھی نازل ہُوا کرتی تھی کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی دوسری سواری وحی کے بوجھ کو برداشت نہ کر سکتی تھی۔

صلح حدیبیہ کے وقت بھی آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی خوش بخت ناقہ پر سوار تھے اور ہجرت کا سفر بھی آپ نے اسی مبارک ناقہ پر کیا تھا۔

نزھت المجالس جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ ۔ علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

" ایک دن ایک اعرابی یہ ناقہ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔"

معارج النبوّت ط ۶۰۲ ـــــ مُلّا معین الدّین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ

فَلَمَّا رَأَتِ النَّاقَةُ إِلَى النَّبِيِّ قَالَتْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْبَشَرِ ـــ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَيْنَ الْقِيَامَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَافِعَ الْأُمَمِ ـ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ـ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دریافت فرمایا ـــــ تو اس نے عرض کی ـــ کہ میرا مالک مجھے رات کو جنگل میں چرنے کیلئے چھوڑ آیا کرتا تھا اور ـــ رات کو جنگل کے درندے میرے گرد جمع ہو جاتے اور کہتے!

لَا تُؤْذُوْهَا فَاِنَّهٗ مَرْكَبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـــ کہ "اُسے کوئی ایذا نہ دو کیونکہ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ہے۔"

نزھت المجالس کے الفاظ یہ ہیں ـــــــــــ

لَا تَقْرَبُوْهَا فَاِنَّهَا لِمُحَمَّدٍ ـــــــــــ کہ

"اس کے نزدیک مت جاؤ کیونکہ یہ محمدؐ کریم کے لئے ہے۔"

فَكُنْتُ اُخْرِجُ اَرْعٰى فَيُنَادِي النَّبَاتُ اِلَيَّ اِلَيَّ فَاِنَّكِ لِمُحَمَّدٍ

"اور جب میں جنگل میں چرتی تو چراگاہ کی نباتات مجھے کہتیں کہ میری طرف آؤ اور ہمیں چرو، کیونکہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہے"

یا رسول اللہ اس دن سے میں آپ کے ہجر و فراق میں رو رہی ہوں ـــ آج اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا ہے کہ آپ کی زیارت سے فیضیاب ہوئی ہوں۔"

میری ایک درخواست ہے یَا نَبِیَّ اللّٰہِ!

فرمایا کہو: ـــــــــــــــ

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے میرے لیے یہ اجازت منظور ہو جائے کہ میں جنت میں آپ کی سواری کے کام آسکوں ـــــــــــ

دوسری درخواست یہ ہے کہ ـــــــــــــــ

آپؐ کے وصالِ پاک سے قبل مجھے موت نصیب ہو جائے تا کہ آپ کی دنیا سے پردہ پوشی کے بعد مجھ پر کوئی دوسرا شخص سواری نہ کر سکے! ـــــ

سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیری دونوں درخواستیں منظور ہیں اور اسی طرح ہوگا جسطرح تو چاہتی ہے ـــــــــــ

پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا! ـــــــــــــــ

کہ بیٹی یہ بات یاد رکھنا کے میرے بعد اس ناقہ پر کوئی دوسرا سواری ہرگز نہ کرے۔ تم خود اس بات کی نگرانی کرنا ـــــــــــــــ

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور حضورِ اکرم

علیہ السلام کے غمِ فرقت میں گم سم رہنے لگی ــــــــــــــ

ایک رات حضرت خاتونِ جنّتؓ اس کے قریب سے گزریں تو اس نے سیّدہ شہزادیِ کونینؓ کو دیکھ کر پکاری ! ــــــــــــــ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ !

مَا شَبَاعَ لِیْ عَلَفٌ وَلَا شَرَابٌ مِنْہُ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ !

کہ ــ جب سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصالِ پاک ہوا ہے میں نے کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے ــــــــــــــ

اور اے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری دلبند ــــ آج میں آپ کے والدِ گرامی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہونے کے لیئے تیار ہوں ــــ اگر آپ نے کوئی پیغام دینا ہے تو اُن کے حضور پہنچا دوں گی ــ

خاتونِ جنّت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنا دستِ شفقت اس کے سر پر پھیرا ، بس اسی دوران اسکی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

خاتونِ جنّت نے کفن تیار کروایا ــــ اور گڑھا کھود کر اسے دفن کروا دیا۔

مگر ــــ تین دن کے بعد جب اس گڑھے کو کھودا گیا تو وہ ناقۂ رسولؐ غائب تھی یہ اس کی کرامت تھی ــــ کہ

فَاِنَّھَا لَمْ تَنْطِقْ اِلَّا لَھَا وَلِاَبِیْھَا ــــــــــــ کہ

اس نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے والدِ گرامی کے علاوہ اور کسی سے کلام نہیں کیا ــــــــــــ

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو چکا ہے ــــ اور اب مکہ

مکّرمہ میں ظاہری طور پہ کوئی یار و مددگار نہیں ______

اس لئے ایک رات مشرکین مکّہ اور اسلام کے دشمن اور سیّدِ دوجہاں کے مخالف انہیں قتل کرنے کے ارادہ سے حجرہ شریف کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں، درِ نبوت بند تھا۔ اور والیٔ کائنات علیہ السلام بسترِ نبوّت پر آرام فرما رہے تھے کہ فرستادہ خدا یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے دستک دی! ______

نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ______

کون ہے؟ ______

جواب ملا جبریلؑ ہوں! ______

پھر پوچھا ۔ کیوں آئے ہو؟ ______

عرض کی ____ بتاتا ہوں! ______

دروازہ کھولا! ______

جبریل علیہ السلام اندر داخل ہوا ______

بتاؤ رات کے اندھیرے میں کیوں آئے ہو! ______

جواب دیا ____ خدا تعالیٰ کی طرف سے سلام لے کر اور ایک انتہائی ضروری پیغام لے کر حاضر ہوں ______

فرمایا ____ جلدی سے پیغام سناؤ!

عرض کی! ______

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُكَ الْھِجْرَۃَ! ______ کہ

اللہ تعالےٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم فرمایا ہے کہ اٹھو اور مکّہ مکرّمہ کی مقدس بستی کو چھوڑ کر مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہو جائیے! ______

فرشتۂ ہجرت کا پیغام دے کر چلا گیا ــــ تو مرکزِ کائنات نے حرکت کی۔
عرش نے جھک کر دیکھا ــــ فرشتوں نے درود پڑھا ــــ حوروں
نے سلامی دی۔ شجر و حجر اداس ہو گئے! ــــــــــ

نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر دیکھا ــــ ننگی تلواریں چمک رہی تھیں،
نیزے تانے ہوئے اور تیر کمانوں میں ڈال کر چِلّے کھینچے حجرۂ نبوّت مشرکین مکّہ نے
اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا ــــــــــ

عرض کی ــــ اللہ پاک مکان پوری طرح دشمن کے نرغے میں ہے
اور ــــ ننگی تلواریں رات کے اندھیرے میں چمک رہی ہیں ــــ کیسے نکلوں ؟
جواب آیا ــــ سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے کفّارِ مکہ اور مشرکینِ
مکّہ کے قریب سے بیخوف نکل جاؤ آپ کسی کو نظر نہیں آئیں گے۔!
رسُولِ خدا نے دروازہ کھولا ــــ اور سُورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے
ہوئے دشمنوں کی ننگی تلواروں کے سایہ میں نکل گئے ــــــــــ

مشرکین آپ کے قدموں کی چاپ تو سنتے تھے مگر ان کو دکھائی کچھ نہ دیتا
تھا۔ وہ انتہائی حیران و پریشان نظر آ رہے تھے ــــــــــ اسلئے کہ
اللہ کریم نے ان مشرکین کے آگے پیچھے کاغذ کی طرح باریک دیواریں کھڑی کر دی تھیں
فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ کا اندھیرا ان کی آنکھوں پر چھا گیا تھا۔

حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے ــــ ؎

وہ دُرّاتا ہُوا وحدت کا دم بھرتا ہُوا نکلا
تلاوت سورۂ یٰسین کی کرتا ہُوا نکلا
کھنچی ہی رہ گئیں خون ریز خوں آشام شمشیریں
کسی نے کھینچ دی ہوں جس طرح کاغذ کی تصویریں

شنہشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ـــ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے پاس تشریف لے گئے ــــــ اور فرمایا!

علیؓ ــــــ میں اللہ تعالےٰ کے حکم سے مکّہ مکرّمہ کو خیر باد کہکر مدینہ طیبّہ کی طرف اسی وقت روانہ ہو رہا ہوں اور مشرکینِ مکّہ نے میرے قتل کے ارادہ سے میرے مکان کا محاصرہ کر رکھّا ہے! ــــــ

آج رات میرے بستر پر تم سو جاؤ! ــــــ

شیرِ خدا سمجھ گئے کہ آج امتحان سخت ہے ــــــ

اس لئے کہ آج رات نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پہ سونا گویا دشمنوں کی تلواروں کے سایہ میں سونا تھا ــــــ

اور یہ موت و ہلاکت سے دست بدست جنگ تھی! ــــــ

عشق و محبّت کی آزمائش اور قربانی و جانثاری کا امتحان تھا ــــ اور مکّہ مکرّمہ کے مشہور قبیلوں کے سر برآوردہ بہادر شمشیر زنوں سے مقابلہ تھا!

ہر لمحہ جان جانے کا خطرہ اور ہر گھڑی موت کا انتظار کرنا تھا ــــــ

کیونکہ کافر آج اٹل ارادہ سے آئے تھے اور آج وہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے ــــ حق و اسلام کا خاتمہ کرنے آئے تھے ــــ توحید و رسالت کی شمع کو ہمیشہ کے لئے بجھانے کے ارادہ سے آئے تھے ــــــ اور نیکی و شرافت کے چراغ بجھانے آئے تھے! ــــــ

مگر یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے بغیر کسی تامّل کے اپنے آقا علیہ السلام کے بستر پہ سونا منظور کر لیا ــــــ

اس لئے کہ آقا کے حکم کے بعد سوچنا ایمان کی توہین ہے ــــ اور پھر علیؓ

کو تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق میں **ایمانِ کُل** کی سند دے دی تھی ! ————

تعجّب ہے کہ کفارِ مکّہ کو نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کا پتہ چلا اور نہ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آنے کا ! ————

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا ————

اے ابوبکرؓ میں اللہ کے حکم کے تحت مکّہ مکرمّہ چھوڑ کر مدینہ منوّرہ جا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی حکم ہے کہ میں آپ کو بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤں ———— اور آج اگر تم نے میرا ساتھ دیا تو جنت میں بھی آپ میرے ساتھ ہوں گے !

تفسیر امام حسن عسکری صـــ۲۱۲

وَاَمَرَكَ تَسْتَصْحِبَ اَبَابَكْرٍ

محبُوب اکیلے نہ جانا ابوبکرؓ کو بھی ساتھ لے کر جانا ———— اس لئے کہ آج رات اگر ابوبکرؓ نے تمہارا ساتھ دیا ———— تو

كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ

پھر جنت میں تمہارا رفیق ہوگا ———— مزید فرمایا ————

لِاَبِيْ بَكْرٍ اَرَضِيْتَ اَنْ تَكُوْنَ مَعِيَ ———— کہ

اے ابوبکر کیا تو راضی ہے۔ آج رات میرے ساتھ چلنے کو ————

عرض کی یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ————

اَمَّا لَوْ عِشْتُ اَنَا عُمْرَ الدُّنْيَا ———— کہ

اگر مَیں تمام آپ کی محبّت میں سخت عذاب میں مبتلاء رہوں تو پھر بھی

مجھے آپ کی محبّت میں منظور ہے ______

بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۱۵ ___ تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۴۳۷ ۔ مشکوٰۃ شریف

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ______

رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا بَکْرٍ زَوَّجَنِیْ بِنْتَہٗ وَاَعْتَقَ بِلَالَ

وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْہِجْرَتِ ______ کہ

اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ پر رحم فرمائے کہ اس نے اپنی بیٹی

میرے نکاح میں دے دی ______

حضرت بلالؓ کو آزاد کروایا اور مجھے کندھوں پر اُٹھا کر ہجرت کی

رات مدینہ منورہ لے گیا ______

شیعہ حضرات کی کتابوں کے حوالہ جات

حملہ حیدری ___ ملا باذل ایرانی جلد ۱ صفحہ ۴۸-۴۹ - حیات القلوب مُلّا

باقر مجلسی جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ اور تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کی صفحہ ۲۱۲

الغرض ___ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بغیر سوچے سمجھے حضرت علی

کرم اللہ وجہہٗ کی طرح نبی علیہ السلام کے ساتھ جانے کی حامی بھر لی ______

حالانکہ وہ جانتے تھے کہ آج رات نبی علیہ السلام کے ساتھ جانا گویا موت

کو دعوت دینا ہے ۔ اسلئے کہ یہ کوئی تفریحی اور کوئی تجارتی سفر نہیں ہے بلکہ ،

زندگی اور موت کا سودا ہے ! ______

اور کفارِ مکّہ کی خوں آشام شمشیروں سے کھیلنا اور آقا سے پہلے اپنی جان

قربان کرنے کا فیصلہ ہے ! ______

غارِ ثور سے مدینہ منوّرہ کی راہ پر

غارِ ثور سے نکلے تو مدینہ منوّرہ کی راہ پر چلنے لگے ــــ ایک محب اور دوسرا محبوب۔

ایک طالب اور دوسرا مطلوب ، ــــ

ایک غلام اور دوسرا آقا ، ــــ

اور ــــ ایک صادق ــــ اور دوسرا صدیق ! ــــ

حضرات گرامی ! ــــ آئیے ذرا پیچھے پلٹ کر دیکھیں کہ کفّارِ مکّہ کی تلواروں ــــ اور ــــ قریشی بہادروں کی فولادی اور آبدار شمشیروں کا کیا بنا ؟

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے بسترِ نبوّت سے اُٹھ کر نکل آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ یمنی چادر تان کر حضور علیہ السلام کے بستر پر جاکر لیٹ گئے۔ مشرکین مکّہ ساری رات اسی انتظار میں رہے کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس وقت گھر سے باہر آئیں اور کب آپ کا کام تمام کر دیا جائے ۔

رات گزرتی جارہی تھی اور بالآخر گذر گئی ــــ پوہ پھٹنے لگی ــــ اور لو پھیلنے لگی ــــ

تو اب ابوجہل نے رات بھر کے انتظار سے تنگ آکر چھلانگ لگائی ــــ اور حجرۂ نبوّت میں پہنچ گیا ! ــــ

تلوار کا وار کرنے ہی والا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام نے چادر کا پلّہ سرکایا۔ ابوجہل ٹھٹھک کر رہ گیا ــــ وہ حیران و پریشان ہوگیا تھا یہ معاملہ اس کی سمجھ سے بالا تھا ــــ کہ وہ بسترِ نبوت پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو دیکھکر عالمِ حیرت میں گم تھا ! ــــ

ابوجہل نے پوچھا! ——

علیؓ —— محمدؐ ۔کہاں ہے ؟ ——

حضرت علیؓ نے مسکرا کر جواب دیا —— کہ

ساری رات پہرہ تم نے دیا ہے ۔ اور پوچھ مجھ سے رہے ہو! ——

محمدؐ اور ابوبکرؓ تو اس وقت مدینہ منورہ میں پہنچنے والے ہوں گے !

اور —— پھر مدینہ آ ہی گیا —— مدینہ والوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اطلاع بھی مل چکی تھی —— انہوں نے راستوں کو صاف ستھرا کر کے شہر یوں سجایا ہوا تھا کہ کوئی بڑی ہی عظیم ہستی آ رہی ہے جس کے استقبال کے لیئے یہ تیاریاں ہیں —— اسمیں بھی شک نہیں کہ واقعی دو عالم کے سردار آج مدینہ والوں پر احسان کر کے ان کے مہمان بن رہے تھے اور وہ بھی ہمیشہ کے لیئے بلکہ تا قیامت مدینہ منورہ میں رہنے کے لیئے ——

آج مدینہ والوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا —— ہر گلی و بازار کو انتہائی شاندار طریقہ سے سجایا گیا تھا۔ حسین و جمیل محرابیں بنائی گئیں تھیں۔ پورے شہر میں چہل پہل تھی، لوگ خوشی و مسرت میں جھوم رہے تھے —— ہر ایک نے اپنے مکان کو دُولہا بنا رکھا تھا ——

اور —— ہر ایک کی تمنا تھی کہ رسُولِ اکرم علیہ السلام اس کے گھر کو رونق بخشیں اور انہیں اپنی خدمت کا موقع دیں ——

سارا مدینہ —— نورِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے جگمگا رہا تھا —— لوگ باادب قطاریں باندھیں کھڑے تھے —— یہی نہیں بلکہ ——

مسلم شریف جلد ۲ ۔ باب الہجرت ص ۴۱۹ ——

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ ـ

"مرد اور خواتین مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ کا راستہ دیکھ رہے تھے۔"

وَتَفَرَّقَ غِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطَّرِيْقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ـ

"اور چھوٹے چھوٹے لڑکے اور خادم ایک بہت بڑے اور عظیم الشان **جلوس** کی شکل میں گلیوں اور بازاروں اور راستوں میں گھوم رہے تھے اور یہ نعرے لگا رہے تھے یا محمدؐ۔ یا رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

اور ساتھ ہی یہ ایمان افروز نغمے الاپ رہے تھے ——————

مدینہ میں استقبال

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ‏ مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ‏ مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

اور کہیں معصوم ننھی مُنّی بچیاں تھی جو دف بجاتی تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارے کر کے گاتی تھیں کہ —— ع

ہم ہیں لڑکیاں نجار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

اور لو وہ آگئے۔ ناقہ پر سوار۔ صدیقؓ اکبر ہمراہی۔ مدینہ پاک میں بہار

آگئی اور نبیؐ کے پسینہ سے مدینہ کے گلشن مہک اُٹھے ———

اونٹنی — ناقہ ——— خراماں خراماں نہایت ہی ادب و احترام سے قدم اٹھاتی ہوئی بازاروں سے گزر رہی تھی ——— اور اہلِ مدینہ دست بستہ عرض کر رہے تھے ———

حضور میرے گھر ——— یا رسول اللہ میرے غریب خانہ پر! ———
یا نبیؐ محترم — میری رہائش گاہ میں ———

ہر ایک کی التجاء — ہر ایک کی تمنا اور ہر ایک کی آرزو ہے ——— کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے غریب خانہ پر رونق افروز ہوں ——— مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——— مدینے والو! تمہاری عقیدت و محبّت کا شکریہ اور تمہارے ذوق و شوق پر آفرین ہے لیکن

نَاقَتِیْ مَامُوْرَۃٌ مِنَ اللّٰہِ ——— کہ

میری ناقہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت چل رہی ہے ——— یہ جانتی ہے کہ میں نے کہاں ٹھہرنا ہے ——— اسے روکو مت ——— اسے چلنے دو ——— شہنشاہِ عرب و عجم پورے جاہ و جلال کے ساتھ ناقہ پر سوار ستّر ہزار فرشتوں کے پروں کے سایہ میں جا رہے تھے ——— ناقہ بھی بڑی شان و تمکنت کے ساتھ مدینہ منوّرہ کی گلیوں — بازاروں اور راستوں سے گزرتی ہوئی حضرت ابو ایوبؓ انصاری رضی اللہ تعالیٰ کے غریب خانہ پر جاکر رُک گئی ——— اس لیئے کہ ———

وہ جانتی تھی کہ یمن کے بادشاہ تبع حمیری کا وہ خط جو اس نے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت سے نو سو سال قبل حضورِ اکرم

کی طرف لکھا تھا ——— وہ حضرت ابوایوبؓ انصاریؓ کے پاس محفوظ تھا۔

قارئینِ کرام !

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آدمی کی جنس کے علاوہ آٹھ نو اشیاء ایسی ہیں جو کہ جنّت میں جائیں گی ———

لیکن سوچنے کی بات اور غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ آخر یہ حیوانات نہ نمازی۔ نہ حاجی۔ نہ عالم و عامل اور نہ مکلّف بالشرع یعنی اصحاب کہف کا کُتّا۔ حضرت یُونس علیہ السلام کی مچھلی ——— حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ حضرت یعقوبؑ علیہ السلام کا بھیڑیا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ یعنی اونٹنی ———

پھر یہ کہ ان کے جنّت میں جانے کا سبب کیا ہے ؟

تو میں دو سال تک غور و فکر اور تحقیق کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ کسی اچھی نسبّت کے سبب یہ جانور جنّت میں جائیں گے اور پھر ان کی نسبّت کو میں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کر دیا ہے ——— کہ

" نسبت اچھی ہو تو جنّت میں جانا کوئی مشکل نہیں

اور پھر کوئی ایک اچھی نسبت کے باعث لیکن

سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ کئی نسبتوں کے سبب جنت میں جائے گی ———

اوّل : ——— جب ناقہ نے نبیٔ پاکؐ کو دیکھا تو بول اٹھی، السلام علیک یا خیر البشر ——— دوم : ——— اس پر سواری فرماتے تو

وحی نازل ہوتی تھی جبکہ دیگر کسی سواری پر وحی نازل نہ ہوئی ـــــــ

سوم: ـــــ ہجرت کے سفر اور مدینہ منوّرہ پہنچ کر نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا۔

نَاقَتِیْ مَامُوْرٌ مِّنَ اللّٰہِ ـــــــ کہ

میری ناقہ اللہ کے حکم کے تحت چلتی ہے ـــــــ

چہارم: ـــــ یہ جانتی تھی کہ تبع حمیری کا خط حضرت ابو ایوب انصاری کے پاس ہے۔ ـــــــ

تبع حمیری اور اس کا خط

حضرات محترم ـــــــ تبع حمیری کا ذکر قرآن مجید میں دوبار آیا ہے۔

ایک ـــــ سورۃ الدخان ـــــ آیت ۳۷

اَھُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ اَھْلَکْنٰھُمْ اِنَّھُمْ کَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ـــــــ

ترجمہ اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ۔ "کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم"ـــ ان سے پہلے تھے ــ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا، کیونکہ وہ مجرم آدمی تھے۔"

دوم ـــــ سورۃ ق۔ پارہ ۲۶ ـــــ آیت ۱۴

وَّ اَصْحٰبُ الْاَیْکَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ـــــ یعنی "اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم"

تفسیر حسینی ـــــ قادری فخر العلماء مولوی فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ

نسبت باعث جنّت

لکھتے ہیں کہ تبع حمیری یمن کا بادشاہ تھا اور صاحب ایمان تھا ——

اور ان کی قوم تھی جو نہایت ہی طاقتور۔ قوی اور کثیر التعداد تھی ——

تفسیر نسفی جلد ۴ صہ ۹۹ ۔

وَهُوَ تُبَّعٌ حُمَيْرِيٌّ كَانَ مُؤْمِنًا وَقَوْمُهُ كَافِرِيْنَ

کہ تبع حمیری خود تو صاحب ایمان تھا لیکن اس کی قوم کافر تھی ——

تفسیر کبیر جلد ۷ صہ ۲۵۵ ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تَسُبُّوْا تُبَّعًا لِاَنَّهٗ كَانَ اَسْلَمَ —— کہ

"تبع کو گالی نہ دو کیونکہ وہ مسلمان تھا" ——

اسلئے —— ذَمَّ اللّٰهُ قَوْمَهٗ وَلَمْ يَذُمَّهٗ ——

اللہ کریم نے اس کی قوم کی مذمت کی ہے، تبع کی نہیں ۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَانَ تُبَّعٌ رَجُلًا صَالِحًا ۔

کہ ۔ تبع ایک نیک آدمی تھا ——

تفسیر روح البیان ۔ جلد ۴ ۔ صہ ۶۰۸ ——

وَتُبَّعٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِمَنْزِلَةِ الْخَلِيْفَةِ فِي الْاِسْلَامِ کہ

تبع جاہلیت کے زمانہ میں ایسا ہوتا تھا جیسے کہ اسلام میں خلیفہ

اسعد الحمیری —— مرد مومن وصالح بودہ و بعیسیٰ علیہ السلام ایمان آوردہ و چوں حدیث و صفات رسول صل اللہ علیہ وسلم شنید از اہل کتاب برسالت وے ایمان آورد و گفت ——

کہ —— اسعد الحمیری مرد مومن اور صالح انسان تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا مگر جب اس نے اہل کتاب سے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صل اللہ

علیہ وسلم کی صفات اوران کے معجزات وکمالات کو سُنا تو وہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا ـــــــــــــ

اور اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں یوں اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرتا ہے ـــــــــــــ

شَھِدْتُ عَلٰی اَحْمَدَ اَنَّہٗ

رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰہِ بَارِیِ النَّسَمِ

کہ ـــ میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد مجتبیٰ صل اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے سچے رسُول ہیں ـــ وہ اللہ جو تمام روحوں کو پیدا کرنے والا ہے ۔

فَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلٰی عُمْرِہٖ

کُنْتُ وَزِیْرًا لَہٗ وَابْنَ عَمٍّ

اُور ـــ اگر میری عمر نے ان کی عمر تک وفا کی یعنی اگر میں ان کی ولادت تک زندہ رہا تو میں ان کا وزیر بنوں گا ـــ اور ان کی محبت میں اتنا گم ہو جاؤں گا کہ گویا میں انہیں میں سے ہوں ۔''

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلام کے ظہور اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے نوسو سال پہلے کی ایک زندہ حقیقت اور ایمان افروز کہانی ہے کہ وہ چار ہزار علماء وحکماء کو ساتھ لے کر اور ایک عظیم لشکر لے کر مکہ مکرمہ میں آیا، لیکن کسی نے اس کی عزت نہ کی ـــــــــــــ

تبع حمیری نے وزیروں سے پوچھا کہ میں جہاں بھی گیا ہوں لوگوں نے میرا احترام کیا ۔ میرے استقبال کے لیۓ عوام نے راستے سجائے ۔ سنہری تخت بچھائے اور میری عزت افزائی کی مگر یہاں کے لوگوں نے نہ میرا شاہانہ استقبال کیا اور نہ ہی میری عزت افزائی کی ـــــــــــــ

آخر بات کیا ہے ؟ ———

اور ایسا کیوں ہُوا ؟ ———

گفت ایشاں را خانۂ خدا ہست کہ آں را کعبہ گویند ———

وزیروں نے جواب دیا کہ ان لوگوں کے ہاں ایک خانۂ خدا ہے اور اسے یہ کعبہ کہتے ہیں ——— اس کعبہ کے مقابلہ میں یہ لوگ کسی اور کی عزت نہیں کرتے ! — یہ سُن کر تبع حمیری کی آتشِ غضب بھڑک اُٹھی اور اس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ کر لیا ———

لیکن ابھی اس نے اس کی نیّت ہی کی تھی کہ ———

ربّ العزّت بدرد سر مبتلا کرد ———

کہ — ربّ تعالیٰ نے اسے دردِ سر میں مبتلا کر دیا ———

تبع حمیری کے ساتھ آنے والے علماء نے دعائیں کیں ——— حکماء نے دوائیں دیں اور وزراء نے حوصلہ دیا — مگر سب بے سود اس کے سر کا درد کم نہ ہُوا — اور کوئی دُعا با اثر نہ ثابت ہوئی اور نہ ہی کوئی علاج کارگر ہُوا ———

بالآخر ——— تمام لشکریوں ——— وزیروں — علماء اور حکماء نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے اور توبہ کرنے کی درخواست کی اور بُری نیّت سے دست بردار ہونے کی التجاء کی ! ———

تبع حمیری نے ایسا کیا اور خانہ کعبہ کی دیوار سے لپٹ کر اور اللہ تعالیٰ کے گھر کے دروازہ سے چمٹ کر اور رو رو کر معافی کی درخواست کی تو فوراً اسے شفاء حاصل ہو گئی ———

پس کعبۃ اللہ را جامہ پوشد ——— کہ

خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا ـــــــ
اَوَّلُ مَنْ کَسَا الْکَعْبَۃَ اَسْعَدُ الْحُمَیْرِیُّ ـــــــ کہ
جس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا وہ اسعد الحمیری ہے۔
توبہ کرنے اور خداوند کریم سے معافی مانگنے کے بعد وہ یعنی تبع حمیری
مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگیا ـــــــ
اِن دنوں وہاں کوئی شہر ـــ کوئی آبادی اور کوئی بستی آباد نہ تھی۔ صرف
ایک پانی کا چشمہ تھا۔
لشکر کو وہاں ٹھہرایا
علماء نے ـ درکتب خوانده بودند که آں زمین یثرب (طیبہ) مہاجر رسُولِ خُدا
نبی آخر الزّماں صلی اللہ علیہ وسلم است ۔
چونکہ علماء نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ یہ خطۂ زمین مبارک آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت گاہ ہے ۔ اسلئے انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ ہم یہاں سے نہیں
جائیں گے تاوقتیکہ آخری رسُول خُدا کی زیارت سے مشرف باد نہ ہوجائیں ۔
علماء نے تبع کو بھی یہ ایمان افروز خبر سنائی تو اس کے ایمان کے گلشن میں
اور بھی تازہ بہار آگئی ـــــ چار سو مکانات تعمیر کروائے اور محبوبِ خُدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی آمد کی خوشخبری سن کر اُس نے کئی لونڈیاں خرید کر آزاد کیں اور ایک سال
تک خود بھی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں قیام پذیر رہا ـــــ
اور پھر اس نے محبّت و عقیدت کے بھرپور جذبات میں امام الانبیاء صلی
اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط لکھا اور علماء کے حوالے کیا اور تاکید کی کہ نسل در
نسل میرا یہ خط آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیا جائے ـــــ

چنانچہ تبع حمیری کا وہ خط مبارک مدینہ منورہ میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھا جس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ انہیں کے مکان پر آکر ٹھہری! ــــــــ

خط کا مضمون

تبع حمیری کے خط کا مضمون یہ تھا ــــــــ

" اے پیغمبر آخر الزماںؐ ــ اے برگزیدۂ خداوندِ جہاں ۔ اے بروزِ شمارِ مجرماں ۔ من کہ تبعم بتو ایمان آوردم و بر ملتِ توام ۔ و بر ملتِ پدرِ تو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ۔ مرا فراموش نا کنی و مرا در روزِ قیامت شفیع باش ۔ "

نزہت المجالس ۔ جلد ۲ ۔ صـ ۹۲ ــــــــ

وَكَتَبَ كِتَابًا يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِرَبِّكَ وَاَنَا عَلٰى دِيْنِكَ ۔ فَاشْفَعْ لِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاِنِّيْ مِنْ اُمَّتِكَ الْاَوَّلِيْنَ ۔ کہ

" اے آخری نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ پر اور آپ کے رب پر ایمان لایا ۔ قیامت کے دن مجھے بھول نہ جائیے گا اور روزِ محشر میری شفاعت ضرور فرمادیجیے ۔ "

جذب القلوب (اردو) صـ ۲۵۷ ۔ حجۃ اللہ علی العالمینؒ علامہ یوسف النبھانی صـ ۱۳۹ ــــــــ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولیلیٰ کو دیکھا تو فرمایا ۔

اَنْتَ اَبُوْ لَيْلٰى وَمَعَكَ كِتَابٌ ــــــــ کہ

تو ابو لیلیٰ ہے اور تبع حمیری کا خط تیرے ہی پاس ہے ؟

جواب مِلا ——— جی ہاں !

فَلَمَّا قُرِأَ قَالَ مَرْحَبًا ———

جب وہ خط پڑھا گیا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحبا فرمایا ۔
بے ادب اور گستاخ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب نہیں تھا ——— مگر
سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ نبیٔ پاک تو رہے ایک طرف نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ یعنی ڈاچی کو بھی علم تھا کہ تبع حمیری کا رسولِ خدا کی ولادت سے نو سال پہلے کا لکھا ہوا خط مدینہ پاک میں حضرت ابو ایوب انصاری کے پاس محفوظ ہے ۔

فضائلِ مدینہ منوّرہ

مدینہ منوّرہ ــــ عرشِ اعظم سے بھی افضل

مکّہ پاک دا شہر عجیب ہے
پر مٹھڑی جھوک مدینہ ــــ ٹھارم سینہ
مکّہ مرکز ہے بے نیازیاں دا
اَتے مدینہ جاہے کل مسکیناں ــــ ٹھارم سینہ

ہے شام کا وقت اور دُور ہوں میں اب تک بھی مدینہ سے یارب
یہ وقت ہے وہ جب ہر طائر نزدیکِ نشیمن ہوتا ہے

نہ جنت نہ جنت کی کلیوں میں دیکھا
مزہ جو مدینہ کی گلیوں میں دیکھا

واہ واہ مکے مدینے دی شان واہ واہ
ہے جلال اُودھر تے جمال ایدھر
اُودھر ہون سجدے تے سلام ایدھر
اُودھر کالا غلاف تے بلالؓ ایدھر

اودھر چار مصلّے نے گرد کعبے
چار یار سوہنے باکمال ایدھر
اودھر مالک ہے کُل خزانیاں دا
دنڑن والا ہے بے مثال ایدھر

مسلم شریف جلد ۱۔ صفحہ ۴۴۴ ۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۴۰

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی نے فرمایا ہے
عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَۃِ مَلَائِکَۃٌ لَایَدْخُلُھَا
الطَّاعُوْنَ وَلَا الدَّجَّالُ ـــــــــ کہ

"مدینہ منوّرہ کے دروازوں پر فرشتے مقرر ہیں ـــــ طاعون کی
بیماری اور دجّال مدینہ منوّرہ میں داخل نہ ہوسکیں گے۔"
سیّد افتخار الحسن کہتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو کعبۃ اللہ کا طواف کرکے
مکّہ مکرّمہ سے ہی واپس آجاتے ہیں اور مدینہ منورہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم
کے روضہ انور پر جانے کو شرک سمجھتے ہیں وہ ایسے لوگ تو نہیں جو طاعون
زدہ ہوں یا پھر ان کا شمار دجّال لعین کے ساتھیوں میں سے ہے۔
کنز الاعمال ۔ جلد ۶ ۔ صفحہ ۲۴۸

غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَاءٌ مِنَ الْجُذَامِ ـــــ
یُبْرَءُ الْجُذَامَ ـــــ یُطْفِیءُ الْجُذَامَ ـــــ کہ

"مدینہ منوّرہ کی خاکِ پاک میں ہر قسم کے کوڑھ و جذام
کے واسطے شفاء رکھی ہے۔"

مدارج النبوت فارسی ۔ جلد ۲ ۔ صفحہ ۱۴۰ ۔ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ــــــــــ کہ

" بعد ازاں خبیبؓ را بردار آوردند روئے مبارک وے بر جانب مدینہ مطہرہ باشد واز کعبہ منحرف بوُد ــــــ کہ "مشرکین مکہ نے بعد ازاں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ دار پر لے آئے کہ اس وقت ان کا منہ مُبارک مدینہ مطہرہ کی طرف تھا اور کعبہ کی طرف سے چہرہ مبارک پھرا ہُوا تھا۔"

کفار مکہ نے پوچھا تو فرمایا ــــــــــ

مرا ازچہ ضرر ــــ حق تعالیٰ فرمودہ است

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ــــــــ کہ

مجھے اس کا کوئی نقصان نہیں ہے اسلئے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جس طرف بھی پھروگے اللہ کریم اُدھر ہی ہوں گے ـــ

ومدینۃ العظیم قبلہ حقیقی اوست کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم درآں جا است ــــــــــــــ

"اور میرے لئے حقیقی قبلہ مدینہ منوّرہ ہی ہے ــــــ کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں مدینہ مطہرہ میں آرام فرما ہیں۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حمارِ عزیر علیہ السلام

گرامی قدر حضرات ـــــــ جس طرح آدمیوں کی جنس کے علاوہ اصحاب کہف کا کُتّا ـــــــ اصحاب فیل کا ہاتھی ـــــــ حضرت یُونس علیہ السلام کی مچھلی ـــــــ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا دُنبہ اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ یعنی اونٹنی مبارک اچھی نسبت کے سبب جنت میں جائیں گے اسی طرح اچھی نسبت کے باعث حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا بھی جنّت میں جائے گا ـــــــ

قرآن پاک ـــــــ سورۃ البقرہ ـــــــ پارہ ـ ۳ ـــــــ

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ـــــــ

تفسیر کبیر ـ جلد ـ ۲ ـ ص ۳۲۱ ـــــــ تفسیر خازن ـ جلد ۱ ـ ص ۲۰۳ ـ تفسیر روح المعانی ـ جز ـ ۳ ـــ ص ۳۴ اور ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ؛ ـــــــ

اِنَّ بخْتِ نَصَّرَ خَرَّبَ بَیْتَ الْمُقَدَّسَ ـــــــ کہ بخت نصر نے بیت المقدس کو تباہ و برباد کر دیا ـ بنی اسرائیل کو قتل کیا ـ اور قیدی بنایا تو اس کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام ایک دراز گوش یعنی گدھے پر

سوار ہو کر وہاں سے گزرے ! ——————

دیکھا کہ سارا شہر تباہ ہو چکا ہے۔ چھتیں گری پڑیں تھیں —— دیواریں ہی کھڑی ہیں اور کوئی انسان نظر نہیں آتا —— اجڑے ہوئے بیت المقدس کو دیکھ کر حضرت عزیر علیہ السلام نے بڑے تعجّب سے کہا ! ——————

کہ —— اللہ کریم اس مبارک بستی کو جو کہ اُجڑ چکی ہے اور برباد ہو چکی ہے۔ اب کیسے آباد کرے گا اور کیوں کر اسے زندہ کرے گا ——————

میرا اپنا ایک شعر سُنیئے ! ؎

نہ کر برباد میرا دل نہ پھر آباد یہ ہوگا !
اُجڑ جائے بستی اگر تو پھر بستی ہے مُشکل سے !

حضرت عُزیر علیہ السلام کے یہ کہنے پر کہ اب یہ بستی جو کہ اجڑی ہوئی اور برباد پڑی ہے اور برباد شدہ شہر کو اللہ کریم کس طرح زندہ کرے گا۔ اور اس کی بوسیدہ دیواروں اور ٹوٹی پھوٹی چھتوں کو کیسے نئی حیات عطا کریگا۔ اپنی قدرت اور دسترس دکھانے کے لئے اور اپنے کارخانہ قدرت کی کارسازی اور ہر شے پر قادر ہونے کا مظاہرہ کروانے کی خاطر حضرت عزیر علیہ السلام کی رُوح قبض کرلی اور ساتھ ہی ان کے حمّار کو بھی موت کی نیند سُلا دیا ——————

دو چار سال کے لئے نہیں —— بلکہ پورے ایک سو سال یعنی پوری ایک مکمل صدی تک ان پر موت کو طاری رکھا ——————

فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ !
فَلَمَّا تَامَ نَزَعَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ

اور جب ان کی روح قبض کی گئی تو صبح کا وقت تھا اور جب سو سال کے بعد

انہیں زندہ کیا گیا تو ــــ آفتاب غروب ہو رہا تھا ! ــــ

حضراتِ محترم ــــ

اعجازِ نبوّت اور کمالِ رسالت ملاحظہ ہو کہ کھلے میدان میں حضرت عزُیر علیہ السلام اور ان کا دراز گوش مرے پڑے ہیں ــــ مگر کسی کو نظر نہیں آتے۔

کیونکہ ــــ

وَقَدْ مَنَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ وَمَنَعَ الْعُيُوْنَ اَنْ تَرَاهُ ــــ

"اللہ کریم نے درندوں ــ پرندوں کو ان کے بدن مبارک کو کھانے روک دیا تھا اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا تاکہ کوئی آنکھ ان کو دیکھ نہ سکے!" ــــ

جب برس گزر گئے تو ــــ

اَرْسَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَلِكًا اِلٰى مَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِ فَارِسٍ ــ

"اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو وہاں کا حکمران بنا دیا۔"

يُقَالُ لَهٗ يُوْشَكُ

جسے یوشک کے نام سے پکارا جاتا ہے ــــ اور

اس نے پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت طریقے سے بیت المقدس کو تعمیر و آباد کیا، باغ باغیچے لگائے اور ان کو پھولوں سے سجایا اور در و دیواروں پر نقش و نگار بنوائے اور جو بنی اسرائیل زندہ بچ گئے تھے انہیں دوبارہ وہاں پر آباد کیا۔

ایک سو سال کے بعد اللہ کریم نے حضرت عزُیر علیہ السلام کو دوبارہ زندہ کر کے فرمایا! ــــ

کَمْ لَبِثْتَ ــــــــــ
کتنی دیر آپ ٹھہرے ؟ ــــــــــ
جواب دیا ــــ ایک دِن یا آدھا دن ! ــــــــ
فرمایا نہیں ــــ سَو سال کے بعد اُٹھے ہو ! ــــــــ
پھر ــــ آپ کے حمار کو بھی آپ کے سامنے زندہ کیا ــــــ
اور پھر فرمایا ! ــــــــ
اپنے کھانے پینے کی اشیاء کو دیکھ لو ــــ نہ گلی ہیں اور نہ سڑی
ہیں اور نہ ہی ان کی رنگت بدلی ہے اور نہ ہی بدبودار ہوئیں ہیں ــــــ
بلکہ وہی مزا ــــ وہی لذّت اور وہی ترو تازہ پن ــــــ
سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ ایسا ہوتا بھی کیوں نہ ــــ کسی بدمذہب
کے ستو نہیں تھے اور نہ ہی کسی بدعقیدہ کی کھجوریں تھیں جو دو تین دن بغیر فریج میں
رکھنے کے باوجود گل سڑ جاتی ہیں اور ان میں سے بدبو آنے لگتی ہے۔ بلکہ وہ تو
اللہ تعالےٰ کے ایک برگزیدہ رسُول علیہ السلام کی اشیاء تھیں وہ کیسے گل جاتیں
جب کہ ان کی نسبت اچھی تھی۔ یعنی ــــــــــ
اللہ کریم کے ایک برگزیدہ پیغمبر کے ساتھ ! ــــــــ
اور پھر خداوند تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کے سامنے ان کے حمار کو زندہ کیا۔
ہڈیاں جو بوسیدہ ہو چکی تھیں اور گوشت جو گل سڑ کر ختم ہو چکا تھا۔ ایک ایک
کر کے تمام اعضاء جُڑتے چلے گئے۔ اور بالآخر پورے کا پورا حمار حضرت عُزیر علیہ
السلام کے سامنے زندہ ہو کر ہنہنانے لگا۔ ــــــــ
وہ۔ اللہ کریم کی قدرتِ کاملہ اور مُردوں کو زندہ کرنے کی عظیم صفت کو دیکھ

کر پکار اُٹھے ——— کہ

اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ——— کہ

" مَیں نے جان لیا ہے کہ اللہ کریم ہر شے پر قادر ہے "

یعنی — وہ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے ——— ؏

بادِ خزاں کو بادِ بہاری میں بدل سکتا ہے

سوکھے ہوئے درختوں کو ہرا بھرا کر سکتا ہے

پتھروں کی چٹانوں سے پانی کے چشمے جاری کر سکتا ہے اور جسمانی و روحانی بیماریوں سے نجات دِلا کر اپنے بندوں کو آرام و راحت کا سامان مہیا کر سکتا ہے!

آخرکار ——— حضرت عُزیر علیہ السلام، اللہ کی قدرتِ کاملہ کا نظارہ کر کے اُٹھے ——— اور

رَکِبَ حِمَارَهٗ حَتّٰۤی اَتٰی مَحَلَّتَهٗ فَاَنْکَرَ النَّاسُ ـ

اپنے حمار پر سوار ہوئے اور اپنے محلّے میں آ گئے لیکن لوگ آپ کو پہچان نہ سکے ———

فَاِذَا الْعَجُوْزُ عُمْیَاءُ مُقْعَدَةٌ ——— پھر

آپ ایک اندھی بوڑھی عورت سے ملے، جو کہ اپنی ٹانگوں سے معذور تھی ———

حضرت عُزیر علیہ السلام نے اس بزرگ بڑھیا سے پوچھا! ———

ھٰذَا مَنْزِلُ عُزَیْرٍ (عَلَیْہِ السَّلَامُ) ـ ؟

کیا یہ عُزیر علیہ السلام کا مکان ہے ؟ ـ

فَقَالَتْ نَعَمْ ـ اس نے جواب دیا ——— ہاں!

وَ بَکَتْ ——— اور پھر وہ زار و قطار رونے لگی ! ——— اور کہنے لگی کہ اتنی مدّت گزر گئی ہے کہ ہم نے عزیر علیہ السلام کو نہیں دیکھا !

فَقَالَ اَنَا عُزَیْرٌ ———

کہا ——— مَیں ہی عُزیرؑ ہوں !

فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰہِ اِنَّ عُزَیْرًا فَقَدْ نَا مِنْ مِائَۃِ سَنَۃٍ

بڑھیا نے تعجب سے کہا سُبحان اللہ عزیرؑ تو ہم سے سو سال پہلے گم ہُوا ہے۔

فرمایا ——— مَیں ہی عزیرؑ ہوں خدا تعالےٰ نے مجھے سو سال موت کی نیند سُلائے رکھا اور پھر مجھے زندہ کیا ہے ! ———

بڑھیا نے کہا ! ———

اِنَّ عُزَیْرًا کَانَ رَجُلًا مُّسْتَجَابَۃَ الدَّعْوَۃِ ۔ کہ عزیر علیہ السلام ایک مستجاب الدعوۃ آدمی ہیں اور ان کی دُعا سے ہر مرض والا مریض شفایاب ہو جاتا ہے اور ہر مصیبت اور بلا ٹل جایا کرتی ہے۔

فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَرُدَّ بَصَرِیْ
حَتّٰی اَرَاكَ اِنْ کُنْتَ عُزَیْرًا

اور ——— اگر تو عُزیرؑ ہے تو دُعا کر کہ اللہ کریم میری آنکھوں کو بینائی لوٹا دے تاکہ مَیں تجھے دیکھ سکوں اور تجھے پہچان سکوں ! ———

فَدَعَا رَبَّہٗ وَمَسَحَ بِیَدِہٖ عَلٰی عَیْنَیْھَا ———

پس حضرت عزیر علیہ السلام نے اس اس بڑھیا کے لئے دعا فرمائی۔ اور اپنا دست اس بڑھیا کی آنکھوں پر پھیرا تو وہ فوراً ہی روشن ہو گئیں اور اس کی آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی اور ٹانگوں کی معذوری بھی جاتی رہی ———

فَنَظَرَتْ وَقَالَتْ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ عُزَیْرٌ۔ بڑھیا نے انہیں دیکھا تو پکار اُٹھی کہ تم تو واقعی حضرت عزیر علیہ السلام ہو ــــــ

پھر وہ بڑھیا بنی اسرائیل کے پاس گئی اور انہیں لے آئی اور ایک گروہ سے کہا۔ کہ حضرت عزیر علیہ السلام دوبارہ آگئے ہیں ــ یہ دیکھو ان کی دعا سے مجھے بینائی مِل گئی ہے ۔ اور میری ٹانگیں بھی درست ہو گئی ہیں ــــــ

وَقَالَ اِبْنُہٗ کَانَ لِاَبِیْ شَامَۃٌ سَوْدَاءُ مِثْلَ الْھِلَالِ بَیْنَ کَتِفَیْہِ ۔ حضرت عزیر علیہ السلام کے فرزند نے کہا کہ میرے باپ کے کندھوں کے درمیان سیاہ بالوں کا ایک ہلال کی طرح کا ایک ہالہ بھی موجود تھا۔ فَکُشِفَ ۔جب وہ کھولا گیا تو وہ ہالہ موجود تھا۔ پھر سب نے اس کی تصدیق و تائید کر دی کہ یہ حضرت عزیر علیہ السلام ہی ہیں ــــــ

قارئین کرام !۔ یاد رہے کہ ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے یعنی ہر نبی کی ہر دعا قبول ہوتی ہے اور چونکہ حضرت عزیر علیہ السلام میں یہ صفت کثرت سے پائی جاتی تھی اور پھر آپکو ایک سو سال تک مُردہ رکھا گیا ۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو اور آپ کے حمار کو زندہ کیا گیا ۔ اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے کھانے پینے کی اشیاء کو بھی تر و تازہ رکھا گیا کیونکہ ان اشیاء کی اور آپ کے حمار کی نسبت اچھی تھی اسلیے حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا بھی اچھی نسبت کے باعث جنت میں جائے گا ــــــ

لہٰذا سید افتخار الحسن زیدی سچ کہتا ہے کہ نسبت اچھی ہو تو جنت کا ملنا کوئی مشکل نہیں ہے ــــ مگر افسوس کہ حضرت عزیر علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر اور آپ کی ہر دعا قبول ہوتی دیکھ کر یہودیوں نے کہہ دیا عزیر (علیہ السلام) ابنُ اللہِ ــــ کہ حضرت عزیر علیہ السلام ـ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں !ــ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

دعوات الانبیاء

انبیاء علیہم السلام کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ اسلئے کہ یہ شانِ نبوّت کے خلاف ہے کہ نبی دُعا کرے اور خدا تعالیٰ ان کی دُعا قبول نہ کرے!

جیسا کہ قرآن مجید، فرقان حمید میں ہے

پارہ ۲ — سورۃ البقرہ — آیت ۱۸۶

اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔

فرمایا اللہ کریم نے کہ "میں دعا کرنے والے کی دعا اور پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں وہ جب بھی دعا کرے اور مجھے پکارے۔"

یہ تو عوام کے لئے مشروط و مژدہ جانفزا ہے ——— اور اگر نبی دعا کرے تو کیا خدا تعالیٰ قبول نہ کرے گا ———

مشکوٰۃ شریف ص ———

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لِکُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ ——— کہ

"ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔"

حضرت ابراھیم علیہ السّلام کی دُعا ـــــــ

۲: ـــــ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ ـ کہ

"اے اللہ کریم خانہ کعبہ مَیں نے تعمیر کر دیا ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ مبعوث فرمادیں۔"

اور پھر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ـــــــ

اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ ـــــــ کہ

"مَیں حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں پیدا کیا گیا ہوں"۔

پارہ ۳ ـ سورۃ اٰلِ عمران ـ آیت ۳۷

۳: ـــــ ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ

"حضرت زکریا علیہ السلام نے ایک بیٹے کے لئے اپنے ربّ تعالےٰ سے دعا کی۔"

تو قبول ہوئی اور انہیں حضرت یحیٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی!

حالانکہ دونوں میاں بیوی اس قابل ہی نہیں تھے کہ بچّہ پیدا کر سکیں!

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا بھی ایک فرزندِ ارجمند کے لئے

۴: ـــــ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ـــــ

دعا نے شرفِ قبول پایا اور حضرت اسماعیل علیہ کی خوشخبری دی گئی،

حالانکہ آپ ایک سو سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور زوجہ محترمہ ۹۰ سال کی ہو چکی تھیں۔

حضرت ایوبّ علیہ السلام کی دعا شفاء بیماری کے لیے تھی۔

پارہ ۱۷ ـ سورۃ الانبیاء ـــ

۵: ـــــ وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ ـــ

کہ اے میرے ربّ کریم بیمار ہوں شفاء عطا فرمادے۔

۶:۔۔۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۔۔۔

ہم نے دعا قبول کرتے ہوئے اپنے برگزیدہ رسول کو شفاء عطا فرمادی۔

پارہ ۔۔ ۲۳ ۔۔۔ سورۃ ص ۔۔۔

۷:۔۔۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ ۔۔۔

پارہ ۔ ۱۷ ۔۔ سورۃ الانبیاء ۔۔۔

۸:۔۔۔ وَزَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ ۔۔۔

زکریا علیہ السلام کی بیٹے کیلئے دعا۔

۹:۔۔۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى ۔۔۔

ہم نے دعا قبول کرتے ہوئے زکریا علیہ السلام کو ان کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

آئینِ وفا

احبابِ کرام!

معاف رکھنا بات دور نکل گئی ـــــــ میں بیان کر رہا تھا کہ واقعات کربلا کے المناک ذکر میں ہر منزل پر آئینِ وفا کا جذبہ نظر آتا ہے ـــــــ

ملاحظہ ہو ـــــــ کوفہ کے بے وفا مسلمانوں نے یزیدیت کے خلاف ایک محاذ قائم کرنے کے لئے نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کئی خطوط ارسال کئے کہ یہاں تشریف لے آؤ ـــــــ

تو امامِ مظلوم نے حالات کا جائزہ لینے کی غرض سے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بمعہ چھوٹے چھوٹے دو معصوم شہزادوں محمد اور ابراہیم کے کوفہ بھیج دیا ـــــــ

ادھر حضرت مسلم بن عقیلؓ کوفہ پہنچے اور ادھر محبِ اہلِ بیت، عاشقِ رسولؐ اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار غلام نعمان بن بشیر کی جگہ، یزید کی طرف سے ابنِ زیاد کوفہ کا گورنر بن کر کوفہ میں آن وارد ہوا۔

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ستر سال کے بوڑھے اور محبِ اہلِ بیت حضرت ہانیؓ کے مکان میں قیام پذیر ہو گئے اور ابنِ زیاد کوفہ کی گورنری کے تحت

پر بیٹھ گیا ——————— اور

پھر اس ظالم نے اعلان کر دیا کہ جس گھر سے مسلم بن عقیلؓ اور حضرت حسینؓ علیہ السلام کی آواز سنائی دی، اس گھر کو مسمار کر دیا جائے گا ——— اور جس زبان نے حسین ابنِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اقرار ہوا وہ زبان بھی کاٹ دی جائے گی ——— اور جو ہاتھ حسین علیہ السلام کی بیعت کے لئے اُٹھیں گے، انہیں توڑ دیا جائے گا ———————

زیاد کی اس خوفناک تقریر کے بعد کوفہ میں سناٹا چھا گیا اور کوفہ والوں نے خلافتِ حقّہ اسلامیہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور **وفا کی مقدّس چادر** کو پھاڑ کر گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے ۔

مگر عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور رسم **وفا** پر دل وجان سے نثار ہونے والے حضرت ہانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فیصلہ کر لیا کہ جان جاتی ہے تو جائے مگر ایمان نہ جائے ۔

جلاّد اور یزید کے گماشتے ابنِ زیاد کو پتہ چلا کہ مسلم بن عقیل، ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مکان میں پناہ گزین تھے اس نے اپنے ہرکارے بھیج کر حضرت ہانیؓ کو اپنے دربار میں بلایا ———————

اور پھر کوفہ کے دغاباز اور بدسرشت وبے وفا لوگوں نے ہی نہیں بلکہ آسمانوں کے معزز ومکرم فرشتوں نے بھی دیکھا کہ حضرت ھانیؓ پا بجولاں ابنِ زیاد کے سامنے کھڑے ہیں ! ———————

دربار پہ گہرا سکوت طاری تھا اور دربار میں ہر آدمی دم سادھے کھڑا تھا کہ ظالم ابنِ زیاد نے مہرِ سکوت توڑا ——— اور کڑک کر بولا ——— کہ ——— او نمک حرام !

نسبت باعث جنت

کیا تُو نے میرا کُل کا اعلان نہیں سُنا تھا کہ جس نے مسلم بن عقیلؑ کو پناہ دی اُسے قتل کر دیا جائے گا! ــــــــ

حضرت ہانیؓ نے بڑی متانت سے جواب دیا! ــــــــ

ہاں سُنا تھا! ــــــــ

ابنِ زیاد نے گرج کر کہا ــــــــ

تو پھر تو نے خلیفہ یزید کے باغی کو میرے حوالے کیوں نہ کیا؟ ــــ

حضرت ہانیؓ نے بڑے حوصلہ اور پامردی سے جواب دیا! ــــ کہ میں یزید کو خلیفہ ہی تسلیم نہیں کرتا! ــــــ

ابنِ زیاد ــــــ غصہ میں

تو پھر تمہارا خلیفہ کون ہے؟ ــــــــ

حضرت ہانیؓ ــــــ جوش میں،

حسینؑ ابنِ علیؑ! ــــــــ

ابن زیاد ــــــ جھنجھلا کر

یہ کیوں؟ ــــــــ

حضرت ہانیؓ ــــــــ

کہ حسینؑ مجسمۂ حق ہیں اور یزید پیکرِ باطل ــــــــ

ابنِ زیاد ــــــ تمہاری گردن مار دی جائے گی! ــــــ

حضرت ھانیؓ ؎ ــــــــ

ہری ہے شاخِ تمنّا ابھی جلی تو نہیں
وفا کی آگ دبی ہے ابھی بجھی تو نہیں

اور — جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میداں مگر جھکی تو نہیں!

ابنِ زیاد — اب بھی اگر مسلمؓ کو میرے حوالے کردو — تو
تمہاری جان بچ سکتی ہے

حضرت ھانیؓ

ع یہ سُنکر حضرت ھانیؓ نے بیباکانہ فرمایا
ارے او ظالم انساں تجھے یہ کس نے بہکایا
کہ ھانیؓ جان کے بدلے تجھے ایمان دے دیگا
تیری شمشیر سے ڈر کر وہ اپنی آن دے دیگا
نہیں ہرگز نہیں میں ھاشمی مہماں نہیں دوں گا
مَیں اپنی جان دے دونگا مگر ایماں نہیں دوں گا

اور پھر ابنِ زیاد، حضرت ھانیؓ کی اس حق گوئی سے آگ بگولا ہو گیا اور غصّے میں آکر اپنا عصا حضرت ہانیؓ کے سر پر پوری قوّت سے دے مارا۔ اس فقیرِ اہل بیت کا سر پھٹ گیا اور اس وفا کے گلشن کے ایک مہکتے ہوئے پھول پر موت کی خزاں کا جھونکا آگیا ——— خون کا فوّارہ بہہ نکلا اور پھر تلوار سے ان کا سر قلم کر کے تن سے جُدا کر دیا گیا ——— اور ———
حضرت ھانیؓ کی رُوح مبارک بہشت بریں کی طرف پرواز کر گئی اور رسم وفا کے اس پیکر نے اپنا مقام و مقصد حاصل کر لیا!
مسلمانو! — یہ ہے رسمِ وفا کی پاسبانی — اور

یہ ہے آئینِ وفا پر جان کی قربانی ———

سیّد افتخار الحسن کا یہ پیغام ہے کہ ———

مسلمانو! تم بھی وفا سیکھو اور وفا کرو ! ———

احبابِ کرام ——— غور کرو کہ حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خاندانِ نبوّت میں سے نہیں تھے ——— اہلِ بیت میں شامل نہ تھے اور ان کا تعلق عترتِ رسولؐ سے بھی نہیں تھا، صرف محبِّ اہلِ بیت تھے۔ خاندانِ نبوّت سے عقیدت رکھتے تھے اور یزید بدمعاش کی غیر اسلامی قیادت کے مخالف تھے، اسی عقیدت و محبّت کی بنا پر رسمِ وفا کو نبھاتے ہوئے اور اپنی وفا کا ثبوت دیتے ہوئے جفا کی تیغ سے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر گئے ———

اور پھر حضرتِ حُرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ——— اہلِ سادات میں سے نہ تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے ان کا دُور کا بھی رشتہ نہ تھا ———

بلکہ ——— انہوں نے نواسۂ رسولؐ کے مقدس قافلہ کو راستہ میں روکا تھا اور امام پاک کے نوری ساتھیوں کے اردگرد گھیرا ڈال کر کربلا کے خونی میدان تک لایا تھا ———

لیکن ——— جب میدان میں نیکی و بدی کی فوجیں ——— اسلام اور کفر کے لشکر اور حق و باطل کے سپاہی آمنے سامنے ہوئے تو لشکرِ یزید میں سے سب سے پہلے لڑنے کے لئے یہی حضرتِ حُرؓ نکلے ———

راکبِ دوشِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس سے لشکرِ اعداء میں ایک سکوت طاری ہو گیا۔ کسی کو جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی، مگر ——— مظلومِ کربلا کی اس پُر تاثیر تقریر نے حُرؓ کی آنکھوں سے غفلت کے تمام

پردے اُٹھا دیئے ——————

اور پھر —— اس نے محبّت بھری نظروں اور عقیدت سے بھرپور نگاہوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف دیکھا — تو
نواسۂ رسولؐ کی پیشانی میں جلوۂ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آیا تو حیا آگئی گردن جھکا دی اور پھر رسمِ وفا کو ادا کرنے کے لئے دوڑ کر دامنِ حسینیت سے لپٹ گیا —————— حضرتِ امام حسین نے پوچھا ! ——

حُرؓ —— کیا ہُوا - اور - کیوں آئے ہو ؟

عرض کی —————— آقا ! ؎

بھکاری بن کے یا حضرت تیرے قدموں میں آیا ہُوں
مَیں آنسو شرمساری کے پھٹے دامن میں لایا ہُوں

یا امامِ برحق —— مَیں قصوردار ہوں کہ آپ کو گھیر کر یہاں لایا ہوں ! گنہگار ہوں کہ آپ کو اس بیابان میں اتارا اور شرمندہ ہوں کہ میں نے آپ کو اس شہادت گاہ تک لانے کی جسارت کی اور آپ سے بغاوت کر کے آپ کو اس آفت میں مبتلاء کر دیا ——————

مگر اے جگر گوشۂ بتولؓ اب میں اس نافرمانی و بغاوت کی سیاہی کو مٹانا چاہتا ہُوں اور محبّت و عقیدت کی شمع روشن کرنا چاہتا ہوں —— اس ظلمت و عداوت کا خاتمہ کر کے عقیدت کے چراغ جلانا چاہتا ہوں ، اپنی غلطی کا خمیازہ بھگتنا چاہتا ہوں تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ سکوں ——————

اور چونکہ آپ کی امامت میں نماز پڑھ چکا ہوں لہذا اپنے مقتدی ہونے کا حق ادا کرنا چاہتا ہوں ——————

اور جفا کے اندھیروں میں وفا کی قندیل کی روشنی پھیلا کر مسلمانوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ ــــــــــــــــ

جہنم سے نکلتے ہیں یوں "رسمِ وفا والے"!

اسلئے ــــــــــــ یا امام علیہ السلام! ؎

بنامِ سیّدِ عالم میری بگڑی بنا دینا
بصدقہ سیّدہ زہرا جہنم سے بچا لینا

حضرت امام علیہ السلام نے حُرؓ کے سر پر دستِ امامت پھیرا اور اس کو مبارزت کی اجازت مرحمت فرما دی ــــــــــــ
شوقِ شہادت میں جھومتے ہوئے حضرت حُرؓ میدانِ کارزار میں پہنچ گئے۔

اور ؎ ــــــــــــ

پہنچ کر لشکرِ باطل میں پھر شمشیر کو تولا
ہزاروں دشمنوں کے سامنے للکار کر بولا

کہ ــــ میرے عہدِ جفا کے ساتھیو ہوشیار ہو جاؤ
مجھی سے جنگ کرنے کے لیئے تیّار ہو جاؤ

میں ساقیٔ کوثر کی چوکھٹ پر سے تمہاری جفا کے مقابلہ میں وفا کا پیالہ پی کر آیا ہوں ــــــــــــ

اور ــــ نگاہِ لطفِ ساقی نے مری فطرت بدل ڈالی!
ذرا سی دیر میں بدبخت کی قسمت بدل ڈالی!

اور پھر کئی یزید کے وحشی درندوں کو موت کے گھاٹ اتار کر دربارِ امامت میں اپنی جان قربان کر دی اور اسطرح حضرت حُرؓ نے وفا کے دامن پر اپنے خون کی

سرخی سے ایسا نقش و نگار کیا کہ آسمانوں کے فرشتے بھی تحسین و آفرین کے تحفے بھیجتے رہیں گے ——————

سیّد افتخار الحسن زیدی کا پیغام ہے —————— کہ

مسلمانو! تم بھی وفا سیکھو اور مقتدیو! وفا کرو!

اور —— پھر حضرت بی بی شہر بانو بھی تو ایران کے شہنشاہ کی بیٹی اور نوشیرواں عادل کی پوتی تھی —————— اور

جس کی سادات سے کوئی نسبت نہ تھی —— مگر پھر بھی ایک وفا شعار شریک حیات ہونے کے ناطے سے میدان کربلا کے حق و باطل کے خونیں معرکہ میں اپنے بچوں عون و محمد کو نثار کر کے مسلمان عورتوں کو ایک **وفادار** بیوی ہونے کی راہ بتلا گئی۔

نواسۂ رسول بی بی شہر بانو کے خیمہ میں گئے اور فرمایا۔!

شہر بانو! میں جانتا ہوں کہ تم نوشیرواں عادل کی پوتی اور ایران کے ایک نامور شہنشاہ کی بیٹی ہو۔ اور سنہری تخت پر لیٹنے والی اور پھولوں کی سیج پر سونے والی۔ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے والی ایران کی مشہور شہزادی ہو —— مگر

میرے گھر میں آ کر تو مٹی کے پیالوں میں گم ہو گئی اور ریشمی لباس کو ٹھکرا کر تم نے ٹاٹ کی چادر میں اپنی شرم و حیا کے موتیوں کو چھپایا ہے۔

جنگ کا نقارہ بجنے والا ہے اور آج میرے پاس سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہے —————— اس لئے

بہتر ہے کہ تم اپنے بچوں کو ساتھ لیکر ایران چلی جاؤ میں سفر کا انتظام کر دیتا ہوں ——————

نسبت باعث جنّت

وفا شعار بیوی نے مظلومِ کربلا کے قدم چوم لیئے اور دست بدستہ عرض کی!

یا امام دمیرے وارث اگر میں آج مصیبت کے وقت آپ کو چھوڑ گئی تو پھر قیامت تک مسلمان خواتین مجھے طعنہ دیں گی کہ آخر بیگانی تھی جو کہ مشکل اور آڑے وقت میں اپنے شوہر کا ساتھ چھوڑ گئی۔ ——————

اور —— اگر آج میں واپس ایران چلی گئی تو کل قیامت کے روز آپ کے نانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گی۔ اور سید المرسلین، امام الانبیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دے سکوں گی ——

اور آپ کے والد گرامی شیرِ خدا حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالٰے کے پاس کیا منہ لے کر جاؤں گی اور جناب سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کیسے آنکھیں چار کر سکوں گی ——————

اور اے میرے مالک و آقا حسین رضؓ۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں نوشیرواں عادل کی پوتی اور شہنشاہِ ایران کی بیٹی ہوں ——————

اور —— یہ بھی درست ہے کہ ایران کے تخت و تاج اور خوبصورت محلات میں رہنے والی شہزادی ہوں ——————

مگر —— یا حسین رضی اللہ عنہ! ؏

نہیں ہے مجھ کو کوئی ناز کسرای کے گھرانے پر
مجھے تو فخر ہے آقا تمہارے آستانے پر
زہے قسمت محمد مصطفٰے کے گھر کی لونڈی ہوں
مجھے بزدل نہ سمجھو مرتضٰے رضؓ کے در کی لونڈی ہوں
بوقتِ امتحاں یہ گود خود ویران کر دوں گی
نبیؐ کے دین کی خاطر بچے قربان کر دوں گی

مگر جھکنے نہ دوں گی عظمت اسلام کا پرچم
سدا اونچا رہے گا مصطفٰے کے نام کا پرچم

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ بی بی شہر بانو تیرے قدموں پہ نثار — تیری اطاعت و فرمانبرداری پر قربان اور تیری وفا پر فدا۔ تیرے لئے ایران کا تخت و تاج کہاں اور پھر مدینہ منورہ کا حجرہ کہاں — ریشمی بستر کہاں — اطلس و کمخواب کا لباس کہاں اور پھر کھجور کی چٹائی اور بوریا و ٹاٹ کی چادر کہاں —

اور تیرے لئے سونے و چاندی کے برتن کہاں اور پھر مٹی کے پیالے اور آبخورے کہاں اور تیری فطرت میں پہلا سا جور و جفا کہاں اور پھر اپنے دین پناہ حسین سے تیری عادت میں محبّت۔ عقیدت اور رسم وفا کہاں —

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کی گذارش —

مسلمانو! تم بھی وفا سیکھو! اور وفا کرو!

راکب دوشِ رسول — اپنی وفادار بیوی سے گفتگو کرنے کے بعد اپنے وفادار ساتھیوں کے خیمہ میں گئے — اور فرمایا! —

بہادر ساتھیو! اسلام کے پیاسے وفادارو
جہانِ کفر میں حق و صداقت کے مددگارو
تمہیں معلوم ہے شب کی سحر ہوگی تو کیا ہوگا
چلو مانو وہی ہوگا جو منظورِ خدا ہوگا
اٹھو اور اپنا سامانِ سفر باندھو چلے جاؤ

اندھیری شب کا عالم ہے جدھر چاہو چلے جاؤ
نہ شرماؤ تمہیں اپنی خوشی سے چھوڑتا ہوں مَیں
جو بندھن ہے میری بیعت کا وہ بھی توڑتا ہوں مَیں

میری قافلہ سالاری میں جو حق و صداقت کا پرچم بلند رکھنے کے لئے اور اسلام کے عَلَم کو سربلند رکھنے کی خاطر تم نے جس خلوص و جذبہ سے میرے ساتھ آئے ہو، میں تمہاری اطاعت گزاری اور فرمانبرداری پر فخر کرتا ہوں اور —— تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ رات کے اندھیرے میں اس خونی میدان سے نکل جاؤ —— کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تمہارے بچے یتیم ہوں —— اور تمہاری بیویاں بیوہ ہوں ——

اسلئے —— کہ آج حسینؓ کے پاس موت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ میں تمہاری اس عقیدت و وفا کا صلہ تمہیں کل قیامت کے دن جنت کے باغات کی صورت میں دوں گا۔ ——

وفاشعار —— ساتھیوں نے امامِ برحق کی دل ہلا دینے والی تقریر سُنی تو تڑپ گئے —— قدموں کو بوسہ دیا اور گردنیں جھکا دیں اور —— شوقِ شہادت میں پکار اُٹھے

یا آقا حسین —— آج اگر ہم نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا —— تو کل قیامت کے دن خدا کی رحمت ہمیں چھوڑ دے گی اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہم سے منہ موڑ لے گی ——

اسلئے —— اے حضرت فاطمہؓ کے لختِ جگر —— آقا حسین —— اب ہمیں

نہ کچھ پینے کی حاجت ہے نہ کھانے کی تمنا ہے
تیرے سر کی قسم اب سر کٹانے کی تمنّا ہے

اے میرے امامِ برحق کے وفادار ساتھیو!

تمہاری وفاداری کا نام قیامت جاری رہے گا۔ اور تم نے جو رسمِ وفا کی شمع میدانِ کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں اپنے خون سے روشن کی ہے۔ اس کی روشنی دنیائے اسلام کے مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوگی ــــ

سیّد افتخار الحسن عرض گذار ہے ــــــــــــ کہ

مسلمانوں تم بھی وفا کرنا سیکھو اور وفا کرو۔

بابا نانک ـــــ جو سکھ دھرم کے بانی اور جنہوں نے توحیدِ باری تعالیٰ کے مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ نسلِ انسانی کو مساوات کا سبق بھی دیا ـــ اور اُن کے دل و دماغ پر اسلامی تعلیمات کا اثر غالب تھا اور ان کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبّت رکھتے تھے ـــــ

مثلاً ـــ "جنم ساکھی بالا" ص۳۲۷ بابا نانک فرماتے ہیں ـــــــ

ہُن ڈِٹھا نورِ محمّدی ہُن ڈٹھا نبی رسُول

نانک قدرت دیکھ کے خودی گئی سب بھول

لکھیا وچہ کتاب دے اوّل ایک خدائے

دوجا نورِ محمّدی جو خاصہ یار کہائے

لکھیا وچہ کتاب دے اوّل ایک خدائے

دوجا نورِ محمّدی جس جانن کیتا آئے

کہتے ہیں کہ میں ایک دن دورانِ سیر و سیاحت ایک جنگل سے گزرا، تو میں نے دیکھا ایک سوکھے درخت کو آگ لگی ہوئی ہے اور وہ جل رہا ہے، مگر کئی پرندے اور جانور اس جلنے والے درخت پر اداس و غمگین بیٹھے ہیں۔ میں حیران ہُوا

اوران پرندوں سے کہا ______ ؏

آگ لگی اس برچھ کو جلن لگے سب پات

تم کیوں جلتے ہو پنچھیو جب پنکھ تمہارے ساتھ

کہ ___ اس سوکھے ہوئے درخت کو آگ لگ چکی ہے اور یہ جل رہا ہے مگر جب اللہ بھگوان اور واہگروُ نے تمہیں پَر عطا کر رکھےّ ہیں۔ تو تم اُڑ کیوں نہیں جاتے اور جانیں کیوں نہیں بچاتے! ______

توان پرندوں نے باباجی کو جواب دیا ______

کہ ___ بابا نانک جی ___ اڑنے کے لئے ہمارے پر بھی ہیں۔ اور ہم اُڑ کر اپنی جان بھی بچا سکتے ___ مگر ہم اُڑ کر نہیں جائیں گے ___

باباجی نے پوچھا۔ آخر ایسا کیوں؟ ______

تو پرندے بولے ______ کہ ؏

پھل کھایا اس برچھ کا اور بیٹھ لپیٹرے پات

پُٹھ ہمارا جیوناں جے جلیں نہ اس کے ساتھ

کہ ___ اس درخت کا ہم نے پھل کھایا ہے اور اسکی ہری بھری شاخوں پر ہم چہچہاتے رہے ہیں اور اس کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں ہم سکون حاصل کرتے رہے ہیں ___ اسلئے اب ہماری وفا کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بھی اس کے ساتھ ہی جل جائیں ______

اقبال مرحوم بھی بابا نانک کو خراجِ عقیدت یوں پیش کرتا ہے۔!

؏ پھر اُٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے

ہند کو اِک مردِ کامل نے جگایا خواب سے

نسبت باعث جنت

سید افتخار الحسن زیدی ـــــــ انتہائی افسوس سے کہتا ہے۔ کہ کتّے نے اولیاء اللہ سے وفا کی اور اچھی نسبت حاصل کر لی اور جنت کا حقدار بن گیا ـــــــ امام پاک حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں نے وفا کی اور اچھی نسبت پائی جس کی وجہ سے فرشتوں کے لیئے بھی باعث رشک بن گئے اور پرندوں نے وفا کی تو کبوتروں کی صورت میں خانہ کعبہ اور گنبد خضرای میں غٹرغوں غٹرغوں کرنے کی سعادت پا گئے ـــــــ

مگر آج ـــــــ سید شبیر حسین زیدی انجم نے ٹھیک کہا ہے۔ کہ

ع ـــ سمجھ نہیں آوندی میں کس گل تے ہساں یا فیر روواں
اک دل میرا تے غم نے لکھاں میں کدھر کدھر ہوواں
رل گئے پیار دے سچے موتی اجڑ یا باغ وفاواں
یا رب ہن میں کتھوں لبھاں پیار دیاں خوشبوواں

اور آخر میں ایک میرا اپنا قطعہ بھی سنیئے جسے میں نے مراد آباد میں جگر مراد آبادی کی صدارت میں ہونے والے ایک مشاعرہ میں پڑھا تھا۔ کہ

ع ـــ جب تھا بچپن تو تھے ہر روز وفا کے وعدے
جوبن آیا ہے تو آئین وفا بھول گئے
میں نے آنکھوں سے زمانے کا تغیر دیکھا
کفر کہتا ہے مسلمان خدا بھول گئے

مطلب یہ ہے کہ آئین وفا پر کاربند رہنا ایک عبادت ـــــــ اور رسم وفا پر عمل پیرا رہنا ایک ریاضت ہے جس کے سبب انسانوں میں دوستی کے تارے کی چمک بڑھتی رہتی ہے اور محبت کے شہد کی مٹھاس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

آئینِ وفا پر پابندی عینِ عبادت ہے

اور یہی خُدا پرستی ہے ـــــ جو آئینِ وفا کو بھُول گیا ، وہ خُدا کو بھی بھول گیا اور جس نے رسمِ وفا کو ٹھکرا دیا ـــ اُس نے نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پامال کر دیا ـــــــــــ

اسلئے کہ ـــ دوستی کا بھرم رکھنے والے اور عقیدت کا اظہار و دعویٰ کرنے والے اگر رسمِ وفا کے موتیوں کی مالا اپنے گلے میں نہیں رکھتے تو دوستی منافقت کا روپ دھار لیتی ہے اور عقیدت کے دعویٰ کے بعد اگر کوئی شخص وفا کے دامن کی ٹھنڈی ہوا اپنے محسن ـــ اپنے دوست یا اپنے امام و پیشوا کو نہیں دے سکتا تو پھر ایسی عقیدت اور ایسی محبت کانٹوں کا ہار بن کر ہمیشہ اس دوست کے گلے کو زخمی کرتی رہتی ہے ـــــــــ

عارف کھڑی شریف حضرت میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو کہتے ہیں ـــــ کہ

"پیار کرنے والے لوگ اور عشق و محبّت کے متوالے انسان تو محبوب و معشوق کی ہر خفگی کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں اور اسکی ہر سختی کو کشادہ دلی سے برداشت کرتے ہیں اور معشوق کی ہر ناراضگی کو بھی وسعتِ قلبی سے ہنس کر ٹال دیتے ہیں"۔

مثلاً ـــ معشوق ، عاشق کو غصّہ سے جھڑک دیتا ہے ۔ کہ

ع دیندے جھڑک جواب پیارے پھیر نہ آویں ایتھے
جے آیوں تے قتل کراں گے اسی کتھے توں کتھے

ادھر عاشق کا کام معشوق کے دروازہ کو پھر بھی چھوڑنا نہیں ہے!

ع۔ جے توں عاشق بننا لوڑیں پلّہ پکڑ سجّن دا
جان منگے تے دے شتابی صرفہ کریں نہ تن دا

کہ معشوق کی طرف سے جھڑک اور ناراضگی دیکھ کر عشق و محبّت کی وادی سے فرار اختیار نہیں کرنا چاہیئے ــــــ بلکہ

ع۔ جے دلبر تینوں منہ نہ لاوے توں مُکھ مول نہ موڑیں
ڈونگی ندی عشق دی اندر جیو جامہ سب بوڑیں

اگر تیرا دلبر تجھے منہ نہیں لگاتا اور تیری پرواہ نہیں کرتا تو تم پھر بھی اس کی محبّت کے دامن کو ہرگز نہ چھوڑنا ــ بلکہ اس کے پیار کی بہتی ہوئی ندی میں پوری طرح غرق ہو جانا ــــــــــــ اور

ع۔ جے او نال نہ چلن دیوے پچھّا کدی نہ چھوڑیں
لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَتِ اللّٰہِ والی آس امید نہ توڑیں

اور اگر تیرا محبوب کسی خفگی اور ناراضگی کی وجہ سے محبّت کی راہ میں تجھے اپنے ساتھ نہیں رکھتا تو پھر بھی تیری عقیدت کا حق یہ ہے کہ تو اس کے پیچھے پیچھے ہی چلتا رہ ــــــ

اور معشوق کی خفگی کو مسرّت میں تبدیل کرنے تک اور اسکی ناراضگی کو راضی نامہ تک اور اس کے غصّہ کو پیار کی منزل تک لانے میں اس کی ہر جھڑک کو نظر انداز کرتا جا اور اس عرصہ میں اللہ کی رحمت سے ہرگز نا امید اور بے آس نہیں ہونا چاہیئے ـ آخر کسی نہ کسی دن محبوب کا غصّہ اُتر جائے گا ـ اس کی خفگی دُور ہو جائے گی اور اسکی ناراضگی کی آگ ٹھنڈی ہو جائے گی ــــــــــ

ع — جے توں سر دے پیر بنا کے مگر سجن دے چلیوں
تاں فیر پکڑ دلاسا دیسی سجھیں سنگ رلیوں

لیکن وہ لوگ جو محبّت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر ذرا سی ناراضگی پر ملنا جلنا ترک کر دیتے ہیں تو ایسے لوگ محبّت کے آئین اور وفا کی رسم سے ناواقف ہوتے ہیں اور ان کی محبّت کا دعویٰ جھوٹا ہوتا ہے — ان کی عقیدت ریت کی دیوار ثابت ہوتی ہے اور ان کا ہاتھ پاؤں چومنا ایک دھوکہ ہوتا ہے!۔

آخر میں صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی، اپنے مسلمان بھائیوں کو پیغام دیتا ہے کہ — تم بھی وفا کرنا سیکھو اور دوستوں سے وفا کرو! —

اور اگر کسی وجہ سے محبّ و محبوب کے درمیان کوئی نزاع پیدا ہو جائے اور عاشق و معشوق کے مابین کوئی اختلاف کی کالی گھٹا چھا جائے تو عاشق کو چاہیئے کہ رسمِ وفا نہیں نبھا سکتا تو نہ سہی — آئینِ محبّت سے تو دستبردار نہ ہو اور محب کو دستورِ عقیدت سے کنارہ کشی اختیار نہیں کر لینی چاہیئے —

اسلئے — کہ

ع — چنگی مندی سجناں دلوں سے واری ہو جاندی
پر دل تے داغ لیاندے نائیں پکی پریت جنہاندی

احبابِ کرام! —

رسمِ وفا اور — آئینِ وفا کی تفصیل کے بعد حضرت بابا وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وفا و بے وفائی کا نظریہ لکھنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو انہوں نے آج سے ساڑھے چار سو سال پہلے بیان کیا ہے —

وہ لکھتے ہیں کہ — اس دنیا میں "رن یعنی عورت" سے

نسبت باعث جنت

بڑھکر اور کوئی جنس بے وفا نہیں ہے! ——

تخت ہزارہ کا ایک خوبصورت جوان رانجھا جب ۔ بھائیوں، بھرجائیوں اور رشتہ داروں سے ناراض ہوکر ہیر سیال کے شہر جھنگ کی طرف روانہ ہونے لگتا ہے تو اس کی ایک بھرجائی اس کا رستہ روک لیتی ہے تو دھیدو عرف رانجھا —— اپنی بھابی ہینگہ سے کہتا ہے —— کہ

ع۔ تساں پیر۔ ولی۔ غوث ۔قطب مارے

مکراں نال سمجھے برماریونی

وارث رن دی ذات بے وفا ہوندی

پوری نال نہ کسے اُتاریونی

اور ۔پھر ۔تخت ہزارے دا جٹ رانجھا جوگی بن کے جھنگ شہر میں گداگری کرتا پھرتا اور بھیک در بدر مانگتا پھرتا ہے۔ اسی دوران وہ ہیر کی نند (ننان) سہتی نال متھا لالیندا اے ۔تے بڑے ہی پیارے انداز میں اسے کہتا کہ ——

ع۔ نبی باہجھ شفاعت نہ کسے کرنی

رب باہجھ کوئی بخشنہار نائیں

کوئی نئیں سردار سادات جیہا

تے حضرت شاہ علی جیہا ہور دربار ناہیں

تے ۔ فقر ہو کے صبر نہ کرے جیہڑا

جُجےّ فقر دے دا اور روادار نائیں

عدل باہجھ سردار ہے رکھ اپھل

تے رن گدھی ہے جو وفادار نائیں

لے: پھل نہ دینے والا درخت۔

باہجھ عشق دے موت شہید نائیں
تیغ صبر دی باہجھ ہتھیار نائیں
باہجھوں ہجر دے ذوق تے شوق نائیں
وارثؔ رن تلوار فقیر گھوڑا
چارے تھوک ایہہ کِسے دے یار نائیں!

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ ــــ پاکستانی عوام کو ــــ سیّد پیر وارث شاہ رحمۃ اللہ کے ان اشعار پہ پوری طرح غور و فکر کر کے فیصلہ کرنا چاہیئے کہ کیا ایک عورت ملک و قوم، تعمیر و ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے سودمند ہو سکتی ہے کہ نہیں! ــــ

حضراتِ محترم! ــــ

پیر وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عورت کے متعلق بے وفائی کا نظریہ حق اور سچ ــــ لیکن سیّد افتخار الحسن زیدی ــــ وارث شاہ کے اس نظریہ سے تھوڑا سا اختلاف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر ــــ

رَن یعنی عورت ــــ اتنی ہی بے وفا ہوتی تو گجرات کی سوہنی کمہارن بلخ بخارہ کے شہزادہ عزت بیگ کے عشق میں رسمِ آئینِ وفا کو نبھاتی ہوئی، دریائے چناب کی طوفانی لہروں میں غرق نہ ہو جاتی ــــ ع

کچا گھڑا کھُر گیا تے ہتھ بدھے
سوہنی یونس دا واسطہ پان لگ پئی
مینوں مچھ کے کنڈھے تے لے چلو
کرو مچھیو کجھ امداد میری

اور ــــ پیر وارث شاہ کے نزدیک اگر عورت ہی بے وفائی کا مجسمہ ہوتی ہے تو پھر بھنبھور شہر کے حکمران آدم جام کی بیٹی سسّی ــــــ کیچ مکران کے خان پنوّں کی محبت میں فنا ہو کر ــــــ اور پھر آئینِ وفا پر عمل کرتی ہوئی تپتے ہوئے مارو تھل کے ریگستان اور آتش فشاں ریت کے ٹیلوں میں پنوّں کے شتر کا کھوج تلاش کرتی ہوئی گرم اور دہکتے ہوئے صحرا میں گم نہ ہو جاتی ــــــ

دنیائے اسلام کے عظیم شاعر جناب سردار حسین سردار نے اس دردناک منظر کو یوں بیان کیا ہے ــــــ کہ ع

سسّی کھوج شتر تے بہہ کے دیندی خان پنوّں نوں طعناں

انج لجپال کریندے ناہیں جیویں توں کیتی اے خاناں

توں نہ ہوندوں سسّی انج نہ رلدی میریا بانکیا ڈھول جواناں

سردار پنوّں ہن آکے ویکھیں میرا رل گیا سوٹ شہاناں

قارئین کرام ! ــــــ

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اگرچہ سسّی اور سوہنی عشق و محبت کے گھرانہ کی دونوں بہنیں تھیں اور دونوں ہی آئینِ وفا سے واقف اور دونوں ہی آئینِ وفا سے آشنا ہونے کے ساتھ ساتھ ہی دونوں وفاداری اور جانثاری کے جذبہ سے سرشار تھیں ــــــ

لیکن ــــ دونوں کا نوشتۂ تقدیر جدا جدا تھا ! ــــــ

ذرا ان کے نوشتۂ تقدیر کو دیکھئے کہ سسّی اپنے محبوب کو تلاش کرتی ہوئی تپتے ہوئے ریگستان کی دہکتی ہوئی ریت میں پانی کے ایک قطرہ کو ترستی ہوئی مرگئی ۔ اور

سوہنی اپنے محبوب کو ملنے کیخاطر بپھرے ہوئے دریائے چناب کے پانی میں ڈوب گئی ــــــــــــ

سسّی گرم بگولوں کے جھکڑوں میں پھنس کر دن کے وقت جھلس گئی، جبکہ سوہنی کو کالی رات کی خوفناک ناگن نے ڈس لیا ــــــــــــ

اور سسّی بیابان، ریگستان کے تپتے ہوئے ٹیلوں میں گم ہوگئی ــ جبکہ سوہنی دریا کی طوفانی موجوں میں ہمیشہ کے لئے روپوش ہوگئی ــــــــــــ

اور دونوں نے نمازِ عشق پڑھی۔ سسّی نے ریت پر تیمم کیا ــ اور ــ سوہنی نے پانی سے مکمل غسل د وضو! ــــــــــــ

اور دونوں کے امام تھے۔ سسّی نے حضرت الیاس علیہ السلام کی دہائی دی اور سوہنی نے حضرت خضر علیہ السلام کو پکارا ــــــــــــ

اور ــ دونوں ہی دھوکا کھا گئیں ــــــــــــ

سسّی شتربانوں کی ٹلیّوں کا ــــ اور سوہنی کچے گھڑے کا ــ

اور سسّی نے شتربانوں کی ٹلیّوں کو جرسِ کارروان اور بیاباں سے اُٹھنے والے گرد و غبار کے ہر بگولے کو غبارِ قافلہ سمجھ لیا ــــــــــــ اور سوہنی نے کچے گھڑے کو محبوب تک پہنچنے کا وسیلہ جان لیا ــــــــــــ

اور سسّی کے لیئے یہ کہنا ٹھیک ہے ــــــــــــ کہ

ع ــ تھا بیاباں کا بگولا جو اٹھا اور مٹ گیا

دُور سے جس کو غبارِ کارروان سمجھا تھا میں

اور ــ سوہنی کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ ــ

ع کچے کچ کیتا کچّا نے ٹھلّی کچے چاہڑیا تور نہ پور میرا

اگے جُبّاں تے موت نئیں جان ویندی پچھّارہ گیا بجناں دُور میرا

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن —— اپنے مسلمان بھائیوں سے ایک بار پھر لازوال پیغام کے ساتھ درخواست کرتا ہے کہ کسی امام کے مقتدیو! —— اپنے امام سے وفا کرو —— اور اے کسی پیر کے مریدو۔ اپنے پیر سے وفا کرو —— اور اے کسی استاد کے شاگردو اپنے استاد سے وفا کرو۔ اور اے اپنے نبیؐ کے اُمتیو اپنے نبیؐ سے وفا کرو اور اے اپنے خُدا کے بندو اپنے خدُا سے وفا کرو! ——————

اور اے پاکستان کے پتھر دِل سرمایہ دارو اور دولتمند زر پرستو —— اور لاکھوں، کروڑوں روپے کی کوٹھیوں میں عیاشی کرنے والو —————— مغرور مِل مالکو —— کسی غریب کی جھونپڑی کو ڈھانا بند کردو —————— اور اے کپڑے کے بڑے بڑے تاجرو اور اپنے بیوی بچّوں کو امپورٹڈ ریشمی لباس پہنانے والو۔ سنگدل انسانو! —— بیوہ عورتوں اور یتیم بچیّوں کے ننگے سروں کو بھی ڈھانپنے کے لئے اپنی مِلوں کے ہزاروں تھانوں میں سے دو چار گز کپڑا اللہ اور رسُولؐ کی خوشنودی حاصل کرنے کی، دینے کی بھی عادت بناؤ۔

اور اپنے خوبصورت بنگلوں کو بجلی کے قمقموں سے روشن کرنے والو۔ امیرو دولت مندو! —— کسی مفلس وفقیر کی کُٹیا میں ٹمٹماتے ہوئے تیل کے چراغ کو اپنی سرمایہ داری کی وحشیانہ پھونکوں سے بجھانا چھوڑ دو! ——————

ع۔ کیا مِلیں اسی لئے ریشم کے ڈھیر بُنتی ہیں
کہ دخترانِ وطن تار تار کو ترسیں

اور۔ کیا چمن کو اسلیئے مالی نے خون سے سینچا تھا
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

علاّمہ اقبال مرحوم بھی خُدا کے حضور یہی فریاد کرتا ہے ——— کہ

ع —— کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دُنیا ہے تیری منتظرِ روزِ مکافات

اور —— تُو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

اور —— یہ علم — یہ حکمت — یہ تدبّر — یہ حکومت
پیتے ہیں لہُو دیتے ہیں تعلیمِ مساوات

اور سیّد افتخار الحسن! اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ بھی کہتا ہے۔ اپنے خوبصورت بنگلوں —— اپنے خوشنما باغات اور اپنے بلند و بالا پلازوں کی طرف سے ذرا توجہ ہٹا کر اپنی آخری آرامگاہ قبر کا تصوّر بھی کبھی کر لیا کرو ——— اور اس دُنیا کے مسافر خانہ میں ہمیشہ زندہ رہنے کی بجائے آخرت کے شہرِ خموشاں میں روزِ قیامت تک تہِ خاک لیٹنے پر بھی کبھی غور و فکر کر لیا کرو! ———

علاّمہ اقبال مرحوم نے سچ کہا ہے ——— کہ

کیا عشق ایک زندگیٔ مستعار کا
کیا عشق پائدار سے ناپائیدار کا

اور دن میں کم از کم ایک دفعہ تو موت کے فرشتہ کو بھی یاد کر لیا کرو۔ کیونکہ موت برحق ہے اور ملک الموت کا آنا بھی سچ ہے۔

سیّد ہاشم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب کہا ہے ——— کہ

ع — سدا نہ تاج سراں تے رہندے سدا نہ تاج شہانہ
ہاشم شاہ اتھے دِل نہ لاویں ایہہ جگت مسافر خانہ

نسبت باعث جنت

مولوی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دنیائے فانی کی مذمت کرتے ہوئے اور ملک الموت کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کیا ہی اچھا لکھا ہے۔ کہ

ی۔ یار تیرے لدھی بھار جاندے اکدن توں بھی بھار لدھاوناں اے
ملک الموت جدوں گھیر آن پایا پھیر کسے نہ تینوں چھڑانال اے

اور

ی۔ یار تیرے لدھی پار جاندے یاراں جاندیاں دی تینوں سارناں ئیں
ملک الموت لنگھائے نے پور لکھاں تے توں غافلا ہویوں ہشیارناں ئیں

میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دنیا کی بے ثباتی اور زندگی کی بے یقینی اور زندگی کے فانی ہونے کا یوں ذکر کرتے ہیں ؎

سدا نہ لاٹ چراغاں والی سدا نہ سوز پتنگاں
سدا نہ چھوپے پا محمدؐ بہنا رل مل سنگاں

اور۔ سنگ دے ساتھی لدھے جاون اساں وی ساتھ لداناں
ہتھ نہ آوے پھیر محمد جا یہ وقت وہاناں

اور۔ لکھ ہزار بہار حسن دی اندر خاک سمانی
لا پریت محمد بخشا جگ وچہ رہے کہانی

اور۔ مان نہ کریئے روپ گھنے دا وارث کون حسن دا
سدا نہ رہسن شاخاں ہریاں سدا نہ پھل چمن دا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی دُعائیں

دُوسرے انبیاءِ کرام سے ہمارے رحمتِ دوعالم نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت ایک علیحدہ اور مثالی ہے۔ اسلیئے ہر دعا آپ پر درود شریف پڑھنے کے سبب قبول ہوتی ہے ——

مثلاً ——

۶: —— ترمذی شریف ۔ جلد ۱ صـ۶۴ ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ——

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوۡقُوۡفٌ بَیۡنَ السَّمَاءِ وَالۡاَرۡضِ ——

"کوئی دعا دربارِ خداوندی تک نہیں پہنچتی اور زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔"

حَتّٰی تُصَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ

کہ جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے۔

—— ترمذی شریف ۔ جلد ۲ صـ۲۰۹ ۔ مشکوٰۃ شریف صـ۵۵

حضرت ابنِ عباس و عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں —— کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے حلقہ بگوش اسلام ہونے کی دُعا کی! ———

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْبِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

اور پھر وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے نتیجہ میں حلقہ بگوش اسلام اور نبی پاک علیہ السلام کے غلام بن کر اسلام کے سدا بہار گلشن میں ایک تازہ پھول بن کر اور دین مبین کے مضبوط قلعہ کی حفاظت کے لئے ایک بہادر سپاہی کی طرح اور ایک سرفروش جرنیل کی طرح اپنے دورِ خلافت میں کا پرچم لے کر اور بہادر مجاہدوں کا ایک معمولی سا دستہ لے کر مدینہ منورہ سے نکلا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اللہ کریم کی بچھائی ہوئی زمین کے آدھے حصّہ پر چھا گیا ———

حضرت ابوھریرۃؓ کی والدہ کے لئے مسلمان ہونے کی دُعا فرمائی اور وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دُعا کا اثر انہوں نے اسطرح دیکھا کہ ابوھریرۃ دعا کے بعد اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب وہ گھر پہنچے تو دروازے کو اندر بند پایا۔ جو کہ ایک غیر معمولی بات تھی۔

ابوہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے میری والدہ نے کہا ——— کہ

ابُوہُریرۃ! ذرا انتظار کرو! میں غسل سے فارغ ہو کر دروازہ کھولتی ہوں۔

انہوں نے دروازہ کھولا اور بڑی پیار بھری نظروں سے دیکھکر اندر آجانے کا حکم دیا۔ اور مجھے کہا! — ابُوہُریرۃ مجھے مسلمان بناؤ۔ یہ سنکر میری حالت خوشی کے مارے بے حال ہو گئی اور میری والدہ نے مسلمان ہونے کا اقرار کر لیا۔

یہ اثر تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا کہ فوری طور پر شرف قبولیت پا گئی۔

۸ :—— جیسا کہ —— مسلم شریف جلد ۲ ص۳۰۱ ۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۲۵

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میری ماں کفر کی نحوس راستوں میں بھٹکتی پھرتی تھی ————

مگر میری دلی آرزو تھی کہ میری والدہ بھی اسلام کے گلشن کی ایک مہکتی ہوئی کلی بن جائے اور اہلِ ایمان کے دل و دماغ کو مہکانے لگے !

چنانچہ —— ایک دن میں نے اپنی یہی آرزو دربارِ رسالتؐ میں پیش کر دی جبکہ میری یہ حالت تھی کہ میں رو رہا تھا ————

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی تو انتہائی محبت سے دریافت فرمایا ————

ابوہریرۃؓ —— کیوں روتے ہو؟ ——

مَیں نے عرض کی —— یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کافرہ ہے اور —— میں آپ کا غلام ! ——

مَیں نے بہت کوشش کی ہے اور بہت دعائیں کیں ہیں مگر سب ناکام ہوگئیں اور میری ماں کے دل پر لگا ہوا کفر کا تالا ٹوٹنے میں نہیں آتا —— اور اس کی آنکھوں پر پڑے ہوئے شرک کے سیاہ پردے نہیں اٹھ سکے۔

اب آپ میرا آخری سہارا ہیں اور میں اس اُمید پر آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا ہوں کہ آپ کی دعا سے میری ماں کے کفر و شرک کے اندھیروں میں، ایمان و اسلام کی شمع جل اٹھے گی اور جہنم کی آگ سے بچ جائے گی۔

اسلئے —— اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّھْدِیَ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ! ——

آپ دعا فرمایئے کہ ابوہریرۃ کی ماں کو ضلالت و گمراہی کی ظلمتوں میں رشد و ہدایت

کی قندیل روشن ہو جائے ——————

بس پھر کیا تھا۔ میری درخواست پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے دست مبارک اٹھائے اور ان الفاظ میں دعا فرمائی ———

اَللّٰھُمَّ اِھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ۔

"کہ اے اللہ کریم ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کو ھدایت فرما۔ کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر دین و ایمان کی روشنی میں لے آ!" ————

اس کے دل و دماغ سے لات و منات کی محبت نکال کر خدا و رسول کی الفت عطا کر دے ————

اور پھر ایسا ہوا ———— ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ گھر آئے تو ماں کی تقدیر ہی بدل چکی تھی! ————

اور اس کا دامن، دین و ایمان کے پھولوں سے بھر چکا تھا ————

۹: ———— دحیہ کلبی کے لئے ایمان لانے کی دعا فرمائی جو کہ قبول ہوئی اور وہ بھی کفر کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آ گیا!

جیسا کہ ———— تفسیر روح البیان جلد ۱ صـ ۱۲۴ اور درۃ الناصحین صـ ۱۴۲۔

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور علامہ عثمان بن حسن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں ————

اِنَّ دَحْیَۃَ الْکَلْبِیَّ کَانَ مَلِکًا کَافِرًا مِّنَ الْعَرَبِ ———— کہ

دحیہ کلبی کفر کے ایک ناپاک گروہ کا سردار تھا ————

وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ اِسْلَامَہٗ ۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اسلام لانے کی خواہش رکھتے تھے

کیونکہ وہ سات سو آدمیوں کا سردار تھا ـــــ اسلیئے نبیؐ پاکؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تمنّا تھی کہ اگر یہ اسلام لے آئے تو اس کی ساری جماعت بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائے گی ـــــ

وَکَانَ مِنْ اَجْمَلِ النَّاسِ وَجْھاً ۔

اور وہ اتنا حسین و جمیل انسان تھا کہ جب وہ کبھی شہر میں نکلتا تو شہر کی خواتین اسے دیکھنے کے لئے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ جاتیں یا دروازوں سے باہر آجاتیں ۔

ایک دن حُسنِ اتفاق یہ ہُوا کہ ادھر سے رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرہے تھے اور دوسری طرف سے دحیہ کلبی آرہا تھا ـــــ حسین و جمیل تو تھا ہی ۔ محبّت بھری نظروں سے جب نگاہِ رسالت نے دیکھا تو معاً بارگاہِ خداوندی میں عرض پرداز ہوئی ـــــ

یا اللہ پاک ! ایسی خوبصورت صورتیں بھی دوزخ میں لے جائیں گے ! ـــــ

آواز آئی محبوبؐ ـــــ کیا چاہتے ہو ؟ ـــــ

حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ایمان لانے کی آرزو کر دی ـــــ اور عرض کی :ـــــ

اَللّٰھُمَّ اَرْزُقِ الْاِسْلَامَ دَحْیَۃَ اَلْکَلْبِیْ ـــــ کہ

اے اللہ دحیہ کلبی کو اسلام کی دولت سے بہرہ ور فرما دے ـــــ

زبانِ نبوّت سے نکلی ہوئی دعا نے قبولیّت کے دروازے کھول دیئے ـــــ

اگلی صبح ہوئی تو نماز کے بعد والئِ دو جہان مصلّے سے اٹھنے ہی والے تھے ۔ کہ حضرت جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے ـــــ

اور عرض کی ـــــ یا محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ

قَذَفْتُ نُوْرَالْاِیْمَانِ فِیْ قَلْبِ دَحْیَۃَ اَلْکَلْبِیْ !

کہ اللہ کریم نے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے ! ——————

محبوب آپ کی دعا قبول ہو چکی ہے اور آپ کی خواہش کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ہم نے دحیہ کلبی کے دل میں تاریکی کو دور کر کے نورِ ایمان کی شمع روشن کر دی ہے اور وہ تھوڑی دیر بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والا ہے!

فَلَمَّا دَخَلَ دِحْيَةُ الْكَلْبِي الْمَسْجِدَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَاءَهُ عَنْ ظَهْرِهِ وَبَسَطَ عَلَى الْاَرْضِ وَاَشَارَ اِلٰى رِدَائِهِ -

پھر جب دحیہ الکلبی مسجد نبوی میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھے پر رکھی ہوئی مبارک مدثر والی چادر اتار کر فرش پر بچھا دی اور اسے اشارے چادر پر بیٹھ جانے کے لئے فرمایا - ع

دشمن آ جائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں !

لیکن جب دحیہ کلبی نے صاحبِ خُلقِ عظیم کا یہ حسنِ اخلاق دیکھا - تو

بکٰی ——————— وہ رونے لگا ——————

اور — رَفَعَ رِدَاءَهُ فَقَبَّلَهُ وَمَسَحَ عَلٰی رَأْسِهِ وَعَيْنَيْهِ

چادر مبارک کو اٹھایا —— اسے بوسہ دیا اور سر اور آنکھوں پر لگایا -

اس نے کہا ! ——————

حضور مجھے نورِ ایمان سے سرفراز فرماویں ! ——————

آپؐ نے فرمایا ! ——————

قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ——————

اس نے کلمہ شریف پڑھا ——————

پھر وہ زار و قطار رونے لگا ——————

شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ ——
اب کیوں روتے ہو؟ ——
دحیہ کلبیؓ نے عرض کی! سرکار! مَیں بڑے بڑے کبیرہ گناہ کرتا رہا ہوں
اور اب تک ستّر لڑکیاں اپنے ان ہاتھوں سے زندہ دفن کر چکا ہوں! ——
رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہو گئے ——
جبریل علیہ السلام اسی عالم میں تشریف لائے اور آپ کو سلام بھیجتے ہوئے فرمایا! ——
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ قُلْ لِدَحْیَۃَ الْکَلْبِیْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ —— کہ
دحیہ کلبی سے فرمادیں کہ مجھے اپنے جاہ وجلال کی قسم ہے کہ جب اس نے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اقرار کیا تھا اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہوا اور ایمان کے خزانہ سے بھر پُور ہوا تو ہم نے
غَفَرْتُ لَکَ کُفْرَکَ سِتِّیْنَ سَنَۃً۔
تمہارے ساٹھ سال تک کے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں ——
فَبَکَی النَّبِیُّ وَاَصْحَابُہٗ
پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رونے لگے۔
آواز آئی —— حبیبؐ روتے کیوں ہو؟ ——
عرض کی —— یا اللہ!
ایک دفعہ کلمہ شریف پڑھنے والے کے آپ نے ساٹھ سال کے گناہ معاف فرما دیئے —— مگر میری وہ اُمّت جو تیری توحید اور میری رسالت کی گواہی

صبح وشام کثرت سے دیتی ہے، اِسے آپ کس طرح نہ بخشیں گے ——

جواب آیا ——————

ہاں! بخشش دوں گا۔ ——————

اور حضرت دحیتہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت وتکریم اور اُن کے حسن وجمال کی شان تو دیکھو کہ —— اسلام کے دامن میں آنے کے بعد —— اور کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر دین وایمان کی روشنی حاصل کرنے کے بعد اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے اثر کے بعد خداوند کریم کی طرف سے یہ انعام بھی مِلا —————— کہ

کَانَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَأْتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی صُوْرَۃِ دَحْیَۃَ لِجَمَالِہٖ —— کہ

"اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام، دحیہ کلبی کے حسن وجمال کی بنا پر نبی کریم علیہ السلام پر اس کی صورت پاک میں آتے رہے!"

بارش کے لئے دُعا

۱۰: —— بخاری شریف جلد اوّل ص ۵۰۶ —— مسلم شریف جلد اوّل ص ۲۹۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۶ ——————

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صل اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قحط پڑ گیا —— حضور علیہ السلام جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ایک اعرابی نے عرض گزاری یارسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم مویشی ہلاک ہونے شروع ہوگئے ہیں، اور بچے بھوک سے مرنے لگے ہیں ——————

فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا ۔ !

بارش کے لئے اللہ سے دعا کریں ۔ ! ـــــــــ

فَرَفَعَ یَدَیْہِ !

پس اُمّت کے غمخوار نے دعا کے لئے اپنے دستِ مبارک اٹھائے اور عرض کی ! ـــــــــ

اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا ! ـــــــــ

یا اللہ کریم ہم پر اپنی رحمت کی بارش برسا دے ۔ اور یہ الفاظ آپ نے تین بار دہرائے ـــــــــ

آسمان شیشہ کی طرح صاف تھا یعنی بادل کا نام و نشان تک نہیں تھا ۔ مگر ـــــ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا اُن کے منہ سے نکلنا تھا کہ مشرق و مغرب ، شمال و جنوب سے کالی گھٹائیں امڈنا شروع ہوگئیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے موسلا دھار بارش ہوگئی اور یہ بارشیں آئندہ جمعہ تک ہوتی رہیں اور پورے عرب کی سرزمین جل تھل ہوگئی اور قحط دُور ہوگیا ـــــــــ

یہاں تک کہ اگلے جمعہ کو اُسی اعرابی اور دیگر بہت سے مسلمانوں نے کھڑے ہو کر عرض کی ! ـــــــــ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مکانات گرنے لگے ہیں اور مال و متاع غرق اور تباہ ہو رہا ہے ۔ آپؐ دعا فرمائیں کہ بارش تھم جائے ـــــــــ

آپؐ نے دُعا فرمائی ! ـــــــــ

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا ـــــ

کہ یا اللہ ! ـــ ہم سے یہ بارش کا سلسلہ ختم کردیں ۔ ـــــــــ

پتہ چلا کہ ساری کائنات کا نظام امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور زبان پاک اور دعاؤں میں ہے ——

بارش نہ برسنے کا سبب

دوسرے انبیاءِ کرام کی طرح حضرت ھود علیہ السلام بھی عاد قوم کی طرف نبی بن کر تشریف لائے اور قوم کو دعوتِ توحید و رسالت دی اور حکم دیا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو —— پارہ ۱۲ سورۃ ھود ——

مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ

کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی اِلٰہ نہیں ہے —— اور اے میری قوم میں نے جو تمہیں توحید و رسالت کا درس دیا ہے اور تمہیں نیکی کا راستہ بتایا ہے اور تمہیں پتھروں کی پرستش کرنے کی بجائے ایک وحدہٗ لاشریک اِلٰہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے —— میں تم سے اس کا کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ۔

بلکہ اس کا اجر میں اپنے اس ربّ سے لوں گا جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ——

کیا تمہیں عقل نہیں ہے کہ —— میری تبلیغ اور میری دعوت کو سمجھ کر ایک اللہ کی عبادت کرنی شروع کر دو۔

مگر واقعی قوم بے عقل ثابت ہوئی اور اپنے کفر پر ڈٹے رہے —— تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب اور رسالت کو جھٹلانے کے باعث تین سال تک بارش بند کر دی —— اور ان کی عورتوں کو بانجھ کر دیا ——

تو حضرت ہُود علیہ السلام نے پھر اپنی قوم پر رحم کھاتے ہوئے اور قوم کو تین

سال تک بارش بند ہونے کے باعث ان پر جو قحط کا عذاب آن پڑا تھا۔ اسے دور کرنے کے لئے اور خشک سالی کی مصیبت کو ٹالنے کے لئے اور بارش برسانے کیلئے پھر اپنی قوم سے فرمایا: ــــــــــــ

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ! ــــــــــــ اور فرمایا کہ

کہ اے میری قوم اپنے ربّ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر توبہ و استغفار کرو تو اللہ تعالےٰ آسمان سے موسلا دھار بارش برسا دے گا اور ساتھ ہی تمہاری عورتوں کے بانجھ پن کو دور کر کے اور تمہیں کثرت سے لڑکے عطا کر کے تمہاری قوت میں اضافہ فرما دے گا۔!

اور تم مجرم بن کر اپنے منہ راہِ راست سے نہ موڑ لو ــــــــــــ

مگر ــــ وہ قوم اتنی سرکش اور نافرمان تھی کہ حضرت ہُود علیہ السلام کی تبلیغ اور دعوتِ حق کے باوجود اپنے کفر پر ڈٹی رہی اور حضرت ہُود علیہ السلام کے ساتھ واہیات قسم کی بحث کرتے رہے ! ــــــــــــ

اور پھر جب اس قوم کے راہِ راست پر آنے اور رشد و ہدائیت کی روشنی پانے کی کوئی امید نہ رہی تو پھر اللہ کی طرف سے ان پر ایک دردناک عذاب لایا گیا جس سے ان کا نام و نشان مٹ گیا ــــــــــــ

لیکن ــــ اس دردناک عذاب سے خداوند کریم نے اپنی رحمت کے سبب حضرت ہُود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے افراد کو نجات دیدی۔

قارئینِ کرام ! اور برادرانِ اسلام آج محرّم کی ۲۷ تاریخ اور ساون

کی ۲۵ر تاریخ ہے — مگر مون سون ہواؤں کا رخ اور بارش برسنے کا راستہ ابھی تک فیصل آباد کی طرف نہیں دیکھا گیا ——— اور فیصل آباد کے لوگ ایک سال سے بارش کے چند قطروں کے لئے ترس رہے ہیں ———

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ ——— ہمیں،

ہم پر بھی حضرت ہود علیہ السلام کی گمراہ اور بے دینی قوم کی طرح ہماری عیاشیوں ——— بدمعاشیوں ——— اور ——— فحاشیوں کے باعث اور ہماری دین و اسلام سے غدّاری اور رسالت سے بغاوت کے سبب بارش بند رکھنے کا تین سالہ منصوبہ تو نہیں ہے ———

مسلمانو! ——— آؤ حضرت ہود علیہ السلام سے بڑھ کر اپنے آقا و مولا ——— رحمت دو عالم اور مشفق و شفیق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام۔ ان کی تبلیغ حق اور ان کی دعوت اسلام پر عمل پیرا ہو کر اپنے ربّ کریم سے معافی طلب کریں ——— اور ———

توبہ و استغفار کر کے آسمان سے بارش کے دروازے کھول دیں اور اللہ کریم کی رحمت کا دروازہ کھٹکھٹا کر ایک سالہ خشک سالی کے عذاب سے نجات حاصل کریں ——— اور

یتیموں ——— مسکینوں اور بے آسرا لوگوں کو کھانا کھلا کر اور صدقہ و خیرات کے خزانے کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کریں ———

نزہت المجالس ——— جلد اول صـ ۹۷ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ

لِاَنَّ الْفَاحِشَةَ اِذَا فَشَتْ فِیْ قَوْمٍ فَشَا فِیْهِمْ طَاعُوْنٌ۔ وَاِذَا انْقَصُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ جَاءَهُمُ الْقَحْطُ وَاِذَا مَنَعُوا الزَّکَاةَ

نسبت باعث جنت

حُبِسَ عَنْهُمُ الْمَطَرُ ——— کہ

جس قوم میں بے حیائی پھیل جائے۔ اس قوم پر طاعون کی بیماری مسلط کر دی جاتی ہے۔ اور جو قوم کم تولنا شروع کر دے۔ اس قوم پر قحط اور جورِ سلطان بادشاہ کا قہر و غضب اور ظالم حکمران مسلط کر دیا جاتا ہے اور جو قوم زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس قوم پر بارش بند کر دی جاتی ہے۔

برادرانِ اسلام!

غور کرو اور سوچو کہ کہیں یہ تمام خرابیاں ہم میں تو پیدا نہیں ہو گئیں ———

——— علاج بس

توبہ و استغفار ——!

حسن جمال کیلئے دعا

مدارج النبوّت ——— جلد اوّل ص ۴۳۸ ——— بیہقی

بیہقی از انس آوردہ کہ یہودی گرفت از لحیہ شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم چیزے کہ در لحیہ شریف افتادہ بود۔

حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں ایک تنکا پھنس گیا جسے ایک یہودی نے دیکھ لیا اور وہ تنکا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے نکال دیا ——— اور

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی کہ ———

"میں ایک حسین اور خوبصورت جوان ہوں مگر میرے بال سفید ہو چکے ہیں جس کے باعث میری خوبصورتی میں کمی آ گئی ہے۔ دعا فرمادیں

کہ اللہ تعالیٰ میرے حسن کو قائم رکھے!۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ———————

اللّٰھم جمّلہٗ ! ———————

کہ — یا اللہ اس کو خوبصورت بنا دے ! ———————

شفاءِ بیمار کے لئے دعا۔

مدارج النبوّت —— جلد اول — صـــ ۴۲۸ ———————

"بیمار شُد ابوطالب عم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم —— ایک دفعہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے تو حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی۔" ———————

اے برادر زادہ من دعا کن پروردگار خود را تا عافیت دہد ———————

یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اے میرے بھائی کے بیٹے دعا کرو کہ آپ کا پروردگار مجھے شفاء عطا فرما دے ! ———————

تو — امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں دعا کی ——

اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَمِّیْ ! ———————

کہ یا ربّ میرے چچا محترم کو شفا عطا فرما دے ! ———————

پس برخاست ابوطالب ———————

پس حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ گویا کہ شفا ہو گئی ! — اور بیماری جاتی رہی ———————

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ! ———————

"کہ اے میرے بھتیجے! جو تو خدا سے مانگتا ہے، تجھے خدا تعالیٰ فوراً ہی عطا کر دیتا ہے"۔

خصائص کبریٰ — جلد اوّل۔ ص ۱۲۴

حضرات محترم ———

حضرت عزیر علیہ السلام کی تو ایک دعاء سے بوڑھی عورت کی آنکھوں کی بینائی واپس آگئی اور اس کی ٹانگیں جو ناکارہ ہو چکی تھیں درست ہو گئیں اور یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا ——— مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں دعائیں شرف قبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اس کے باوجود، دنیائے سنیت کے علماء کرام نہ تو انہیں خدا مانتے ہیں اور نہ ہی خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں۔

حتیٰ کہ ——— جب نمرود نے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے پوچھا تھا۔ کہ میرے علاوہ آپ کا رب کون ہے؟ ———

تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا تھا ——— کہ

رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ!

کہ "میرا رب وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے"!

تو نمرود نے پھر کہا کہ ———

اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ

کہ میں بھی زندہ کر سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں ———

چنانچہ اس ظالم نے ایک آدمی کو پھانسی کے تختہ پر چڑھا دیا اور جسے پھانسی کی سزا ملی تھی اسے بری کر دیا گیا ———

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سمجھا کہ یہ ظالم زندگی اور موت کے فلسفہ کو نہیں جانتا اسلئے ——————

انہوں نے ایک اور دلیل پیش کر دی کہ یہ ظالم حکمران، جو خدا ہونے کا دعویدار ہے۔ لاجواب ہو جائے ——————

پھر آپ نے فرمایا کہ ——————

میرا خدا وہ ہے جو آفتاب کو مشرق سے نکال کر مغرب میں غروب کرتا ہے اگر تو بھی خدا ہے تو سورج کو مغرب سے نکال کر مشرق میں ڈوبنے کا حکم کر۔ یہ سن کر جھوٹا خدا اور ظالم حکمران مبہوت ہو کر اور حیران ہو کر رہ گیا۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی اس دلیل کو درست مان لیا تھا کہ ——————

دوسری دلیل دینے پر مجبور ہو گئے ——————

حالانکہ میدانِ مناظرہ کا یہ اصول ہے کہ۔ ایک مناظر ایک دلیل پر ڈٹ جائے!

تو اس سوال کا جواب یہ ہے —— کہ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی حکیم یا ڈاکٹر کسی بیمار کی تشخیص کرکے اور بیماری کو سمجھ کر اس کے لئے ایک نسخہ تیار کرتا ہے مگر وہ نسخہ بیمار کا معدہ قبول نہیں کرتا، تو وہ قے کر دیتا ہے ——————

پھر حکیم اور ڈاکٹر کو یہ پورا پورا حق حاصل ہے کہ وہ مریض کے لئے دوسرا نسخہ تجویز کرکے اس کا علاج کرے ——————

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی پہلے ایک نسخہ نمرود کو دیا مگر اس کی عقل و دانش نے اسے قبول نہ کیا اور پھر دوسرا نسخہ دیا جس سے مبہوت ہو کر رہ گیا اور دعوتِ حق کے مقابلے میں شکست کھا گیا ——————

اللہ تعالےٰ کے خلیل علیہ السلام نے خدا اور الٰہ ہونے کا معیار یہ مقرر کیا کہ اگر تُو آفتاب کو مغرب سے نکال کر دکھا دے لیکن نمرود ایسا ہرگز نہ کر سکا۔

ہاں، البتہ ہمارے شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعجازِ نبوّت اور کمالِ رسالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ڈوبے ہوئے سورج کو مغرب سے نکال کر دنیا کو بتا دیا کہ ساری کائنات کا نظام میرے مقدس ہاتھوں میں ہے چاہے وہ نظام شمسی ہی کیوں نہ ہو۔ ! ——————

مگر ہم سُنّی حضرات پھر بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مختارِ کُل نبیؐ اور بے مثل بشر ہی کہتے ہیں —— حالانکہ مغرب سے سُورج کو نکالنا یہ معیارِ الوہیّت تھا ——————

اس حیرت انگیز واقعہ —— اور —— اعجازِ نبوّت کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

ڈوبے ہوئے سورج کی واپسی !

مدارج النبوّت اردو ص۴۲۷ ——————

جنگِ خیبر کی فتح کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ رہے تھے کہ وادیِ صہبا میں، نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا!

علیؓ — مَیں کچھ تھکاوٹ محسوس کر رہا ہوں ——————

عرض کی یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے زانوؤں پر سرِ اقدس رکھ کر آرام کر لیں۔ ——————

یہ کہکر حضرت علیؓ نے اپنا دامن پھیلا دیا ——————

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوؤں پر سر رکھ کر آرام فرمانے لگے! سورج غروب ہو رہا تھا اور اتفاق ایسا ہُوا کہ حضرت علیؓ

نے ابھی عصر کی نماز ادا کرنی تھی ۔

اب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے دو مسئلے آگئے تھے ۔ ایک خدا کی عبادت اور دوسرا نبی کی اطاعت ۔

اگر پاکستان کا کوئی بے ادب اور گستاخ مولوی ہوتا تو رسول پاک صلی اللہ وسلم کو جگا کر نماز عصر پڑھ لیتا ۔ لیکن یہ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جنہوں نے یہ سمجھ کر اور اس عقیدہ کے تحت نماز عصر قضا کر دی ۔ کر

ع۔ نمازیں گر قضاء ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

کہ نماز قضا ہو گئی تو پھر پڑھ لوں گا لیکن خدا جانے نبیؐ پاک سرِ اقدس میری جھولی میں دوبارہ کب آئے ۔

اور جب رسول پاکؐ بیدار ہوئے تو ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی یا حبیب اللہ میں نے آپ کی محبت اور اطاعت میں نماز عصر قضا کر دی ہے !

مختارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اب نماز قضا پڑھنی ہے یا ادا ۔

جواب دیا غلام ہوں آپ کا اور نماز پڑھوں قضاء !

فرمایا ! کھڑے ہو جاؤ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے ۔

کیا کروں ؟

فرمایا ۔ نیت کرو !

کس بات کی

نماز عصر کی!
لیکن سورج تو غروب ہو چکا ہے!
فرمایا! جو میں کہہ رہا ہوں۔ وہ کرو۔
علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیت کی چار رکعات نماز عصر۔
نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔
اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَلِیًّا کَانَ فِیْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ
فَارْدُدْ عَلَیْهِ الشَّمْسَ۔

"یا اللہ — علیؓ نے تیری اطاعت اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں نماز قضا کر دی ہے اب اس کے لئے ڈوبا ہوا سورج واپس کر دے!"

سوال:- وہاں تو نماز قضا کی جا رہی ہے پھر اللہ کی اطاعت کہاں؟
جواب:- مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ! (سورۃ النساء آیت ۸۰)
جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔
چونکہ حضرت علیؓ نے رسولؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تھی اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت تھی!۔

آفتاب طالع شد چنانکہ شعاع آں بر کوہ و امان بتافت و خلائق برائے عین مشاہدہ کرد۔

"ڈوبا ہوا سورج طلوع ہوا جس کی شعاعیں پہاڑوں اور میدانوں میں لوگوں نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیں"۔

سوال:- آخر نمازِ عصر اتنی تاکید والی نماز۔ علیؓ نے کیوں قضا کر دی؟

جواب : ـــ مدارج النبوت اردو ـــــــ

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت اور اسی حالت میں آثار وحی نمودار ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس حالت میں مناسب نہ سمجھا کہ محبوبِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوابِ راحت سے بیدار کیا جائے ـــــــ

شفاء شریف بمعہ نسیم الریاض جلد ۳ ۔ ص۱۰ ۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ : ـــــــ

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا ۔ اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْحٰی اِلَیْہِ وَرَاْسُہٗ فِیْ حِجْرِ عَلِیٍّؓ فَلَمْ یُصَلِّ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ ۔

"حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سرِ اقدس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جھولی مبارک تھا۔ اس وقت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی جس کی بناء پر حضرت علی علیہ السلام نے نماز نہ پڑھی ۔"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصَلَّیْتَ یَا عَلِیُّؓ ؟ ـــــــ

کہ ۔ یا علیؓ ـــ تم نے نماز پڑھ لی ہے ؟ ـــــــ

قَالَ ـــ لَا ـــ جواب دیا نہیں ! ـــــــ

پھر محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ـــــــ

قَالَتْ ـــ اَسْمَاءُ فَرَاَیْتُہَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَاَیْتُہَا طَلَعَتْ ۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بعد میں نے دیکھا

کہ سورج ڈوب چکا ہے مگر پھر میں نے دیکھا کہ سورج طلوع ہوا ہے!"

مدارج النبوت فارسی صـ۲۵۴ــ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ کہ ــــــــــــــ

"کسی ایسے شخص کو جسے علم میں دسترس حاصل ہے لائق نہیں کہ وہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی حدیث کے حفظ میں تخلف کرے اسلیئے کہ حدیث اسماء از علامات نبوت است! ۔"

سوال :۔ کہ غروب آفتاب سے نمازِ عصر قضا تو ہو جاتی ہے لیکن رجوعِ شمس سے یہ ادا تو نہیں ہوتی ہے ــــــــــــــ

جواب :۔ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ ــ اسلیئے کہ قضاء ایسی صورت میں جبکہ آفتاب، غیوبیت میں قائم و باقی رہے اور وقت فوت ہو جائے لیکن اگر سورج کے ساتھ وقت بھی لوٹ آئے تو کیوں ادا نہیں ہوتی ــــــــ

اما ۔ اگر وقت نیز عائد گردد چرا ادا نشود انیز مواھب میں منقول ہے کہ اس حدیث کو طبرانی نے معجم کبیر میں باسنادِ حسن روایت کیا ہے ۔

اعتراض :۔ کہ اسے ایک مجہول اور غیر معروف عورت نے نقل کیا ہے جس کا کسی کو علم نہیں لہٰذا ردِ شمس کا واقعہ درست نہیں ہے ۔

جواب ۱ :۔ امام طحاوی ــــ احمد بن ابی صالح طرانی اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہم اس کی صحت اور اس کے حسن ہونے کے قائل ہیں پھر یہ کہنا کہ کتبِ صحاح و حسن میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا یہ درست نہ ہوگا ــــــــ

جواب ۲ : ــــــ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا کسی کو حال معلوم نہیں اور وہ مجہول اور غیر معروف خاتون ہیں ۔ نعوذ باللہ العظیم ۔

مدارج النبوت فارسی ــ جلد ۲ ـ صـ۲۵۴ــ ــــــــــ اسلئے کہ ان

کا حال تو سب کو معلوم ہے! ـــــــــــــــ

" زیرا کہ وے امراۃ جمیلۃ ـ عاقلۃ ـ جلیلۃ " ــــــــ

کہ وہ ایک حسین وجمیل ــــــ عقلمند عورت تھیں ــــــ

و بود وے تحت جعفر بن طیار بن علی ابن ابی طالبؓ و زائد وے

برائے عبداللہ بن جعفر ـ و بود وے تحت ابابکر و زائد وے محمد بن ابی بکر ـ

و بعد ازاں بود تحت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم و زائد وے یحیٰ را ــ

کہ ـ حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا بڑی دانا ـ بڑی عقلمند اور خوبصورت خاتون تھیں اور اپنے شوہر کے ساتھ پہلے حبشہ کو ہجرت کی ـ پھر مدینہ منورہ آئیں گویا ان کو دو ہجرتیں کرنے کا شرف حاصل ہے ــــــــــ

اور وہ پہلے حضرت جعفر بن طیار بن علی ابن ابی طالب کے نکاح میں آئیں ــــ ان کے بعد عبداللہ بن جعفر سے نکاح کیا ــــ ان کے بعد حضرت ابوبکر کی زوجہ بنیں، ان کے بعد ابوبکر کے صاحبزادہ محمد بن ابی بکر کی بیوی بنیں اور پھر ان کے بعد سب سے آخر میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں ـــــــــــ

اس شجرہ حالات کے بعد یہ کہنا کہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا کسی کو حال معلوم نہیں کتنی زیادتی اور ناانصافی ہے ـ

سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ردِ شمس کے دن کے عظیم معجزہ کو جھٹلانے کے لئے اور حضرت علی علیہ السلام کی شان و عظمت کو مٹانے کے لئے ایسے بے بنیاد اعتراضات کرنا ہمارے اکابرین

کا شیوہ نہیں ہونا چاہیئے! ———

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن اس معجزۂ مقدس کو یوں سمجھتا ہے کہ ہمارے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے خدا تعالیٰ کے کسی نے نہیں دیکھا اور خداوند تعالیٰ کو بھی سوائے محمد مصطفٰے علیہ السّلام کے کسی نے نہیں دیکھا۔ اور جس نے محبوب خُدا کے حسن و جمال کو دیکھا تو انہوں نے خدا کی نماز کو بھی قضاء کر دیا جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ——— ؎

نماز پڑھاں کہ میں تیں ول ویکھاں
مینوں کعبہ بھُل گیوای
تینوں رکھاں کہ تیری شرع نوں رکھاں
بینوں اگلا فکر پیوای

حضرت خواجہ پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

سُبحان اللہ ما اَجملک ما اَحسنک ما اَکملک ——!
کِتھے مہر علی کِتھے تیری ثناء گُستاخ اکھیں کِتھے جا لڑیاں

———

لکھ دُنیا تے سوہنے ہوون میرے مدنی نال نئیں رل دے
کُن فیکون تے کل دی گل اے میرے آقا دے پیار ازل دے
یوسُف نبی وچہ مصر وکا دے جدوں زورِ عشق دے چل دے
سب صدقہ محبُوب میرے دا کوہ طور تے دِیوے بل دے

قارئین کرام! ———

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ ہمارے نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے

خُدا کے کسی نے نہیں دیکھا ——————

اسی لیئے علماءِ حق نے لکھا ہے کہ یہ نہ کہنا چاہیئے کہ شبِ معراج خدا تعالے

پردوں سے باہر آئے —————— کیونکہ ——

اَلْحِجَابُ فِیْ حَقِّ الْمَخْلُوْقِ لَا فِیْ حَقِّ الْخَالِقِ —— کہ

پردے کا لفظ مخلوق کے لئے ہے خالق کے لئے نہیں —— اسلیئے

یہ کہنا چاہیئے محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رُخِ انور سے پردے

اٹھائے تاکہ خدا تعالے اپنے بنائے ہوئے حسین شاہکار کو اچھی طرح دیکھ لے

حضرت جبریل علیہ السلام کسی نبی پر تین دفعہ نازل ہوئے ۔ کسی نبی پر

۵۰ دفعہ آئے اور کسی پر ۵۵ دفعہ حاضر ہوئے اور کسی نبی پر ۱۵۰ بار نازل ہوئے

لیکن ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۵ ہزار دفعہ نازل ہوئے ——

گویا کہ حضرتِ جبریل علیہ السلام نے ۲۵ ہزار بار رسولِ اکرم حضرت محمدؐ

مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے مگر معراج کی شب حضرت جبریل علیہ السلام

سے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا : —— ؏

معراج کی شب جبریلؑ سے کہنے لگے خیر الاممؐ

تُو نے دیکھا ہے جہاں بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم

عرض کی جبریلؑ نے شاہا مجھے تیری قسم

آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری —— !

قَلَّبْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ —————— کہ

مَیں نے زمین و آسمان پھرے ہیں اور ایک حسین ترین آدمی سے لیکر انبیاء

علیہم السلام تک کا حسن وجمال دیکھا ــــــــ

لیکن ـــ یا محمد صلی اللہ علیک وسلم ! ـــــــ

تو ـ چیزے دیگری ــــــــ

تو کوئی اور ہی چیز ہے جو میری سمجھ بھی نہیں آیا کر تو کیا ہے ؟

حضراتِ محترم ــــــــ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی کتاب احسن القصص اور نزہت المجالس میں لکھا ہے کہ آدمی کی جنس کے علاوہ بھی سات آٹھ اشیاء ایسی ہیں جو کہ جنّت میں جائیں گی ــــ مثلاً

۱ـــ اصحابِ فیل کا ہاتھی ۔
۲ـــ اصحابِ کہف کا کتّا ۔
۳ـــ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی ۔
۴ـــ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دُنبہ ۔
۵ـــ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی ۔
۶ـــ حضرت بلقیس سلام اللہ علیہا کا ھُدھُد ۔
۷ـــ حضرت عزیر علیہ السلام کا حمار ۔
۸ـــ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ ۔

اور میں دو سال تک ان جانوروں کے جنّتی ہونے پر غور و فکر کیا اور آخر یہ سمجھا کہ ان کے اعمال تو نہیں ہیں کہ یہ حیوانات جنّت میں جائیں گے ـــ کیونکہ یہ نہ تو نمازی ، نہ حاجی ، نہ زکوٰۃ دینے والے اور نہ ہی روزہ دار اور نہ کوئی نیک عمل پھر یہ جنتی کیوں کر ہو گئے ؟

نسبت باعثِ جنت

بالآخر مجھ پر یہ بات منکشف ہوئی کہ صرف روزہ و نماز، حج و زکوٰۃ ہی جنّت میں جانے کا سبب نہیں، بلکہ اچھی نسبت بھی جنتی ہونے کا باعث بن سکتی ہے ـــــ تو میں نے ان اشیاء کو اچھی نسبت کا رنگ دے کر، قرآن و حدیث کی روشنی میں اور مستند روایات کا جامہ پہنا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ امام غزالی اور علامہ صفوری رحمۃ اللہ علیہما نے جو کچھ لکھا ہے بالکل صحیح لکھا ہے۔

کیونکہ نسبت اچھی ہو تو جنت میں جانا کوئی مشکل نہیں۔!

قارئینِ حضرات! ـــــــــــ

یہ بھی یاد رہے کہ اس کتاب سے پہلے میری ایمان افروز کتاب "گستاخِ رسول کی سزا" خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ اور جامعہ نوریہ رضویہ کے مہتمم سید ہدایت رسول کی زیرِ نگرانی بازار میں آچکی ہے جس میں قرآن و سنت کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ ـــ

گستاخِ رسول واجب القتل ہے!

وفاقی وزیر جناب اعجاز الحق صاحب فیصل آباد تشریف لائے تو سرکٹ ہاؤس میں ان سے ملاقات کے دوران یہ کتاب انہیں پیش کی ـــــــــ

اور پھر چند دن کے بعد حکومت کی طرف سے بھی اعلان ہو گیا کہ ـــــ

"گستاخِ رسول کی سزا ـــ سزائے موت ہوگی" ـــــ

اور میں اپنے لئے باعثِ نجات سمجھتا ہوں! ـــ جناب محمد اعظم چشتی صاحب نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

دوزخ دِچہ کوئی کافر جاوے یا کوئی منافق جاوے
یا جاوے بے ادب نبی دا جیہڑا اس دی شان گھٹاوے

ستے یا جاوے کوئی ظالم جابر جیہڑا کسے دا دِل دُکھاوے
اعظم ۔ نہ کافر نہ بے ادب نبیؐ دا مینوں کیہڑی اگ جلاوے

حضراتِ گرامی قدر! ——————

پاکستان کا مطلب کیا؟ ——————
لا الٰہ الا اللہ! ——————

اور کتاب کا نام —— "نسبتِ باعثِ جنّت"

اور یہ نسبت سب سے اچھی ہے ——————

اسلئے کہ —— نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے ۔ کہ
اسی نسبت سے دامن وابستہ رکھو تو پھر جنّت تمہاری ہے! ۔
وطن سے محبّت —— پرچم سے عقیدت اور ملک کی مٹی کو اکسیر سمجھنا
ہی دراصل وفاداری ہے ۔

پاکستان والو —— جشنِ آزادی تمہیں مبارک ہو!

صاحبزادہ
سیّد افتخار الحسن زیدی
شہزادہ تغزل ۔ طارق آباد
—— فیصل آباد ——

مصنف کی دیگر تصانیف

مقامات نبوت

مقامات صحابہ

مقامات اولیا

کفر یزید

اللہ کے شیر

المعراج

ماہ کنعان

زندگی

گستاخ رسول کی سزا

نسبت باعث جنت

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد